بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقیاسِ نور

جناب پیر طریقت مناظر اسلام

ابو عبدالوہاب مولانا محمد عمر اچھروی

الناشر:

مکتبہ سلطانیہ — مدینہ منزل

۱۸۰۔ اے جناح کالونی سلطانی روڈ کرن آباد روڈ لاہور

فون: ۷۵۸۴۳۵۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا ایھا الذین امنوا ان جاءکم فاسق بنباء فتبینوا ان
تصیبوا قوما بجھالۃ فتصبحوا علی ما فعلتم نادمین

فتوحاتِ احناف

مقیاسِ نور

اہل سنت وجماعت احناف کے غیر مقلدین وہابیوں سے چند مناظروں کی روداد

مناظرِ اسلام مولانا محمد عمر صاحب اچھروی رحمۃ اللہ علیہ

الناشر

مکتبہ سلطانیہ — مدینہ منزل

۸۰ اے جناح کالونی بسطامی روڈ سمن آباد لاہور

فون ۵۸۴۲۵۷

ملنے کا پتہ

صاحبزادہ حافظ سلطان باھو صدیقی صاحب بن مولانا محمد عمر صاحب

صاحبزادہ محمد حبیب سلطان صدیقی صاحب

مقیاسِ نور

مصنّف :۔ کے حالاتِ زندگی کے مختصر شب و روز۔
ناشر :۔ مکتبہ سلطانیہ۔
کتابت :۔ گوھر۔
پرنٹر :۔ چائنہ آرٹ پریس ۹ میو ہسپتال روڈ لاہور
چوتھا ایڈیشن :۔ ستمبر ۱۹۹۶ء بمطابق ربیع الثانی
تعداد : گیارہ سو۔

مکتبہ سلطانیہ مدینہ منزل ۸۰۔اے جناح کالونی
بسطامی روڈ۔ سمن آباد۔ لاہور فون نمبر: ۷۵۸۴۴۵۷

مقیاسِ نور

حسان العصر الحاج محمد علی ظہوری بانی مجلس حسان پاکستان لاہور

ترجمانِ مدحتِ سرکار ہے مقیاسِ نور
نور کی سرکار کا کردار ہے مقیاسِ نور

تھے محمد عمر، عالم اور مناظر بے بدل
اُن کا یہ مجموعۂ افکار ہے مقیاسِ نور

وُہ خطیبِ بے بدل وُہ پیکرِ علم و عمل
اُس کی نوری سوچ کا شاہکار ہے مقیاسِ نور

اس کے دم سے پھیلی ہے تاریکیوں میں روشنی
ظلمتوں میں مطلعِ انوار ہے مقیاسِ نور

اِستفادہ کرنے والے ہو گئے حق آشنا
فکرِ باطل کے لئے یلغار ہے مقیاسِ نور

اہلسنت کے عقائد کے لئے سینہ سپر
گمرہوں سے برسرِ پیکار ہے مقیاسِ نور

طالبانِ سیرتِ شاہِ مدینہ کے لئے
عِلم کا عرفان کا معیار ہے مقیاسِ نور

ہو ظہوری گر حقیقت بیں نظر تو پڑھ اِسے
مسلکِ حق کا حسیں اظہار ہے مقیاسِ نور

سپاسِ عقیدت

از خامۂ فکر الحاج محمد علی ظہوری بانیٔ مجلسِ حسان پاکستان لاہور

ڈھونڈوں کہاں مناظرِ اسلام کی مثال
آئے نظر نہ کوئی بھی اب صاحبِ کمال
افکارِ باطلہ کے لئے تیغ بے نیام
وہ سادگی کے روپ میں اِک پیکرِ جلال
ہو نہ سکا کسی کو بھی اندازِ وہ نصیب
تقریر اور تلاوتِ قرآں کا بے مثال
ایسا خطیب! ناز تھا جس پر خطاب کو
ایسا ادیب! گنجِ معانی سے مالامال
اُس کا وجود علم و عمل کا مجسّمہ
اب ایسی صورتیں نظر آتی ہیں خال خال
پُر ہو سکے گا نہ یہ خلا مُدتوں کبھی
رکھے گی یاد قوم سدا عمرؒ کا وصال

بے باک مردِ حق تھا۔ مجاہد دلیر تھا
وُہ شرق پُور کے شیر محمدؒ کا شیر تھا

غرضِ تالیف مقیاسِ نوُر

بندہ سَر افگندہ محمد عمر ولد حضرت مولانا مولوی محمد امین صاحب قریشی صدیقی لاہوری اچھرّوی اپنے گناہوں سے دربارِ خداوندی میں نادم ھے۔ اور خداوند کریم سے اُمید مغفرت کی بھی واثق رکھتا ھے۔ تو اپنی دُنیوی و اُخروی نجات کے لیئے بلا جرح وطعن نورِ مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلم کا ذکرِ خیر لکھ کر کتاب ھذا

مقیاسِ نوُر

بارگاہِ رسالت میں پیش کرتا ھے۔

ع گر قبوُل اُفتد زہے عزّ و شرف

ابو عبدالوھاب محمد عُمر دارالمقیاس اچھرہ لاھور

بحضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم

بلغ العلیٰ بکمالہ

کشف الدجیٰ بجمالہ

حسنت جمیع خصالہ

صلوا علیہ وآلہ

علیہ الصلوٰۃ والسلام

کلام شیخ سعدی رحمۃ

کتبہ گوہر قلم

مقیاسِ مناظرہ

مصنف :- مناظرِ اسلام مولانا محمد عمر صاحب اچھروی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر :- مکتبہ سلطانیہ۔
کتابت :- گوھر۔

چوتھا ایڈیشن :- ستمبر ۱۹۹۶ء بمطابق ربیع الثانی
تعداد : گیارہ سو۔ قیمت : ۹۰ روپے

مکتبہ سلطانیہ مدینہ منزل ۸۰۔اے جناح کالونی
بسطامی روڈ۔ سمن آباد۔ لاہور فون نمبر : ۷۵۸۴۴۵۷

خواجہ فریدالدّین رحمۃ اللہ علیہ

صاحبِ معراج و صدرِ کائنات
سایۂ حق نورِ آں خورشیدِ ذات
نورِ او مقصودِ مخلوقات بود
اصلِ معدومات و موجودات بود
آنچہ اوّل شُد پدید از جیبِ غیب
بود نورِ پاکِ او بے ہیچ ریب
چوں شُد آں نورِ معظّم آشکار
در سجود افتاد پیشِ کردگار

(منطق الطیر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا ایھا النبی انا ارسلنٰک شاھدا و مبشرا و نذیرا و داعیا الی اللہ باذنہ و سراجا منیرا

اے ہر وقت ہر ذرے ذرے کی خبر رکھنے والے بیشک ہم نے آپکو بھیجا حاضر ناظر اور بشارت دینے والا اور ڈر سنانے والا اور اللہ کی طرف بلانے والا اللہ کی اجازت سے اور سورج نور دینے والا ——— (الاحزاب)

مقیاس النور

فی اثبات

نور من نور

ملنے کا پتہ

مکتبہ سلطانیہ — مدینہ منزل

۸۰ اے جناح کالونی بسطامی روڈ سمن آباد لاہور

فون ۷۵۸۴۴۵۷

فہرست

تمت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَحْمَدُہٗ عَلٰی اَنْ وَضَعَ حَقِیْقَۃَ نَبِیِّہٖ مِنْ نُوْرِہٖ وَبَدَءَ الْخَلْقَ
مِنْ اَنْوَارِ صِفَاتِہٖ وَجَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَآءً مِّنْ سِرَاجِہٖ وَنَوَّرَ الْقَمَرَ
بِاِشَارَتِہٖ وَنَثَرَ النُّجُوْمَ بِلَیَالِیْہِ وَاَشْرَقَ الْاَرْضَ بِدَعَآئِمِ رِسَالَتِہٖ
وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ فِیْ ذَاتِہٖ وَصِفَاتِہٖ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَ
لَانِدَّ لَہٗ وَلَاحَدَّ لَہٗ وَلَاشِدَّ لَہٗ وَلَامَکَانَ لَہٗ وَلَازَمَانَ لَہٗ وَلَاکُفُوَ لَہٗ
وَلَاکَفِیْلَ لَہٗ وَلَاوَلَدَ لَہٗ وَلَاوَالِدَ لَہٗ وَلَامَوْلُوْدَ لَہٗ وَلَاعَدِیْلَ لَہٗ اَحَدٌ
وَاحِدٌ صَمَدِیٌّ اَزَلِیٌّ سَرْمَدِیٌّ نُوْرِیٌّ اَبَدِیٌّ لَازَوَالَ لَہٗ وَلَایُنْتَقَصُ
مِنْہُ شَیْءٌ وَّلَادَخِیْلَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا وَشَفِیْعَنَا وَحَبِیْبَنَا
وَحَبِیْبَ رَبِّنَا وَمَحْبُوْبَنَا وَمَحْبُوْبَ رَبِّنَا وَغَوْثَنَا وَغَیْثَنَا وَغِیَاثَنَا وَ
مُغِیْثَنَا وَعَوْنَنَا وَعَیْنَنَا وَعِیَانَنَا وَمُعِیْنَنَا وَنُوْرَنَا وَنُوْرَ رَبِّنَا وَنُوْرَ
اَجْسَادِنَا وَنُوْرَ اَرْوَاحِنَا وَنُوْرَ یَمِیْنِنَا وَنُوْرَ اَیْدِیْنَا وَنُوْرَ دِیْنِنَا وَنُوْرَ
اِیْمَانِنَا وَنُوْرَ اِسْلَامِنَا وَنُوْرَ اَوَّلِنَا وَنُوْرَ اٰخِرِنَا وَنُوْرَ ظَاھِرِنَا وَنُوْرَ بَاطِنِنَا
وَنُوْرَ بُیُوْتِنَا وَنُوْرَ قُبُوْرِنَا وَنُوْرَ قُلُوْبِنَا وَنُوْرَ اَرْضِنَا وَنُوْرَ سَمَآئِنَا وَنُوْرَ
قُرْاٰنِنَا وَنُوْرَ عُلُوْمِنَا وَنُوْرَ اَعْمَالِنَا وَنُوْرَ اَقْوَالِنَا وَنُوْرَ حَیَاتِنَا وَنُوْرَ مَمَاتِنَا
مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ وَ
ذُرِّیَّتِہٖ وَعِتْرَتِہٖ وَعَشِیْرَتِہٖ وَاَحِبَّائِہٖ وَاَوْلِیَآئِہٖ وَجَمِیْعِ
اَبْرَارِہٖ وَصُلَحَآئِہٖ وَاُمَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ

بندہ سرافگندہ معترف ہے کہ

مقدمہ

تاریخ اسلام از اول تا آخر ایسی نادرِ روزگار ہستیوں سے بھری ہوئی ہے جنہوں نے پرچم اسلام کو سربلند رکھنے کے لئے تن من دھن کی بازی لگانے سے کبھی گریز نہ کیا بلکہ میدانِ عمل میں کارہائے نمایاں سرانجام دیکر اسلام کے رخِ روشن پر پڑنے والی دھول کو نہ صرف صاف کیا بلکہ زمانے پر یہ واضح کردیا کہ

اسلام زمانے میں مٹنے کو نہیں آیا　　　اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دبا دیں گے

برصغیر پاک و ہند میں مکار فرنگی کے آنے کے بعد مسلمانوں کی نہ صرف سلطنت کو ہڑپ کیا گیا بلکہ مسلمانوں کی متاع عزیز ''ایمان'' پر ڈاکہ ڈالنے کے لئے طرح طرح کے حملے کئے گئے اور مسلمانوں کے ایمان کی جان ''محبت رسول'' ﷺ کو ان کے دلوں سے ختم کرنے کے لئے ایک باقاعدہ سازش اختیار کی گئی جس کو قلندر لاہوری حضرت علامہ محمد اقبال علیہ الرحمہ نے اپنے لفظوں میں یوں طشت ازبام کیا

یہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا　　　روح محمد ﷺ اس کے بدن سے نکال دو

یعنی اگر مسلمانوں پر غلبہ چاہتے ہو تو ان کے دلوں سے محبت مصطفیٰ ﷺ کے چراغ کو گل کردو اور انہیں اپنے آقا و مولیٰ ﷺ سے دور کردو پھر جس طرح چاہو ان کے دلوں پر بھی حکمرانی کرتے رہنا۔ ایسے نازک دور میں جب کہ برصغیر پاک و ہند میں فرنگی کی سازش کے تحت اہل ایمان میں منافرت، دین سے بیزاری اور عداوتِ رسول کریم ﷺ پیدا کرنے کے لئے طوفانی آندھیاں چل رہی تھیں ایسے نازک دور میں بھی بہت سے اہل علم و عمل حضرات ان آندھیوں کے رستے میں سد سکندری بن کر کھڑے ہوگئے اور ملت کی کشتی کو بھنور سے نکالنے کے لئے اپنی تمام تر توانائیاں صرف کردیں اور کسی ترغیب و تحریص کا شکار ہوئے بغیر حق کی حمایت اور باطل کی سرکوبی کے لئے سرگرم عمل ...

فرخندہ صفت رجالِ اسلام کی صف میں مناظر اسلام حضرت مولانا محمد عمر اچھروی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ سرفہرست نظر آتے ہیں آپ کی ذات گرامی برصغیر میں کسی تعارف کی محتاج نہیں اسلام کے نام پر فرنگیوں نے اپنے منحوس عہد میں جو رنگ برنگی جماعتیں تخریبِ دین اور افتراق بین المسلمین کی غرض سے کھڑی کی تھیں، ان کا بچہ بچہ حضرت مناظر اسلام کے نام نامی سے پوری طرح باخبر ہے۔

تاریخ پیدائش: آپ رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۱۹ھ۔۱۹۰۱ء کو قصور کے مضافات میں ''شیر دکانہ'' نامی قصبہ میں پیدا ہوئے آپ کے والدِ محترم کا نامِ نامی مولانا محمد امین صدیقی قصوری تھا آپ کا سلسلۂ نسب حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوری دائم الحضوری قدس سرہ العزیز کے توسط سے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔

تعلیم وتربیت: ابتدائی تعلیم اپنے والدِ ماجد سے حاصل کی اعلیٰ تعلیم کے لئے برصغیر کے نامور علماء کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کئے اور بالآخر ''دارالعلوم رحیمیہ'' دہلی میں جا پہنچے اور وہیں سے فارغ التحصیل ہوئے۔ مدرسہ رحیمیہ دہلی کے جملہ مدرسین وہابی دیوبندی تھے دورانِ تعلیم آپ نے دہلی کے ایک ممتاز سنی عالم سے رابطہ قائم رکھا تاکہ اساتذہ کی بدمذہبی ،عقائد ونظریات میں تزلزل کا باعث نہ بنے ان وہابیوں اور دیوبندیوں کو کیا خبر تھی کہ جس نوجوان کو وہ زیورعلم سے آراستہ کررہے ہیں وہ وقت آنے پر ان کے بڑے بڑے مناظر علماء کے چھکے چھڑا دے گا اور ان کے غلط عقائد ونظریات کا بھانڈا سر بازار پھوڑا کرے گا۔ علوم دینیہ کی تحصیل کے بعد آپ نے طِب کے میدان میں قدم رکھا اور علم طب سے فراغت کے بعد کچھ عرصہ تک علاج معالجہ بھی کرتے رہے لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ آپ عقیدے اور ایمان کے امراض کا علاج کریں چنانچہ آپ نے اس میدان کو اختیار کیا اور جس پامردی سے آپ نے اعتقادی اور ایمانی بیماریوں کا علاج کیا وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔

بیعت: علوم عقلیہ ونقلیہ کی تحصیل کے بعد قدوۃ الاولیاء زبدۃ الاصفیاء حضرت میاں شیر محمد شرقپوری علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے سینہ پر تین مرتبہ ہاتھ پھیرا اور فرمایا

''محمد عمر جاؤ اور مذہبِ اہلسنت وجماعت کا دفاع کرو تمہیں کوئی بد مذہب شکست نہیں دے سکتا۔ تمہارا نام محمد عمر ہے لہذا عمر بھر محمد رسول اللہ ﷺ کے دین کی نشر واشاعت میں لگے رہنا''

مرشدِ گرامی کے اس ارشاد کی تعمیل آپ کی فطرتِ ثانیہ بن گئی مرشدِ حق کی راہنمائی میں منازل سلوک طے کیں اور میاں صاحب کے جانشین حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بھی خصوصی نظر عنایت آپ پر رہی ان کے وصال کے بعد حضرت میاں شیر محمد شرقپوری علیہ الرحمہ کے خلیفۂ خاص حضرت سید محمد اسماعیل شاہ المعروف ''حضرت کرمانوالہ'' علیہ الرحمہ سے روحانی فیوض وبرکات سے بہرہ مند ہوئے اور حضرت کرمانوالہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مناظر اعظم کی دینی خدمات پر فخر محسوس فرمایا کرتے تھے۔

عالم ربانی: جس دور میں حضرت مناظر اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے آنکھ کھولی تھی اس دور میں اصحاب علم میں بھی سہل پسندی اور بے راہ روی جیسی بیماریاں عام تھیں لیکن حضرت مناظر اعظم نے برصغیر کے نامور خطیب اور مناظر ہونے کے باوجود تقویٰ وپرہیز گاری کا دامن ہرگز نہ چھوڑا اور شریعتِ مصطفیٰ کریم ﷺ پر عمل کا خاص اہتمام فرمایا۔ مرشد کے عطا کردہ وظائف اور صلوۃ التہجد کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے گویا حضرت مناظر اعظم کو اللہ تعالیٰ نے عالم ربانی کے منصب پر فائز فرمایا تھا۔

خطابت: ابتدا حضرت مناظر اعظم رحمۃ اللہ علیہ مضافات قصور میں موضع

''ستوکی'' کی جامع مسجد میں عرصہ بارہ سال تک خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے اوراس مسجد کے ساتھ ملحق مدرسہ میں تدریس بھی فرماتے رہے۔ پھرآپ لاہور میں جامع مسجد'' عطار'' میں طویل عرصہ خطیب رہے دس بارہ سال شیخوپورہ میں بھی خطابت کے فرائض سرانجام دیے۔

حضرت کرمانوالہ صاحب علیہ الرحمہ کے حکم پرآپ نے سلطان العارفین حضرت سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے ساتھ ملحق جامع مسجد میں خطبہ جمعہ کا آغاز کیا یہاں سامعین کا ہجوم اس قدر بڑھا کہ مسجد میں خاطرخواہ اضافہ کرنا پڑا حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں آپ عرصہ 16 سال تک خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔آپ یہ خدمت تبلیغ دین کی خاطر سرانجام دیتے رہے اور کبھی وظیفہ وصول نہ کیا۔

حضرت مناظر اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا خطاب ٹھیٹھ پنجابی زبان میں ہوتا تھا اور دلنشین اسقدر کہ سامعین گھنٹوں آپ کا خطاب سنتے اور انکی دلچسپی میں کمی واقع نہ ہوتی ،خطاب میں قرآن پاک کی آیات بڑی کثرت سے برمحل وبرموقع تلاوت فرماتے تھے اور لہجہ اتنا عمدہ کہ سامعین جھوم جھوم کر رہ جاتے ،آپ کی گفتگو پرتاثیراور سوز و گداز سے معمور ہوتی تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتِ شان اس خوبصورت انداز میں بیان فرماتے کہ سامعین کو عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھربھر جام پلاتے اورانکے ایمان محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جگمگا اٹھتے۔آپ کے وعظ میں تاثیرکوکلیدی حیثیت حاصل تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کے قال کو حال کی پشت پناہی حاصل تھی۔ چونکہ آپ کی تقریر احقاق حق اور ابطال باطل پر مشتمل ہوتی تھی لہذا بعض مبتدعین بھی آپ کی تقاریر کو بڑے اہتمام سے سنتے تھے۔

محبوب العلماء والمشائخ:

مناظر اسلام عوام وخواص میں یکساں مقبول تھے آپ کے سامعین میں جاہل ،ان پڑھ لوگ بھی ہوتے جو آپ کے وعظ کو سن کر جھوم جھوم جاتے اور علماء کرام بھی جو قلم ودوات لے کر فرمودات سے استفادہ کرتے تھے۔ آپ جہاں دیہات میں خطابت فرماتے وہاں بڑی بڑی دینی درسگاہوں میں خطابات بھی فرماتے تھے وقت کے بڑے بڑے خطبا اور علماء اپنے ہاں دعوت دے کر آپ کا خطاب سنتے حضرت محدثِ اعظم پاکستان مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ وحضرت علامہ شیخ القرآن مولانا پیر عبدالغفور ہزاروی، حضرت علامہ شہباز خطابت صاحبزادہ فیض الحسن رحمۃ اللہ علیہ آپ کے خطاب سے بہت متاثر تھے۔

سیاسی خدمات: حضرت مناظر اسلام نے دعوت تبلیغ اور اشاعت دین میں انہماک کے باوجود سیاسی طور پر اہم خدمات سرانجام دیں تحریک پاکستان میں مسلم لیگ کی بھرپور حمایت کی کیونکہ اہلسنت وجماعت کے تمام اکابر علماء ومشائخ پاکستان کے قیام کے لیے میدانِ عمل میں کھل کر سامنے آچکے تھے تحریک ختم نبوت میں خصوصیت کے ساتھ حصہ لیا۔

جب ملک فیروز خان نون پاکستان کے وزیر اعظم تھے تو ایک دوسرے فرقے کے خلاف تقریر وتحریر کی بڑی سخت پابندی تھی اس دور میں عجمی یہودیوں یعنی مرزائی حضرات کے خلاف بغیر کسی خوف وہراس کے، مناظر اسلام نے متعدد تقریریں کر کے ناموس مصطفیٰ ﷺ کا دفاع کیا۔ جس کی پاداش میں بد مذہب نواز حکومت نے آپ کو گرفتار کر کے جیل بھیج دیا۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ دنیا کی سب سے بڑی اسلامی حکومت میں اور ایسی حکومت میں جو قائم ہی اسلام کے نام پر ہوئی تھی۔ اس کے روز اول سے اسی طرح انصاف کا خون کرنے کو ہر حکومت کیوں جائز قرار دیتی آئی ہے کیا حق وباطل اور

کھرے کھوٹے میں تمیز نہ کرنا حق پرستی اور انصاف پسندی ہے؟

اسی دوران میں ایک روز حضرت کرمانوالہ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں کسی نے عرض کیا حضور! مولانا محمد عمر اچھروی کو حکومت نے گرفتار کرلیا ہے۔ یہ سنتے ہی آپ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور مولانا کی رہائی اور ترقی درجات کے لئے دعا فرمائی۔ ولی کامل کی دعا نے اپنا رنگ دکھایا کہ جو حکومت حق کی آواز کو دبانا چاہتی تھی۔ وہ فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں مرحوم کی مارشل لاء کے نیچے ہمیشہ کے لئے دب کر رہ گئی اور مناظر اسلام با عزت طریقے سے رہا ہو کر اپنے گھر تشریف لے آئے۔ غرض آپ کی زندگی اس شعر کی زندہ مثال تھی

آئین جوانمرداں حق گوئی و بے باکی   اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

اور اسی طرح فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں مرحوم کے دور میں بھی آپ نے ہمیشہ حق کے علم کو اٹھائے رکھا اور جب بھی کسی بد مذہب نے چیلنج کیا آپ نے قبول کر کے اسے شکست فاش دی۔

آپ نے مرزائیوں کے خلاف چلنے والی تحریک میں بھرپور حصہ لیا۔ حتیٰ کہ قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کی۔ اسی سلسلے میں ایک دفعہ آپ کو 14 سال قید سنا کر بند کر دیا گیا تو آپ کے صاحبزادے حضرت علامہ حافظ سلطان باہو صدیقی صاحب ولی کامل پیر طریقت حضرت قبلہ سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مناظر اسلام علیہ الرحمۃ کی رہائی کے لئے دعا کی التجا کی تو حضرت قبلہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دعا فرمائی۔ آپ کی دعا کی برکت سے مناظر اسلام با عزت بری ہو کر گھر تشریف لے آئے۔ مگر اتنی سختیوں کے باوجود حکومت کے آگے نہ جھکے نہ بکے۔

زیارت حرمین شریفین: حضرت مناظر اسلام چونکہ تحریک عشق مصطفیٰ ﷺ کی

بانی تھے۔ ملک کے طول وعرض میں آپ کے خطابات ہوتے تھے۔ آپ کے وعظ کا مرکزی نقطہ یہ ہوتا تھا کہ لوگو! اپنے دل میں محبت رسول ﷺ کو پیدا کرو۔ آپ کی پوری زندگی عشق مصطفیٰ ﷺ سے عبارت تھی۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے۔ عشق جب غالب آتا ہے تو وہ کریم آقا اپنی بارگاہ میں بلا لیتے ہیں۔ ویسے تو خواب میں آقا نے کئی بار مہربانی فرمائی ہوگی۔ مگر ظاہری طور پر ۱۹۵۰ء میں حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے۔ آپ کے سفر حرمین شریفین پر چھ ماہ لگے تھے۔ اور آپ نے عراق کا راستہ اختیار فرمایا تاکہ بغداد شریف میں غوثِ اعظم سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر آئمہ بزرگانِ دین کے مزارات پر حاضری ہو سکے۔ آپ کے اس سفر میں قدم قدم پر عشق مصطفیٰ ﷺ کے عملی مظاہرے نظر آتے اور سوز و گداز کی کیفیت طاری رہتی۔ آپ کا سفر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے اس شعر کی عملی تصویر تھا۔

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

اولاد امجاد: حضرت مناظر اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے تین شادیاں کیں تین بیویوں سے پانچ بیٹے اور پانچ بیٹیاں آپ نے سوگوار چھوڑیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اولاد صالح سے نوازا آپ کے صاحبزادگان کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں:

1۔ حضرت علامہ مولانا فقیر اللہ صدیقی فارغ التحصیل جامعہ رضویہ فیصل آباد
2۔ حضرت علامہ مولانا حافظ سلطان باہو صدیقی فارغ التحصیل جامعہ رضویہ فیصل آباد
3۔ حضرت علامہ مولانا عبدالوہاب صدیقی فارغ التحصیل جامعہ رضویہ فیصل آباد
4۔ حضرت علامہ مولانا عبدالتواب صدیقی فارغ التحصیل جامعہ رضویہ فیصل آباد
5۔ جناب محمد ظفر صدیقی صاحب

مولانا عبدالوہاب صدیقی رحمۃ اللہ علیہ: مولانا موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے

تقریباً زندگی کا اکثر حصہ لندن میں تبلیغ دین اور حضور ﷺ کے پیغام محبت کو عام کرتے ہوئے گزارا اور لندن میں آپ نے سب سے پہلی اسلامی یونیورسٹی ''حجاز یونیورسٹی'' کے نام سے قائم کی اور یوں تبلیغ دین کرتے ہوئے آپ نے ۔۔۔۔۔میں داعی اجل کو لبیک کہا۔آپ کے چار صاحبزادگان ''نورالاقطاب''، ''فیض الاقطاب''، ''زین الاقطاب'' اور'' قمرالاقطاب'' آج کل اپنے آباءاجداد کی وراثتِ علم کو لوگوں کے سینوں میں منتقل کرنے میں مصروف عمل ہیں ۔اور یوں یورپ کی سرزمین پر پرچم اسلام کو بلند رکھے ہوئے ہیں۔

مناظرِ اسلام مولانا محمد عبدالتواب صدیقی: حضرت مولانا محمد عبد التواب صدیقی بھی اپنے والد گرامی کے مشن کو جاری رکھے ہوئے ہیں ملک پاکستان کے طول وعرض میں سینکڑوں مناظرے کر چکے ہیں اور وعظ ونصیحت سے لوگوں کو فیضیاب کر رہے ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ اہلسنت وجماعت کی عظیم درسگاہ ''جامعہ نظامیہ رضویہ'' میں ''شیخ الحدیث'' کے منصب پر فائز ہیں۔

علامہ حافظ سلطان باہو صدیقی رحمۃ اللہ علیہ: آپ مناظر اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے ہیں۔آپ نے جامع رضویہ فیصل آباد میں حضرت محدث اعظم مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ کی خصوصی نظر عنایت سے علمی اور روحانی فیضان حاصل کیا ۔فارغ التحصیل ہونے کے بعد ملک کے طول وعرض میں وعظ ونصیحت کیلئے سفر اختیار کئے فیصل آباد، قصور اور گوجرانوالہ میں خطابت کے فرائض سرانجام دیے اور آخر میں آپ نے جامع غوثیہ جنازگاہ لٹن روڈ مزنگ لاہور میں خطابت کے فرائض سنبھالے۔اپنے وصال ۱۴۔مئی ۲۰۰۱ءتک اسی مسجد میں تبلیغ دین متین کی خدمات سرانجام دیتے رہے اسی مسجد میں ہر سال نماز تراویح میں قرآن پاک سناتے رہے اسی دوران میں جامع مسجد جنازگاہ

کو شہید کروا کے اپنے دستِ مبارک سے مسجد کی نئی تعمیر کا سنگ بنیاد رکھا اور اس مسجد کی تزئین و آرائش میں بھرپور دلچسپی لیتے تھے۔ مسجد کو خوبصورت ٹائلوں سے مزین کیا اور کونے کونے میں آیات، احادیث، درود پاک اور اسمائے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم لکھوائے یہ مسجد، لاہور کی بڑی اور خوبصورت مساجد میں شمار ہوتی ہے۔ مسجد کے خوبصورت مینار دور سے حسنِ نظارہ دیتے ہیں۔ درمیان میں سبز گنبد بنوایا جو حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی حضور ﷺ سے گہری محبت وعقیدت کا آج بھی اظہار کر رہا ہے۔ وصال کے بعد اسی مسجد کے پہلو میں آسودۂ خاک ہیں۔

حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دوست احباب کے اصرار پر ایک انجمن بنائی جس کا نام حضرت حافظ صاحب کے نام پر انجمن سلطانیہ رکھا گیا۔ یہ نام رکھنا اس بات کا ثبوت ہے کہ مسجد کے متعلقین ومتوسلین آپ سے کس قدر محبت کرتے تھے ۔اس انجمن کے تحت اسی جامع مسجد میں آپ نے دارالعلوم سلطانیہ (رجسٹرڈ) کی بنیاد رکھی جس میں بچوں کو حفظ وناظرہ ،قرآن پاک کی تعلیم آج بھی دی جارہی ہے اور یہ صدقۂ جاریہ تا قیامت جاری رہے گا۔

حضرت علامہ حافظ سلطان باہو صدیقی رحمۃ اللہ علیہ طبقۂ علماء میں اس اعتبار سے ممتاز مقام رکھتے ہیں کہ انہوں نے اپنے پانچ صاحبزادوں کو حافظ قرآن بنایا اور علم دین کی طرف ہی متوجہ رکھا۔ بچوں کو دنیا کمانے کے لئے نہیں بلکہ دین کا پیغام عام کرنے کے لئے تعلیم وتربیت دی ۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو چھ بیٹے اور پانچ بیٹیاں عطا فرمائیں۔ آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت علامہ حافظ محمود سلطان صدیقی ہیں جنہوں نے جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور سے سند فراغت حاصل کی ہوئی ہے اور آج کل لندن میں ایک عرصہ سے مقیم ہیں اور وہاں تبلیغ دین کا کام بھی کرتے ہیں۔

حافظ محمود سلطان صاحب پہلے لندن میں ہر سال رمضان المبارک میں نمازِ تراویح میں قرآنِ پاک سناتے رہے اور گزشتہ چند سالوں سے امریکہ میں جا کر نمازِ تراویح میں قرآن سناتے ہیں۔ یوں حضرت مناظرِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا فیضان لندن و امریکہ میں بھی پہنچ رہا ہے۔

حضرت علامہ مولانا حافظ مجوب سلطان صدیقی آپ کے دوسرے صاحبزادے ہیں۔ یہ بھی جید عالم ہیں اور آپ نے بھی جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور سے تحصیل علم کی ہے۔ آپ ایک عرصہ تک سعودی عرب میں مقیم رہے لیکن حضرت حافظ سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد واپس آ کر اپنے والدِ محترم کی مسجد میں خطابت کے فرائض کے علاوہ حفظ قرآن کی تدریس بھی کر رہے ہیں۔

حافظ سلطان باہو صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تیسرے صاحبزادے حبیب سلطان صدیقی ہیں۔ چوتھے صاحبزادے حافظ خلیل سلطان اشرفی ہیں جنہوں نے درسیات کا علم بھی حاصل کر رکھا ہے اور مدحتِ رسول اکرم ﷺ کے میدان میں آپ ایک جانی پہچانی شخصیت ہیں۔ پانچویں صاحبزادے حافظ کریم سلطان صدیقی ہیں جنہوں نے دینوی علوم کے حصول کی طرف بھی قدم بڑھایا اور گورنمنٹ کالج لاہور میں تعلیم حاصل کی۔ ازاں بعد مدحتِ رسول مقبول ﷺ کے لئے اپنے والد گرامی کے حکم پر عظیم نعت گو شاعر اور ثناخوانِ مصطفیٰ حضرت محمد علی ظہوری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد بھی رہے۔ موجودہ دور میں ملک پاکستان کے نامور نعت خوان حضرات میں صف اول میں نظر آتے ہیں۔ حافظ سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے حافظ نور سلطان صدیقی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے آواز کا جادو جگانے کا حظ وافر عطا فرمایا ہے۔ آواز کے

جو دوگیتوں کے میدان میں بھی جگایا جاسکتا تھا لیکن یہ حافظ صاحب کی خصوصی تربیت کا ثمر ہے کہ انہوں نے بھی مدحتِ سرکارِ دوعالم ﷺ کے فیلڈ کو اختیار کیا اور گذشتہ چند سالوں ہی میں دنیائے نعت میں اپنا لوہا منوالیا آج ان کا شمار بھی ملک عزیز کے نامور ثنا خوانوں میں ہوتا ہے حضرت قبلہ حافظ سلطان باہو کے صاجزادگان علم وعمل اور ثنا خوانی کے میدان کا وہ شجر طیبہ ہیں جس کی جڑیں قائم ودائم ہیں اور اسکی شاخیں سایہ رحمت بن کر پھل پھول رہی ہیں اور ملک پاکستان کیا دنیا کے طول وعرض میں لہلہاتی ہوئی حضرت مناظر اعظم کے فیض کی خوشبو کو چہار دانگ عالم میں پھیلا رہی ہیں۔

وفات حسرت آیات: آپ نے ۹ ذیقعد ۱۳۹۱ھ بروز منگل کو وفات پائی عالم نزع میں اپنے صاجزادے عبدالوہاب کو سورہ یسین شریف پڑھنے کا حکم دیا تمام سورہ سننے کے بعد آپ نے کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے جان عزیز جان آفریں کے سپرد کردی۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) مولانا حافظ محمد سلطان باہو صاحب کا بیان ہے کہ ایک نور جسدِ خاکی سے نکلا اور آسمان کی جانب پرواز کرگیا اگلے روز جنازہ اٹھایا گیا تو شامل ہونے والوں کی تعداد شمار سے باہر تھی دور ونزدیک کے کتنے ہی علمائے کرام نے شرکت فرمائی۔ دفن کرنے کے بعد عوام وخواص نے دیکھا کہ مناظر اسلام کی قبر پر آسمان سے نور کی بارش ہورہی تھی اور آپ کی مرقد سے بڑی روح پرور اور دل افروز خوشبو آرہی تھی۔

ابر رحمت ان کی مرقد پر گہر باری کرے ۔۔۔ حشر میں شان کریمی ناز برداری کرے

بشارت: مولانا حافظ سلطان باہو صدیقی مدظلہ کا بیان ہے کہ ایک شب انہیں حضرت مناظر اسلام رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی آپ کو ہشاش بشاش دیکھ کر دریافت کیا حضور آپ کے ساتھ کیسا سلوک ہوا؟ فرمایا کہ باری تعالیٰ جل شانہ نے اپنے فضل وکرم اور اپنے حبیب پاک صاحب لولاک ﷺ کے صدقے میں مجھے بخش دیا ہے میری قبر تا حدِ

نگاہ کشادہ کردی گئی ہے اور جہاں چاہوں جانے کی اجازت دے دی گئی ہے (والحمد للہ علی ذلک)۔ پھر مولانا نے چند متنازعہ گھریلو مسائل کی شرعی صورت دریافت کی تو آپ نے قرآن وحدیث کی روشنی میں وہ مسئلے حل فرما دیے۔ موصوف کا بیان ہے کہ چند روز میں وہ معاملات اسی طرح طے ہوئے جس طرح حضرت مناظر اسلام علیہ الرحمۃ نے فرمایا تھا۔

یوں تو ہر عالم دین کی موت گویا اس سارے عالم رنگ و بو کی موت کے مترادف ہے لیکن ابوالحقائق مولانا عبد الغفور ہزاروی اور مناظر اسلام مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ علیہما کی مفارقت سے خصوصاً میدان مناظرہ میں بڑی کمی واقع ہوئی کیونکہ مسلمانانِ پاکستان دو کہنہ مشق مناظروں سے محروم ہو گئے۔ باری تعالیٰ جل شانہ دین متین کے محافظ کثیر پیدا کرے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ذمہ داری کو محسوس کر کے اس عظیم فریضہ کی ادائیگی سے بخیر وخوبی سبکدوش ہوتے رہا کریں (آمین)

تصانیف: حضرت مناظر اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے مناظرہ اور وعظ ونصیحت کے کثیر مشاغل کے باوجود تصنیف کے میدان کو بھی خالی نہیں چھوڑا۔ آپ نے تصانیف کا بڑا ذخیرہ یادگار چھوڑا ہے جس میں چند ایک تصانیف درج ذیل ہیں۔

1۔ مقیاس حنفیت: اس کتاب میں بتایا گیا ہے کہ اصل حنفی کون ہیں اور جعلی حنفیوں کے مکارانہ پردہ کو چاک کیا گیا ہے۔

2۔ مقیاس وہابیت: اس کتاب میں وہابیہ (غیر مقلدین) کے منافقانہ چہرے سے پردہ سرکایا گیا ہے اور ان کے حقیقی خدوخال واضح کیے گئے ہیں۔

3۔ مقیاس خلافت: یہ کتاب دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس میں مسئلہ خلافت کو محققانہ انداز میں بیان کیا گیا ہے اور خلفائے راشدین کی خلافت کے احقاق حق پر روشنی ڈالی گئی ہے اور روافض کا رد بلیغ کیا گیا ہے۔

4۔ مقیاس نبوت: یہ کتاب تین ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس میں مسئلہ ختم نبوت پر قلم اٹھایا گیا ہے اور فتنہ مرزائیت کا پوسٹ مارٹم کیا گیا ہے۔

5۔ مقیاس نور: اس کتاب میں مسئلہ نور بشر پر قلم اٹھایا گیا ہے اور حضور ﷺ کے سراپا نور ہونے کے ناقابل تردید دلائل دیے گئے ہیں۔

6۔ مقیاس صلوۃ: اس کتاب میں نماز کے مسنون طریقہ کا بیان اور غیر مقلدین کا رد بلیغ کیا گیا ہے۔

7۔ مقیاس مناظرہ: یوں تو حضرت مناظر اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ہر باطل فرقہ کے رد کے لئے مناظرے کئے لیکن اس کتاب میں غیر مقلدوں سے کئے گئے مناظروں کی روئیداد اور وہابیہ کے مغلوب وفرار ہونے کی داستانیں درج کی گئی ہیں۔

حضرت مناظر اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے خانوادہ کے حوالہ سے مذکورہ بالا چند سطور تحریر کی گئی ہیں جو "مقیاس مناظرہ" کے نئے ایڈیشن کے لئے لکھی گئی ہیں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مقدمہ از ------ **احقر العباد عبد الحکیم خان اختر**

شاہجہانپوری مجددی مظہری لاہور

۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۴ھ بمطابق یکم جون ۱۹۷۴ء

ترمیم واضافہ از ------ **حافظ مختار احمد ندیم ایم فل**

ریسرچ سکالر محکمہ اوقاف پنجاب

۲۷ شوال المکرم ۱۴۲۷ھ بمطابق ۲۰ نومبر ۲۰۰۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب تعریفوں کے لائق وہی ایک اللہ ہے۔ جو سب مخلوق کا معبود ہے۔ جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے۔

اللہ معبود ایک ہی ہے

۱۔ البقرہ ۲/۱۹ } وَاِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ
اور معبود تمہارا ایک ہی معبود ہے۔ کوئی معبود نہیں سوائے اس کے جو بڑا مہربان بڑا رحم کرنے والا ہے۔

۲۔ الصافات ۲۳/۱ } اِنَّ اِلٰـهَكُمْ لَوَاحِدٌ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ط
بے شک معبود تمہارا ضرور ایک ہی ہے۔ جو آسمانوں اور زمین اور جو اُن کے درمیان ہے سب کا ربّ ہے۔

۳۔ الحج ۱۷/۵ } فَاِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗٓ اَسْلِمُوْا وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ط

۴۔ ابراہیم ۱۳/۷ } اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ط
ایسی کوئی بات نہیں۔ وہی معبود ایک ہے۔ اور چاہیے کہ عقلوں والے نصیحت پکڑیں۔

مومنوں اور کافروں کا معبود ایک ہی ہے

۵۔ عنکبوت ۲۱/۵ } وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ط
ہمارا اور تمہارا معبود ایک ہی ہے۔ اور ہم اُسی کے لیئے مسلمان ہیں۔
ان آیاتِ مذکورہ بالا سے ثابت ہُوا کہ خداوند کریم کے سوا کوئی معبود نہیں۔

ایک ہی معبود پر کفّار کا تعجّب کرنا

۶۔ ص ۲۳/۱ } اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ط
کیا بنایا ہے اپنے تمام معبُودوں سے ایک ہی معبود ہے۔ بے شک یہ البتہ عجیب بات ہے۔

۷۔ آلِ عمران ۳/۸ } شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ط
خدا شاہد ہے کہ اُس کے سوا کوئی معبُود نہیں۔ اور فرشتے اور علم والے منصف بھی گواہ ہیں۔ کوئی معبُود نہیں اُس کے سوا۔ بڑا غالب بڑا حکمت والا ہے۔

۸۔ اخلاص ۳۰/۶ } قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ
فرما دیجیئے یارسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وہ اللہ ایک ہی ہے۔ اللہ ہی بے نیاز ہے۔ اِس کی اُولاد نہیں۔ اور نہ وہ کِسی کی اُولاد ہے۔ اور نہ ہی کوئی اُس کی برابری کرنے والا ہے۔

اِس آیتہ کریمہ سے صراحتہً پانچ مطالب ثابت ہُوئے۔

(۱) کہ خداوندِ کریم ہی معبُود ہے۔ اُس کے سوا کوئی معبُود نہیں۔ باقی سب عابدین ہیں۔

(۲) خداوند ہی کسی کا محتاج نہیں۔ باقی سب اُس کے محتاج ہیں۔

(۳) اُس کی کوئی اولاد نہیں۔ ثابت ہُوا کہ اولاد والا معبُود ہو سکتا ہی نہیں۔ کیونکہ وہ بے نیاز نہیں۔

(۴) اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے۔ کیونکہ ولادت بھی بے نیازی کے منافی ہے۔

(۵) اس کا کوئی عدیل نہیں۔ اس آیۃ کریمہ نے شرک کی صفائی کردی۔ اس آیۃ کریمہ کے پڑھنے سے نہ فرشتہ اُس کا شریک بن سکتا ہے۔ نہ نبی اللہ اور نہ ہی ولی اللہ۔ اس آیۃ کریمہ کو جس نے ایمان سے سمجھ کر تلاوت کر لیا۔ اُس نے شرک کی جڑیں کاٹ دیں۔ مشرک نہیں کہلا سکتا۔

اِقرارِ توحیدِ خداوندی اور باقی معبودوں سے بیزاری

۹۔ انعام ۱۹ ع ۲ | ءَاِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰى قُلْ لَّآ اَشْهَدُ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ

کیا تم گواہی دیتے ہو کہ اللہ تعالٰے کے ساتھ کوئی اور معبُود ہے۔ فرما دیجئے یا رسُول اللہ میں گواہی نہیں دیتا۔ فرما دیجئے اور کوئی بات ہی نہیں وہی معبُود ایک ہے۔ اور میں بے شک بیزار ہُوں اس چیز سے جس کو تم خدا کا شریک بناتے ہو۔

اس آیۃ کریمہ سے ثابت ہُوا کہ اللہ کریم کے سوا سب معبودوں سے بچنا چاہیئے۔

لیکن جس کی اطاعت کا رُبّ العزت نے ارشاد فرمایا اس کی اطاعت سے بیزاری کرنا اور بچنا یہ بھی شرک ہے۔ جو

لَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا

سے ظاہر ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی سب کا ربّ اور خالق ہے

۱۰- انعام ۱۰۲/۷ { ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ فَاعْبُدُوْہُ

یہ اللہ رب تمہارا ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ہر شے کا خالق ہے تو تم اُس کی عبادت کرو۔

۱۱- رعد ۱۶/۲ { قُلِ اللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ وَّھُوَ الْوَاحِدُ الْقَھَّارُ
فرما دیجئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ ہی ہر شے کا خالق ہے اور ایک وہی ہے زبردست۔

۱۲- زمر ۶۲/۲۴ { اَللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ وَّھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ وَّکِیْلٌ
اللہ ہر شے کا پیدا کرنے والا ہے۔ اور وہ ہر شے پر وکیل ہے

۱۳- مومن ۶۲/۲۴ { ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ فَاَنّٰی تُؤْفَکُوْنَ

یہی ہے اللہ تمہارا رب ہر شے کا پیدا کرنے والا ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پھر کس طرح بہتان تراشتے ہو تم۔

۱۴- حجر ۸۶/۱۴ { اِنَّ رَبَّکَ ھُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ
بے شک آپ کا رب وہ بڑا پیدا کرنے والا بڑا جاننے والا ہے۔

ان آیات کریمہ کے رُو سے ثابت ہُوا کہ اللہ ہی خالق ہے۔ باقی سب اُس کی مخلوق ہیں۔

کیا پیدا کرتا ہے

۱۵- مائدہ ۱۷/۶ تَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے۔

اس آیتہ کریمہ سے ثابت ہُوا کہ خداوند کریم کو ہر شے پیدا کرنے پر قدرت ہے۔ جو چاہتا ہے پیدا کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ میں یہ کمی نہیں کہ یہ پیدا کر سکتا ہے اور وہ نہیں یا وُہ پیدا کر سکتا ہے یہ نہیں۔ اس کو ہر شے کی خلق پر قدرت ہے۔ چاہے نوری سے ناری پیدا کر دے چاہے نوری سے خاکی پیدا کر دے۔ چاہے خاکی سے نوری پیدا فرما دے چاہے ناری سے نوری پیدا فرما دے۔ اور جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوۡرَ قرآنی شہادت کافی دوانی ہے۔

وہ کیسے پیدا کرتا ہے

۱۶۔ رُوم ۲۱/۳ } وَهُوَ الَّذِیۡ یَبۡدَؤُا الۡخَلۡقَ ثُمَّ یُعِیۡدُهٗ وَهُوَ اَهۡوَنُ عَلَیۡهِ ؕ وَلَهُ الۡمَثَلُ الۡاَعۡلٰی فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ۚ وَهُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ؒ

اور وُہی ہے جو نُور پیدا کرتا ہے۔ پھر دوبارہ پیدا کرے گا۔ اور یہ بہت آسان ہے۔ اُس پر۔ اور اُسی کے لیئے مثال بالاتر ہے آسمانوں اور زمین میں اور وہ غالب حکمت والا ہے۔

اس آیتہ کریمہ سے قدرت باری تعالیٰ ثابت ہُوئی کہ وہ خالق ایسا کاریگر ہے جو شے پیدا کرتا ہے بے مثال ہوتی ہے۔ جس کی پہلے مثال ہوتی ہی نہیں۔ ابداً اس کی شان ہے۔ اور پھر ایسا قادر ہے کہ فنا کر کے ویسے ہی ہر شے کو دوبارہ پیدا کر دے گا۔ جس کے اوّل و آخر میں کسی قسم کا فرق نہ ہوگا۔ اور یہ ذو الجلال کی ذات کے لیئے بالکل آسان ہے۔ کسی قسم کی دِقّت نہیں۔ اور ایسے پیدا کرنا یہ اُس کی مثال بالاتر ہے ایسا کوئی دُوسرا آسمانوں اور زمین میں نہیں کر سکتا۔ اور وہ بڑا غالب اور بڑا دانا ہے

۱۷۔ انعام ۱۳/۱۷ } بَدِیۡعُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ

آسمانوں اور زمین کو تو پیدا کرنے والا ہے۔

۱۸۔ الروم ۲۱/۲ } اَللّٰہُ یَبْدَءُ الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُہٗ
اللہ تعالےٰ ہی خلقت کو پہلے پیدا فرماتا ہے۔ پھر دوبارہ بھی وہی پیدا فرمائے گا۔

۱۹۔ لقمٰن ۲۱/۱ } خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَھَا وَاَلْقٰی فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِکُمْ وَبَثَّ فِیْھَا مِنْ کُلِّ دَآبَّۃٍ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْبَتْنَا فِیْھَا مِنْ کُلِّ زَوْجٍ کَرِیْمٍ ھٰذَا خَلْقُ اللّٰہِ فَاَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِہٖ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ؕ
اللہ تعالےٰ نے بغیر ستونوں کے آسمانوں کو پیدا فرمایا۔ تم ان کو دیکھتے ہو۔ اور زمین میں پہاڑ ڈال دیے۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارے ساتھ حرکت کرے۔ اور اس زمین میں ہر قسم کے چلنے والے پھیلا دیے۔ اور ہم نے آسمان سے پانی اُتارا تو اس میں ہم نے ہر نفیس قسم اُگائی یہ ہے اللہ تعالےٰ کی پیدائش۔ پھر تم مجھے دکھاؤ کہ خدا کے سوا لوگوں نے کیا پیدا کیا بلکہ ظالم لوگ ظاہر گمراہی میں ہیں۔

۲۰۔ بنی اسرائیل ۱۵/۱۱ } اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰہَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰۤی اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَھُمْ
کیا انہوں نے دیکھا نہیں بے شک اللہ تعالےٰ وہ ذات ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا فرمایا۔ وہ اس پر بھی قادر ہے کہ ان جیسے آسمان و زمین اور پیدا کر دے۔

۲۱۔ انبیا ۱۷/۳ } وَھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ الَّیْلَ وَالنَّھَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ
اور وہ ایک کاریگر ہے جس نے رات اور دن اور سورج اور چاند کو پیدا فرمایا۔

۲۲۔ نوح ۲۹/۱} اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ط

کیا اُنہوں نے دیکھا نہیں کہ اللہ تعالےٰ نے سات آسمانوں کو تہ بہ تہ پیدا فرمایا۔ اور چاند کو ان میں روشن کیا۔ اور سورج کو چراغ بنا دیا۔

زمین پر چلنے والی مخلوق کے اقسام

۲۳۔ نور ۱۸/۱۶} وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى اَرْبَعٍ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ط

اور اللہ تعالےٰ نے ہر چلنے والے کو پانی سے پیدا فرمایا۔ تو بعض ان سے وہ ہے جو اپنے پیٹ پر چلتا ہے۔ اور بعض ان سے وہ ہے جو دو پاؤں پر چلتا ہے۔ اور بعض ان سے وہ ہے جو چار پاؤں پر چلتا ہے۔ پیدا کرتا ہے اللہ تعالےٰ جو چاہتا ہے۔ بے شک اللہ تعالےٰ ہر شے پر قدرت والا ہے۔

سوال: اس آیتہ کریمہ سے ثابت ہُوا کہ مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلم بھی ہمارے ہی جیسے پیدا ہوئے اور ہمارے جیسے بشر تھے۔

محمد عمر:- اللہ تعالےٰ نے اپنی قدرت کو اس آیتہ کریمہ میں زمین پر چلنے والوں کی قسمیں بیان فرما کر اخیر میں پھر اپنی قدرت کا اضافہ بھی فرمایا۔ یعنی دابہ سے ایسے بھی پیدا کرتا ہوں۔ قانون یہی ہے۔ لیکن آگے فرمایا يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ان کے علاوہ جو چاہے اور جس سے چاہے پیدا کرسکتا ہے

جیسا کہ صالح علیہ السلام کی اونٹنی مِنْهُمْ مَنْ يَمْشِي عَلٰى اَرْبَعٍ کا مصداق موجود ہے۔ لیکن وہ مِنْ مَّآءٍ سے مبرّا ہے۔ بلکہ صالح علیہ السلام کی دعا اور قدرتِ الٰہیہ سے مخلوق تھی۔ اسی لیئے اس کو ربّ العزت نے نَاقَةَ اللّٰهِ کہہ کر تخصیص فرما دی۔ اور پھر مِنْهُمْ مَنْ يَمْشِي عَلٰى اَرْبَعٍ سے ایسے بھی ہیں جن کے متعلق ارشاد ہے

۲۴۔ نحل وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ
۱۴/۱ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ اِلٰى وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ؕ

اور چوپایوں کو اُس نے پیدا کیا تمہارے لیئے اُس میں جاڑے کا سامان ہے۔ اور فائدے ہیں۔ اور بعض ان سے تم کھاتے ہو۔ اور انعام سے ایسا بھی پیدا کرتا ہے جو تم نہیں جانتے۔ (جیسا کہ نَاقَةَ اللّٰهِ)

دوسرے انعام کو جن کو اللہ تعالےٰ نے حلال فرمایا ہے۔ مثلاً اونٹنی کو مطلقاً حلال فرمایا۔ جس کی کوئی قسم حرام ہے ھی نہیں۔ تمام کو حلال کرنا اور کھانا جائز۔ ان کو حرام کہنے والا منکرِ قرآن۔ لیکن انہیں اونٹوں پر قیاس کر کے کوئی شخص نَاقَةُ اللّٰه کو بھی ذبح کرے تو ربُّ العزت نے منع فرما دیا کہ یہ صرف نَاقَة نہیں بلکہ نَاقَةُ اللّٰهِ ہے۔ اس کا حکم دوسری اونٹنیوں سے الگ ہی فرما دیا۔ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ناقۃ اللہ کو بُرائی سے نہ چھُونا ورنہ تمہیں عذاب الیم پکڑ لے گا۔

تو اس آیۃ کریمہ میں اللہ تعالےٰ نے اس اُونٹنی کے ذبح کرنے کو سُوٓء کا حکم لگا دیا۔ اور ساتھ ہی سزا سُنا دی کہ اگر تم نے اس کو ذبح کیا یا مارا۔ یا کاٹا یا اس پر کوئی اونٹ بٹھایا تو تمہیں فوراً عذابِ خداوندی پکڑ لے

گا۔ اور خلق کل دابۃ من ماء سے خارج ہے یا نہیں۔ کیوں جناب اس اس ناقۃ اللہ کی پیدائش میں تمہیں اختلاف ہے یا نہیں۔ ضرور خارج ہے۔ لیکن من یمشی علی اربع کا مصداق ضرور ہے۔ خلقت میں نرالی ہے۔ اونٹنی ہے لیکن اس کا کھانا حرام۔ اونٹنی ہے لیکن اس کو مارنا پیٹنا حرام ہے۔ اونٹنی ہے لیکن اس پر اونٹ بٹھانا حرام۔ ثابت ہوا کہ ناقۃ اللہ کی حقیقت اور ہے۔

۲۔ ایسے ہی عصائے موسےٰ علیہ السلام پر منھم من یمشی علی بطنہ کا مصداق ہے۔ لیکن من ماء کا مصداق نہیں۔ لاٹھی چلتی نہیں لیکن عصاءِ موسےٰ علیہ السلام اپنے پیٹ کے بل چلتا ہے۔ آنکھیں ہیں منہ ہے کان ہے ناک ہے پیٹ ہے دُم ہے کھاتا پیتا ہے۔ جو فاذا ھی تلقف ما یافکون کا مصداق ہے۔ جادوگروں کی رسیاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی نگل گئی۔ صورت لاٹھی کی کام سانپ کا کرتا ہے۔ بلکہ اس سے طاقت میں زیادہ ہے۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام کی فرمانبرداری میں زیادہ ہے۔ ثابت ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کی حقیقت باقی لاٹھیوں سے ممتاز تھی۔ اور یہ قدرت الٰہی کی نرالی تخلیق کا کرشمہ ہے۔

۳۔ حضرت جبریل علیہ السلام جب دربارِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوتے ہیں تو دحیہ کلبی کی شکل میں تشریف لاتے ہیں۔ منھم من یمشی علے رجلین صحیح ہے لیکن من ماء کے مصداق نہیں معلوم ہوا کہ منھم من یمشی علے رجلین دونوں پاؤں سے چلنے والے کے لیئے یہ ضروری نہیں کہ اس کی خلقت نطفے سے ہی ہو۔ بلکہ اس کی قدرت کاملہ کا قانون نرالا ہے۔ یہ بھی فرمادیا کہ یخلق اللہ ما یشاء ان مذکورہ متعینہ اقسام کے علاوہ جو چاہے پیدا کرکے زمین پر چلا سکتا ہے۔ اور جسے چاہے جس سے چاہے جو چاہے پیدا فرمادے۔ اور اعلےٰ سے اعلےٰ پیدائش میں ہونے والا ہے۔ الوہیت کا

مصداق نہیں بن سکتا۔ کیونکہ اِلٰہ پیدائش سے مُبرا ہے۔ دوسرا جواب اگر مِنْ مَآءٍ سے ممتاز زمین پر چلنے کے منافی نہیں۔ یعنی زمین پر چلنے والا مِنْ مَآءٍ سے مُبرا ہو سکتا ہے۔ تو لباس انسانی سے عِنْدَ سِدْرَۃِ الْمُنْتَھٰی عالم ملکوت میں پہنچنے کی نفی کرتا ہے۔ اسی لیئے رَبُّ العزت نے فرمایا۔

آپکی حقیقت انسانی اور حقیقی نور ہونے کا ثبوت یقینی ہے

شوریٰ ۲۵/۲ } مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ۭ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝

نہیں طاقت ہے کسی بشر کو یہ کہ اس کو اللہ تعالےٰ کلام کرے۔ مگر وحی سے یعنی القا سے یا پردے کے پیچھے یا جبریل بھیج کر تو وحی کرتا ہے وہ اللہ کے اذن کے ساتھ جو اللہ چاہتا ہے۔ بے شک وہ اللہ بڑا جاننے والا بڑا بلندی والا ہے۔

اس آیۃ کریمہ سے ثابت ہوا کہ بشر بلا حجاب خداوند کریم سے ہمکلام نہیں ہو سکتا۔ تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا بلا حجاب ہمکلام ہونا آپ کی محض بشریت کی نفی کرتا ہے۔ چنانچہ رَبُّ العزت نے فرمایا۔

۲۔ النجم ۲۷/۱ } ثُمَّ دَنٰى فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۝
پھر مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم قریب ہوئے تو ربُّ العزت نے بھی نزول فرمایا۔ پھر دو کمانوں کے برابر فاصلہ رہ گیا۔ یا اس سے بھی زیادہ کم۔

تو اس آیۃ کریمہ سے ثابت ہوا کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی حقیقت بشری نہ تھی۔ بلکہ حقیقت نوری تھی۔ اور نور محض کو جمعیت انسانی عطا فرما کر والدہ کے شکم پاک

پاک جسمیت انسانی کے سمیت نور کا ظہور فرمایا۔ اور آپ کا لباس انسانی ہماری خاطر تھا۔ یہ بھی اللہ رب العزت کی کمال قدرت کی علامت ہے۔

بشریّت کے متعلق خدائی فیصلہ

۳۔ فرقان ۱۹/۵ } وَهُوَ الَّذِىْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا ؕ
وہی ذات ہے جس نے پانی سے بشر کو پیدا فرمایا۔ یہ بھی صحیح ہے۔ فرمان خداوندی خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى بھی صحیح اور خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ بھی صحیح۔ اور ذیل کا ارشاد بھی صحیح۔ اور ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کو بغیر ماں باپ کے مٹی سے پیدا فرمایا۔ یہ بھی صحیح۔

اصل بشریّت

۴۔ رُوم ۲۱/۲ } وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ
اس کے نشانات سے ہے۔ کہ اس نے تمہیں مٹی سے پیدا فرمایا۔ اگر تمہاری طرح ظاہری معنے ہی لیئے جاویں۔ تو معاذ اللہ دعویٰ خداوندی غلط ثابت ہوتا ہے حقیقۃً یہ ہے کیونکہ ہمارے باپ آدم علیہ السلام کو رب العزت نے مٹی سے پیدا فرمایا۔ اور ہم حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ اس لیئے رب العزت نے ہماری طرف بھی خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ کو منسوب فرمایا۔ اور اس کے بعد فرمان الٰہی يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى بھی صحیح ہوا۔ اور اس کی قدرت نے اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ کے رو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر مذکر پیدا فرمایا۔ اب اس قدرت الٰہیہ سے اس کے قانون [illegible] خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى کو غلط نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ رب العزت کی اس قدرت کو بھی اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ

شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ اور یَخلُقُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ کے ارشاد الٰہی کے رُو سے حق پر سمجھنا پڑے گا۔ اور اس پر بھی ایمان لانا مومن کے ایمان کا جزو ہے۔ جو اس قانونِ الٰہی پر ایمان نہ لائے اور صرف اِنَّا خَلَقۡنَاکُمۡ مِّنۡ ذَکَرٍ وَّ اُنۡثٰی کی ہی رٹ لگاتا رہے۔ تو اس کو منکر قرآنِ کریم و منکرِ قدرت الٰہیہ کہا جاوے گا۔ ایسے ہی قدرت الٰہیہ نے اپنے کمال سے باوجود مذکر و مؤنث کی وساطت کے مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کو جو حقیقتہً نور تھے۔ جسمیت انسانی نوری عطا کر کے ظاہر فرمایا۔ تمہارا اپنے جیسا بشر ہونے کا عقیدہ رکھنا یہ غلط ہے۔

سوال:۔ یہ بات تو سمجھ میں آگئی کہ واقعی وہ خداوند کریم بشر سے نور پیدا کر سکتا ہے۔ اسے قدرت ہے لیکن مِنۡ اَنۡفُسِکُمۡ کا کیا ترجمہ کرو گے۔

مِنۡ اَنۡفُسِکُمۡ کی تحقیق

محمد عمر:۔ جناب ہمیں مِنۡ اَنۡفُسِکُمۡ کلامِ خداوندی سے کب انکار ہے فقیر اس امر کو ابھی ثابت کر چکا ہے کہ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ آپ مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم حقیقتہً نور ہیں۔ اور قدرتِ خداوندی نے آپ کے ماں باپ کی وساطت سے دنیا میں نور کو جسمیت انسانی نوری عطا کر کے مبعوث فرمایا ہے۔ اور آپ کے جسم مبارک پر آپ کی حقیقت محمدیہ نور غالب ہے۔ مثلاً مخلوقات میں نوری پیدائش سے ملائکہ بھی نوری خلقت ہیں۔ لیکن جب حضرت جبریل امین علیہ السلام جسم انسانی میں ملبوس ہو کر تشریف لاتے ہیں تو ان کی نورانیت پر جسمانی بشریت اتنی غالب ہو جاتی ہے کہ وہ اس جسمانی ہیئت کذائیہ میں سدرۃ المنتھٰے کی طرف پرواز نہیں کر سکتے بلکہ آسمانِ اول کی طرف بھی نہیں بڑھ سکتے لیکن مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کا حقیقی نور آپ کے جسمِ انسانی پر غالب ہے۔ جو مع جسمیت نوری تمام آسمانوں کو

عبور کرتا ہُوا سدرۃ المنتہیٰ کے پار لامکان پر تشریف لے گیا۔ لامکان پر تشریف جانے سے جسمیّت میں فرق لازم نہ آیا۔ جیسا کہ زمین میں قیام فرمانے سے نُور فرق نہ آیا۔ ثابت ہُوا کہ آپ کی جسمیت حقیقتہً نُور ہی تھی۔ جو عالمِ سماوی و عالمِ مُ عبُور کرتے ہُوئے لامکان تک پہنچ گئے۔

دوسرا جواب:۔ اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

قدرتِ خداوندی کا عجیب نمونہ

نحل ۱۴/۹ } وَاِنَّ لَكُمْ فِی الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِیْكُمْ مِّمَّا فِیْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَیْنِ فَرْثٍ وَّ دَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِیْنَ

اور بے شک تمہارے لیئے چوپایوں میں البتہ عبرت ہے۔ پلاتے ہیں ہم تم کو اس چیز سے جو اُس کے پیٹوں میں ہے گوبر اور خون کے درمیان سے خالص دُودھ جو پینے والوں کے حلق سے گذرنے والا ہے۔

کیوں صاحب کبھی تم نے دُودھ پینے سے گریز کیا ہے۔ اور اعتراض کیا ہے کہ ہم دودھ نہیں پیئیں گے۔ کیونکہ چوپایوں کے خُون اور گوبر کا نچوڑ ہے۔ حالانکہ بناوٹی دُودھ کو ترک کرکے تم چوپایوں کو سامنے دوہتے ہُوئے دُودھ کو جلدی اور مہنگا خریدتے ہو۔ تم دُودھ سے کیوں نہیں ناک چڑھاتے۔ حالانکہ وہ بھی چوپایوں کے پیٹ کے فضلوں کا نچوڑ ہوتا ہے۔ ثابت ہوا کہ وہ خلّاق جو چاہے جس سے چاہے پیدا کرسکتا ہے۔ اور سُنیئے!

نحل ۱۴/۹ } وَاَوْحٰی رَبُّكَ اِلَی النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا وَّ مِنَ الشَّجَرِ وَ مِمَّا یَعْرِشُوْنَ ۙ ثُمَّ كُلِیْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِیْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ؕ یَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ

فِيْهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ اِنَّ فِيْ ذَالِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ

اور آپ کے رب نے شہد کی مکھی کی طرف وحی کی کہ پہاڑوں اور درختوں میں تو گھر بنا لے۔ اور جس چیز کو وہ بلند کریں۔ پھر کھا تو اے مکھی تمام پھلوں سے پس چل تو اپنے رب کے راستوں پر۔ تابع ہو کر۔ نکلتی ہے مکھی کے پیٹوں سے پینے کی شئے (شہد) جس کے رنگ مختلف ہوتے ہیں۔ اس میں لوگوں کے لیئے شفا ہے۔ بے شک اس میں بھی ضرور نشانی ہے متفکر قوم کے لیئے۔

کیوں جناب مکھی کے پیٹ میں قدرت خداوندی شہد تیار کر دے تو تمہارے لیئے شفا اور تمہاری عقل اس خدائی کاریگری کو تسلیم کرے۔ چوپایوں کے پیٹوں میں رب العزت گوبر سے دودھ تیار کر دے تو تمہاری عقل تسلیم کرے۔ لیکن اگر حضرت عبداللہ کی پشت سے اور حضرت آمنہ کے بطن سے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا نورانی جسم اطہر پیدا فرما دے تو خداوند کریم کی اس قدرت کاملہ کا تمہیں انکار ہے۔ حالانکہ رب العزت نے اس کی تشریح قرآن کریم میں فرما دی۔

پ ۲۹ / ۱ وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا

اور تمہیں اللہ تعالےٰ نے قسم قسم کا پیدا فرمایا۔

آدم علیہ السلام کو بغیر مذکر و مونث کے اور حضرت حوا علیہا السلام کو بغیر مؤنث کے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر مذکر کے۔ رب العزت کی حکمت کاملہ تھی کہ بغیر باپ کے نطفے کے اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح القدس نبی پیدا کر سکتا ہے اور باوجود روح القدس ہونے کے پھر بھی وہ اس کے بندے اور رسول کہلا سکتے ہیں تو مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو والد ماجد کے وجود سے والدہ ماجدہ کے بطن پاک میں نور نقل فرما کر روح القدس کی طرح نور اللہ کا ظہور فرما سکتا ہے۔ جو اس کا بندہ اور رسول کہلا سکتا ہے۔ تو حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بوساطت ماں باپ کے نور پیدا فرمایا۔ یہ اس معبود و خالق

خلاق العظیم اور خلاق العلیم کی قدرت کا نشان ہے۔ جس سے کوئی مومن مسلمان انکار نہیں کر سکتا۔ کیونکہ بقانون اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ خلق اور امر اسی کے قبضہ قدرت میں ہے۔ جیسے چاہے جو چاہے جس طرح چاہے پیدا کر سکتا ہے۔ کسی کو کوئی اعتراض کی گنجائش نہیں۔ بلکہ معترض منکر کہلائے گا۔

ذَالِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ یہ تمہارا اللہ تمہارا پروردگار ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ہر شے کا خالق ہے۔

نورِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے منکرین پر بڑا افسوس ہے کہ صرف بنی اسرائیل کی طرف اللہ رب العزت روح اللہ کو مبعوث فرمائے۔ اور فرمائے کہ روحُ اللہ بھی بنی اسرائیل کے مستقل رسُول اللہ ہیں۔ اور "عبد اللہ" بھی ہیں۔ اور اسی رب العزت نے پھر فرمایا کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نور اللہ بھی ہیں۔ اور عالمین کی طرف مبعوث ہیں۔ اور باوجود نور اللہ ہونے کے عبدہٗ و رسولہٗ بھی ہیں۔ تو تم نے بنی اسرائیل کے نبی روح اللہ کو عبد اللہ اور رسولُ اللہ تسلیم کرلیا۔ اور تمہارے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام باوجود عبد اللہ اور رسول اللہ ہونے کے ان کے روح اللہ ہونے میں فرق لازم نہ آیا۔ اور نہ ہی تم نے اعتراض کیا کہ لیکن روح اللہ رسول اللہ نہیں ہو سکتا۔ یا عبد اللہ کے خطاب سے تم نے حقیقتہً روح اللہ ہونے کا انکار نہ کیا۔

لیکن میرے پیارے محبوب مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے رسول اللہ ہونے سے یا عبد اللہ ہونے سے تمہیں حقیقتہ نور اللہ ہونے میں لیس و پیش ہے۔ اور تمہارے ایمانوں میں خلل واقع ہونے لگ گیا۔ حالانکہ تمہیں چاہیئے تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے روح اللہ ہونے کا صاف انکار کرتے۔ کیونکہ اُن کی قوم نے انہیں روح اللہ ہونے کی وجہ سے ہی ابن اللہ کہنا شروع کر دیا۔

العین میں مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا کوئی ایسا امتی نہیں جس نے آپ کو نور اللہ ہونے سے یا کسی اور صفات کاملہ کی وجہ سے معاذ اللہ ابن اللہ یا اخو اللہ کا دیا ہو۔ اس سے صاف واضح طور پر ہمارے اہل سُنّت و جماعت اسمجھ رہے ہیں۔ کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے نور اللہ ہونے کے منکرین کو للہ علیہ وسلم سے ذاتی عناد ہے۔ جس بنا پر وہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے کا انکار کر رہے ہیں۔ حقیقتہً یہ اہل سنّت و جماعت سے عناد نہیں۔

ین نورِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہمارا وہ خداوند جس نے حضرت بغیر مرد و عورت کے نطفے کے مٹی سے عبد اللہ بنایا۔ اس اب سے نوازا۔ اسی عزیز نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے سے رف حضرت مریم علیہا السلام کے بطن سے روح اللہ کو پیدا فرمایا۔ اور عبد اللہ اور رسول اللہ سے عزت بخشی۔ اسی خداوند تعالیٰ جل شانہٗ نے اپنی قدرت جوّادہ سے بوساطت والدین محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نور اللہ و عبد اللہ ظاہر فرمایا۔ اب تمہارے انکار سے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی حقیقت نوری نہیں بدل سکتی۔ جیسا کہ روح اللہ سے بدل نہیں سکتی۔

اور اگر اَللّٰہُ یَصۡطَفِیۡ مِنَ الۡمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا کے قانون سے حضرت جبریل علیہ السلام نوری وجود والا انسانی لباس میں تشریف لا کر رسول بن سکتا ہے۔ تو وَمِنَ النَّاسِ کے قانون سے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی نوری وجود رکھنے والے رسول اللہ تشریف لا سکتے ہیں۔

جبریل علیہ السلام بھی عبد اللہ آپ بھی عبد اللہ وہ بھی رسول اللہ آپ

بھی رسول اللہ وہ صرف نبیوں کے رسول اللہ آپ عالمین کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ جبریل کی رسالت ختم ہوگئی۔ آپ کی قیامت تک اور بعد میں بھی جاری وساری ھے۔

وہ خداوند کریم جو نحل سے یعنی شہد کی مکھی کے پیٹ سے شہد تیار کرنے کا کاریگر ھے۔ حالانکہ باقی مکھیاں بھی ہیں۔ جن کے اندر سے گند نکلتا ھے۔ جن سے بچنے کے لیئے لوگ جالیاں اور پردے لگاتے ہیں کہ کہیں ھمارے گھروں میں داخل نہ ہوجائیں۔ برتنوں پر نہ بیٹھیں۔ کیونکہ ان کے پیٹ سے جو غلاظت نکلتی ھے۔ اس سے بیماری لاحق ہوجائے گی۔ اور شہد لگنے والی مکھیوں کو لوگ اپنے گھروں میں قیمتاً خرید خرید کرلاتے ہیں۔ اور جگہ دیتے ہیں۔ تاکہ ہمیں اپنا گوہ اکٹھا کرکے دے۔ اور اچھے اچھے برتنوں میں رکھ کر کھاتے ہیں۔ اور شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ سے اپنے اندر کی بیماریوں سے شفا پاتے ہیں۔ حالانکہ یہاں مثلیت صحیحہ ھے مکھی ہونے میں دونوں یکساں ہیں۔ حقیقت میں رب العزت نے دونوں کو علیحدہ علیحدہ تیار فرمایا ھے۔ لیکن ایک کا ہگا ہوا شفا ھے اور ایک کا ہگا ہوا بیماری ھے۔ یہاں مِثْلُکُمْ کا سوال کبھی نہیں اُٹھا۔ شہد کی مکھّی کی حقیقت کے علیحدہ ہونے کا کسی مُنکر کو انکار کا موقعہ نہیں ملا۔

تو ایسے ہی رب العزت نے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کو صُورت تو دُوسری عورتوں سی عنایت فرمائی لیکن حقیقت علیحدہ تیار فرمائی۔

دُوسری عورتیں اگر حقیقتہً صرف انسان و بشر کو ہی پیدا کرتی

ہیں۔ تو حضرت آمنہ رضی اللہ تعالے عنہا نور اللہ کی حاملہ ہوئیں۔ باقی عورتیں ایسے بھی انسان پیدا کرتی ہیں۔ جن کے متعلق ارشادِ الٰہی ہے۔

فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ط

جن کو مسلمانوں کے ہاں جگہ دینے سے گریز ہے۔ ان سے اجتناب لازمی ہے۔

اور حضرت آمنہ رضی اللہ تعالے عنہا نے ایسا عبداللہ جنا کہ جس کی حقیقت نور اللہ ہے۔ جس کو ربّ العزت کے ہاں قَابَ قَوْسَيْنِ کا مقام عطا ہوا۔

اے منکرو! مثلیث کے جھگڑے کو ترک کرو۔ حقیقت کو دیکھنے کی کوشش کرو۔ اور حقیقت کے طلب گار بن جاؤ۔ مثلیث کو دیکھ کر پیچھے نہ ہٹ جاؤ۔ محروم رہ جاؤ گے۔ ایسے ہی مثلیث کو دیکھنے والا اگر بھینس کا دودھ دوہ کر مثلیث میں دھوکا کھا جائے۔ اور بھینسے کے نیچے دودھ دوھنے کے لئے بیٹھ جائے تو خود سوچو کہ اسے کیا حاصل ہو گا۔ فتدبّر۔

مصطفٰی صلے اللہ علیہ وسلم کی حقیقتہ بشریہ کی نفی کی دوسری دلیل

بشریت کی ابتدا حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی۔ جیسا کہ قرآن کریم کی آیت سے ثابت ہے۔

۱۔ زمر ۲۳/۱ } خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ

اللہ تعالے نے تمہیں ایک نفس سے پیدا کیا (یعنی آدم علیہ السلام سے)

۲- حجر ۱۴ ۲ } اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ؁
بے شک میں پیدا کرنے والا ہوں بشر کو بجنے والی مٹی
سے جو بھنے ہوئے گارے سے تیار ہو

۳- زمر ۲۳ ۵ } اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ ؁
بے شک میں بشر کو مٹی سے پیدا کرنے والا ہوں۔

ان آیات کریمہ سے ثابت ہوا کہ بشریت کی ابتداء، و اظہار فی الخارج حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی۔

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی ابتدا سب مخلوق سے مقدم تھی

دلیل (۱)

احزاب ۲۱ ۱ } وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَ
مِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِیْمَ وَمُوْسٰى وَعِیْسَى ابْنِ مَرْیَمَ
وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا لِّیَسْـَٔلَ الصّٰدِقِیْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ
وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابًا اَلِیْمًا ؁

اور جب ہم نے تمام انبیاء کرام علیہم السّلام سے حلفیہ وعدہ لیا۔ یعنی آپ سے یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور نوح علیہ السلام سے اور ابراہیم علیہ السّلام سے اور موسٰے علیہ السلام سے اور عیسٰے بن مریم علیہما السلام سے اور ان سے زبردست حلفیہ وعدہ لیا۔ تاکہ صادقین کو اللہ تعالےٰ ان کے صدق کے متعلق سوال کرے۔ اور کفار کے لیئے اللہ تعالےٰ نے دردناک عذاب تیار فرمایا ہے۔

دلیل اوّل

قرآن کا ترجمہ حدیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے

مصنفہ ابو نعیم
دلائل النبوۃ ۶
خصائص کبریٰ
۳

وَذَالِكَ مَا حدثناه ابو محمد عبد الله بن ابراهيم بن ايوب ثنا جعفر ابن احمد بن عاصم قال ثنا هشام بن عمار قال بنا بقية قال ثنا سعيد بن بشير ثنا قتادة عن الحسن عن ابى هريرة رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فى قوله تعالى وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّيْنَ مِيْثَاقَهُمْ قال كنتُ اَوَّلَ النَّبِيِّيْنَ فِى الخلق وَاٰخرهم فِى البعث ط

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمانِ خداوندی وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّيْنَ مِيثَاقَهُمْ کہ میں تمام انبیاءٔ علیہم السلام سے پیدائش میں مقدم ہوں، اوّل ہوں۔ اور مبعوث ہونے میں آخر ہوں۔ تو مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے معلوم ہوا کہ آپ حضرت آدم علیہ السلام سے مقدم ہیں۔

۲۔ معالم التنزیل
۵/۱۹۲

خصّ هٰؤلاءِ الخمسة بالذكر من بين النبيين لانهم اصحٰب الكتب وَالشرائع وَاولوا العزم من الرسل وقدم النبى صلى الله عليه وسلم بالذكر لِمَا اَخبرنا ابراهيم احمد بن ابراهيم الشريحى انا ابو اسحٰق الثعلبى اخبرنى الحسين بن محمد الحديثى انا عبد الله بن احمد بن يعقوب المقرئ انا محمد ابن محمد بن سليمان الساعدى انا

هرون بن محمد بن بکار بن بلال انا ابی انا سعید یعنی ابن بشر
عن قتادہ عن الحسن عن ابی ھریرۃ قال ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قال کنتُ اوّلَ النبیّین فی الخلق واٰخرھم فی البعث
اللہ تعالےٰ نے رسولوں سے ان پانچوں کو ہی ذکر سے خاص فرمایا اس لئے کہ یہ پانچوں اصحاب کتاب ہیں۔ اور اصحاب شریعت ہیں۔ اولو العزم رسولوں سے ہیں۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر سب نبیوں سے مقدم فرمایا۔ اس لئے کہ مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کی مرفوع حدیث با سند موجود ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے فرمایا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میں پیدائش میں تمام نبیوں کا اوّل ہوں۔ اور بعثت میں ان کا آخر ہوں۔

اس آیۃ کریمہ میں مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کو رب العزت نے تمام انبیا علیہم السلام سے ذکر میں مقدم فرمایا تاکہ آپ کا تقدم ذاتی تمام انبیاء علیہم السلام سے ثابت ہو جائے۔ مفسرین نے بھی آیۃ قرآنی کا ترجمہ مرفوع حدیث مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم سے کیا کہ مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمام انبیاء علیہم السلام سے حتیٰ کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے بھی میری پیدائش مقدم ہے۔ اور ظہور اولادِ آدم علیہ السلام میں ہے۔

۳۔ تفسیر دُرِّ منثور ۵/۱۸۴ | واخرج ابن مردویہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قیل یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متی اخذ میثاقک قال واٰدم بین الروح والجسد

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرمایا آپ سے کہا گیا یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ سے کب حلفیہ بیان لیا گیا۔ مصطفٰے

صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُس وقت حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے مابین تھے۔

۴۔ تفسیر دُرِّ منثور ۵/۱۸۴

واخرج ابن سعد رضی اللہ عنہ قال قال رجل للنبی صلی اللہ علیہ وسلم متٰی اِسْتَنْبَتَ قَالَ وآدم بَیْنَ الروح والجسد حین اخذ مِنّی المیثاق

ابن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ ایک آدمی نے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو عرض کیا کہ حضور آپ کب پیدا ہوئے۔ فرمایا اُس وقت حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے مابین تھے۔ جب مجھ سے حلفیہ وعدہ لیا گیا۔

۵۔ تفسیر دُرِّ منثور ۵/۱۸۴

وَاَخرج البزاز والطبرانی فی الاوسط وابو نعیم فی الدلائل عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قَال قیل یارسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متٰی کُنْتَ نَبِیًّا قَالَ وآدم بین الروح والجسد

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے۔ فرمایا رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو عرض کیا گیا آپ کب سے نبی ہیں۔ آپ نے فرمایا آدم علیہ السلام ابھی روح وجسد میں تھے۔ تو میں اُس وقت بھی نبی تھا۔

۶۔ تفسیر دُرِّ منثور ۵/۱۸۴

واخرج الحاکم وابو نعیم والبیہقی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ قیل للنبی صلی اللہ علیہ وسلم متٰی وجبت لک النبوۃ قَال بَیْنَ خَلْقِ آدَمَ وَنَفْخِ الرُّوْحِ فِیْہِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ مصطفےٰ صلی اللہ

علیہ وسلم کو عرض کیا گیا. آپ کے لیئے نبوت کب فرض ہوئی. آپ نے فرمایا آدم علیہ السلام کی پیدائش اور روح پھونکنے کے مابین مجھے نبوت ملی.

۷. تفسیر دُرِ منثور ۵/۱۸۴ — واخرج الحسن بن سفیان وابی حاتم وابن مردویہ و ابو نعیم فی الدلائل والدیلمی وابن عساکر من طریق قتادة عن الحسن عن ابی ھریرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم فی قول اللہ عز وجل وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَھُمْ الایة قال کُنْتُ اَوَّلَ النَّبِیّٖنَ فی الخلق وَاٰخِرَھُمْ فِی البعث فبدء بہ قبلھم

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَھُمْ اخیر آیت تک کے متعلق آپ نے فرمایا کہ میں پیدائش میں سب انبیاء علیہم السلام سے پہلے ہوں. اور بعثت میں سب سے اخیر ہوں. تو آپ کے ساتھ ابتداء ہوئی ان سب نبیوں سے پہلے.

۸. تفسیر دُرِ منثور ۵/۱۸۴ — اخرج ابن ابی شیبة عن قتادة رضی اللہ عنہ قال کان النبی صلے اللہ علیہ وسلم اذا قرأ وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَھُمْ وَمِنْکَ وَمِنْ نُّوْحٍ قال بدئ بی فی الخیر وکنت آخرھم فی البعث

مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم نے جب آیت وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَھُمْ وَمِنْکَ پڑھی تو آپ نے فرمایا انبیاء علیہم السلام کی پہل مجھ سے ہوئی. اور ان کے اخیر میں میں مبعوث ہوا ہوں.

۹. تفسیر دُرِ منثور — واخرج ابن جریر عن قتادة رضی اللہ عنہ وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَھُمْ وَمِنْکَ وَمِنْ نُّوْحٍ

قال ذکر لنا ان نبی اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کان یقول کنت اول الانبیاء فی الخلق وآخرھم فی البعث

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمان خداوند کریم واذ اخذنا من النبیین میثاقھم منک کے متعلق ہمارے لیئے بیان کیا گیا کہ آپ فرماتے تھے کہ میں پیدائش میں سب نبیوں سے اوّل ہوں۔ اور بعثت میں آخر ہوں۔

۱۰۔ تفسیر دُرِّ منثور ۵/۱۸۴

واخرج ابو نعیم عن الصنابحی قال قال عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ متی جعلت نبیا قال وآدم بین الروح والجسد ط

ترجمہ گذر چکا ہے۔

تلک عشرۃ کاملۃ

غیر مقلدین کے سردار مولوی حافظ محمد صاحب اس آیت کی تفسیر فرماتے ہیں

تفسیر محمدی منزل پنجم ۲۰۷
تفسیر محمدی منزل ہفتم ۲۹۳

اوّل نام نبی دا گنیا فضل تے شرف وِدھایا
جو وِچہ پیدائش اوّل خلقیا پچھے دُنیا آیا
اول روح نبی رب سرجیا پچھے روح تمامی
تے سبھ تھیں مہر جواب الست آکھیا نبی گرامی
الست بربکم رب کہیا جبد کہیا بلےٰ ارواحاں
تے سب تھیں اول روح نبید ے کہیا تداہاں

دوسری قرآنی دلیل | قُلْ اِنَّنِیْ ھَدٰانِیْ رَبِّیْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ دِیْنًا قِیَمًا مِّلَّۃَ اِبْرَاھِیْمَ حَنِیْفًا وَّمَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ قُلْ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

انعام ۸/۲۰

لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ط

فرما دیجئے یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مجھے میرے رب نے صراط مستقیم کی طرف ہدایت فرمائی صحیح دین کی جو دین ابراہیم سیدھا دین ھے۔ اور مشرکوں سے نہ تھے۔ فرما دیجئے یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بے شک میرا نماز پڑھنا اور میرے تمام عبادات اور میری زندگی اور میرا وصال اللہ ربُّ العالمین کے لیئے ھے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور اسی کے ساتھ میں حکم کیا گیا ہوں۔ اور میں سب ماننے والوں سے پہلا ہوں۔

۱۔ تفسیر نیشاپوری | وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ عِنْدَ الْاِیْجَادِ لِاَمْرِ کُنْ کَمَا قَالَ اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ

۸/۵۵ | اور میں سب تسلیم کرنے والوں کا اول ہوں۔ خداوند کریم کے امر کُن کے ایجاد کے وقت جیسا کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ سب سے پہلے اللہ تعالےٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا۔

۲۔ عرائس البیان | اشارۃ الی تقدم رُوحہ وجوھرہ علی جمیع الکون فی الحضرۃ حین خاطبہ بالرسالۃ والولایۃ والمحبۃ والخلۃ فانقاد فی اول الاول الازلی الابدی تعالی اللہ عما یقولون الظالمون اللہ علوًا کبیرا اشارۃ الی

۱/۲۳۸

مَا ذَکَرْنَا قَوْلَہٗ علیہ السلام کُنْتُ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیْنَ الْمَاءِ وَالطِّیْنِ وَقَوْلَہٗ

عَلَیۡہِ السَّلَامُ اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوۡرِیۡ

اس مذکورہ آیت خداوندی میں مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے روح مبارک اور آپ کے جوہر کا دربارِ خداوندی میں تمام خلق پر مقدم ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ جب مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے رسالت اور ولایت اور محبت اور دوستی کے ساتھ مخاطب فرمایا۔ تو مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو ازلی ابدی اول الاول میں برگزیدہ فرمایا۔ اللہ تعالےٰ ظالموں کی باتوں سے بہت بالاتر ہے۔ اس آیتہ کی طرف مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا کہ آدم علیہ السلام کی ابھی حقیقت پانی اور مٹی تھی۔ اور میں اس وقت نبی تھا۔ اور فرمان مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ نے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا۔

تیسری قرآنی دلیل قُلۡ اِنِّیۡۤ اُمِرۡتُ اَنۡ اَکُوۡنَ اَوَّلَ مَنۡ اَسۡلَمَ وَ لَا تَکُوۡنَنَّ مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ ؕ

انعام ۲ } فرما دیجئے یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بے شک میں حکم کیا گیا ہوں کہ میں سب سے پہلے ایمان لایا ہوں اور تم مشرکوں سے نہ ہونا۔

اس آیت کریمہ سے بھی صاف واضح ہے کہ جب مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے دربارِ خداوندی میں سرنگوں فرمایا۔ اس وقت نہ جن نہ ملائکہ نہ زمین نہ آسمان نہ چاند نہ سورج نہ سیارے نہ ہوا کچھ نہ تھا۔ سوائے خالق کُل کے۔ تو خداوندِ کریم نے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو اوّل پیدا فرمایا تو سب سے اول مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم دربارِ خداوندی میں سرنگوں ہوئے۔ تو رب العزت نے اس واقعہ کو قرآن کریم میں بیان فرمایا کہ قُلۡ اِنِّیۡۤ اُمِرۡتُ اَنۡ اَکُوۡنَ اَوَّلَ مَنۡ اَسۡلَمَ وَلَا تَکُوۡنَنَّ مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ فرما دیجئے یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حکم کیا گیا ہوں کہ میں سب سے اوّل دربارِ خداوندی میں سرنگوں ہوا۔ اور تم اس کا انکار کر کے مشرک نہ بننا۔

چوتھی قرآنی دلیل الزّمر ۲۳/۲	وَاُمِرۡتُ لِاَنۡ اَکُوۡنَ اَوَّلَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ میں حکم کیا گیا ہوں کہ میں سب اسلام لانے والوں سے اوّل ہوں۔

اس آیۃ کریمہ سے صاف صراحۃً واضح ہے کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اوّل المسلمین تب ہی ہو سکتے ہیں۔ جب آپ سب مخلوق سے مقدم ہوں۔ ورنہ فرمانِ خداوندی غلط ثابت ہوتا ہے۔

پانچویں دلیل قرآنی الزّخرف ۲۵/۷	قُلۡ اِنۡ کَانَ لِلرَّحۡمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الۡعٰبِدِیۡنَ ط فرما دیجئے یارسول اللہ اگر رحمٰن کے واسطے بیٹا ہوتا تو میں سب سے پہلے عبادت کرتا۔

اس آیۃ کریمہ سے بھی مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا سب سے اوّل ہونا ثابت ہوا۔ کیونکہ آپ سب سے اول ہوں تو ہی خداوند کریم کے لیئے بیٹا تسلیم کرنے کے اوّل انکاری ہیں۔ اور آپ کی زبانی رب العزت نے فرمایا کہ اگر خداوند کریم کا بیٹا ہوتا تو سب سے پہلے میں اسکی عبادت کرتا۔ سب سے مقدم ہیں تو ہی تو اَوَّلُ الۡعٰبِدِیۡنَ کے مدعی ہیں۔ ورنہ دشمن کہہ سکتا ہے کہ آپ سب سے پہلے تھے ہی نہیں تو خدا نے اَوَّلُ الۡعٰبِدِیۡنَ آپ کے متعلق فرمانا غلط ثابت ہوتا ہے۔

آپ کے اوّل ہونے کی حدیث قدسی

تفسیر ابن جریر ۱۵/۸	حدثنی علی ابن سہل قال ثنا حجاج قال اخبرنا ابو جعفر الرازی عن الربیع ابن انس عن ابی العالیہ الریاحی عن ابی ہریرۃ رب العزت نے کلام میں فرمایا وَجَعَلۡنَاکَ اَوَّلَ النَّبِیِّیۡنَ خَلۡقًا وَّ

آخرھم بعثا ط ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم معراج

ی رات تشریف لائے دربارِ خداوندی میں تو اللہ تعالےٰ نے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ میں نے آپ کو یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سب نبیوں سے پہلا بنایا ور سب کے اخیر میں مبعوث فرمایا۔

یہ رب کریم نے براہ راست مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ میں نے آپ کو سب نبیوں سے پہلے پیدا فرمایا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے بھی آپ کی خلقت بکلام خداوندی پہلے ثابت ہوئی۔ اور بعثت سب انبیاء علیہم السلام کے بعد فرمائی۔ اب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو سب مخلوق سے مقدم پر یقین رکھ کر جس کا دل چاہے فرمانِ خداوندی پر ایمان لاوے۔ اور جس کا دل چاہے انکار کر دے۔

کئی قرآنی آیات و حدیث قدسی سے ثابت ہو گیا کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سب مخلوق سے پیدائش میں پہلے ہیں اور عالمِ ارواح میں بھی سب ارواح سے پہلے آپ نے ہی الوہیت و ربوبیت خداوندی کا اقرار فرمایا۔ اور دربارِ خداوندی میں سر جھکایا۔ اس امر پر رب کریم کی شہادت قرآنی بھی ثابت ہو گئی۔ جس کا دل چاہے ایمان لائے۔ جس کا دل چاہے انکار کرے۔

شب معراج میں انبیاء علیہم السلام نے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اوّل و آخر تسلیم کیا

تفسیر دُرِ منثور ۱/۱۲۹ — خصائص کبریٰ ۱/۱۵۶

عن انس رضی اللہ عنہ لما جاء جبریل علیہ السلام الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالبراق فکانہا حضرت اذنیہا فقال جبریل علیہ السلام یا براق فواللہ ما رکبک مثلہ وسار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا ھو

بِعجوزٍ علیٰ جانبِ الطّرِیقِ فقالَ ما ھٰذہٖ یاجبرِیلُ قَالَ سِرْ یا محمدؐ فسارَ ما شاءَ اللہُ
ان یَسیرفاذا شیئٌ یدعوہُ متنحیاعَنِ الطّرِیقِ یقوُلُ ھلُمّ یا محمد فقال لہ جبرِیل
سِرْ یا محمد فسارَ ما شاء اللہُ ان یسیرفلقیہٖ خلقٌ مّن خلقِ اللہِ فقالوا السّلامُ
علیکَ یا اوّلُ اَلسّلامُ علیکَ یا آخرِ السّلام علیک یاحاشرُ
(والالفاظ للخصائص ھکذا) وَاَمّا الذین سلموا علیکَ فابراھیمُ وموسیٰ
وَعیسیٰ علیھمُ السّلامُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جبریل علیہ السّلام مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف براق لائے تو براق کے دونوں کان فخر سے خوش تھے۔ تو حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا اے براق خدا کی قسم ایسا تم پر کوئی سوار نہیں ہوا۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آگے تشریف لے گئے۔ تو راستے کے کنارے آپ کو ایک بوڑھا ملا۔ تو آپ نے فرمایا اے جبریل یہ کیا ہے۔ جبریل علیہ السّلام نے عرض کیا حضور تشریف لے چلیئے۔ تو آپ آگے مشیت الٰہی کے موافق تشریف لے گئے۔ تو آگے راستے کے کنارے ایک شے آپ کو پکارتی ہے یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم تو مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت جبریل علیہ السّلام نے فرمایا تشریف لے چلیئے حضور۔ تو آپ مشیت ایزدی کے موافق آگے تشریف لے گئے۔ تو آپ کو اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے چند احباب ملے۔ تو انہوں نے کہا اَلسّلامُ علیکَ یا اوّلُ، اَلسّلامُ علیکَ یا آخر السّلام علیکَ یا حاشرُ

اور خصائص کبریٰ کے الفاظ ہیں کہ جبریل علیہ السّلام نے عرض کیا کہ جنہوں نے آپ کو سلام کیا وہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے
اس حدیث مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا کہ مذکورہ بالا انبیاء علیہم السّلام کا عقیدہ بھی مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا سب سے پہلے ہونے رہا۔

مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے معراج شریف کے جلسے میں تمام انبیا علیہم السلام وملائکہ کے رُو برو خطبہ پڑھا۔ اور اس میں اپنا اوّل اور آخر ہونا اقرار فرمایا اور سب نے تسلیم کیا۔

مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اول وآخر ہونے کا اقرار انبیا علیہم السلام وملائکہ کے رُوبرو

دُرِ منثور ۴/۱۴۵

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فِی قَوْلِہٖ تَعَالٰی سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ

خصائص کبریٰ ۱/۱۷۳

وَجَعَلَنِیْ فَاتِحًا وَّخَاتِمًا فَقَالَ اِبْرَاهِیْمُ عَلَیْہِ السَّلَامُ بِهٰذَا فضلکم مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

حضرت انس کی اس حدیث شریف کا ترجمہ دیو بندیوں کے حکیم الامت صاحب کی زبانی عرض کر دیتا ہوں۔

ترجمہ مولوی اشرف علی صاحب دیو بندی

نشر الطیب ۱۸

اور مجھ کو سب کا شروع کرنے والا اور سب کا ختم کرنے والا بنایا (یعنی نور میں اول اور ظہور میں آخر) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سب سے خطاب کر کے فرمایا کہ بس ان کمالات کے سبب محمد صلے اللہ علیہ وسلم تم سب سے فائق ہو گئے۔ پھر مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم جب معراج کی رات گئے۔ رب العزت نے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا۔

مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ربِ کریم نے خلقت میں اوّل النّبیّین کا خطاب فرمایا

درِ منثور ۴/۱۴۶ — خصائص کبریٰ ۱/۱۷۵

وَجَعَلْتُکَ اَوَّلَ النَّبِیِّیْنَ خَلْقًا وَّاٰخِرَھُمْ بَعْثًا

اور میں نے آپ کو یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پیدایش میں سب انبیاء علیہم السلام سے اول پیدا فرمایا۔ اور ان کے اخیر میں مبعوث فرمایا۔

مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ کہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور سب سے پہلے پیدا فرمایا

موضوعات ملّا علی قاری ۸۶

وَاَمَّا نُوْرُہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ فَھُوَ فِیْ غَایَۃٍ مِّنَ الظُّھُوْرِ شَرْقًا وَّغَرْبًا وَّاَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ نُوْرَہٗ وَسَمَّاہُ فِیْ کِتَابِہٖ نُوْرًا وَّفِیْ دُعَآئِہٖ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ نُوْرًا وَّفِی التَّنْزِیْلِ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَیَاْبَی اللّٰہُ اِلَّآ اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَہٗ وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ فِیْ قَلْبِ مُحَمَّدٍ وَّقَالَ عَزَّ وَجَلَّ وَمَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰہُ لَہٗ نُوْرًا فَمَا لَہٗ مِنْ نُّوْرٍ ط

ترجمہ:۔ اور لیکن نورِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم وہ شرقًا غربًا نہایت ظاہر ہے اور اللہ تعالےٰ نے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے نور کو پہلے پیدا فرمایا۔ اور اپنی کتاب

میں مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا نام نُور رکھا۔ اور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا میں ھے۔ اے اللہ مجھے نُور بنا دے۔ اور قرآن کریم میں مذکور ہے۔ یُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یُّطۡفِـُٔوۡا نُوۡرَ اللّٰہِ بِاَفۡوَاهِهِمۡ وَیَاۡبَی اللّٰہُ اِلَّاۤ اَنۡ یُّتِمَّ اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا ھے۔ اَللّٰہُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ مَثَلُ نُوۡرِہٖ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا دل مراد ھے۔ اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا ھے۔ وَمَنۡ لَّمۡ یَجۡعَلِ اللّٰہُ لَہٗ نُوۡرًا فَمَا لَہٗ مِنۡ نُّوۡرٍ

(۱) مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے نُور کا سب مخلوق سے پہلے ہونے کا اقرار کیا۔

(۲) یہ بھی ثابت کیا کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا نام قرآن کریم میں ربُّ العزت نے نُور رکھا ھے۔

(۳) مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی دُعا بھی یہی تھی کہ یا اللہ مجھے نُور بنا دے۔

(۴) قرآن کریم کی مذکورہ تینوں آیتوں سے علی قاری نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو قرآن سے نور ثابت فرمایا۔

ان آیاتِ مذکورہ بالا سے جو مذکورہ آیتوں کا مطلب متقدمین مفسرین نے سمجھا سبھی باحوالہ لکھا گیا ھے۔ اور علماء متقدمین و متاخرین و مخالفین نے اس کا جو مطلب سمجھا وہ بھی لکھ دیا گیا۔ جن سے ثابت ہُوا کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا نور سب خلق سے مقدم تھا۔ اب اس کے متعلق اور قرآنی دلائل عرض کرتا ہوں۔

چھٹی قرآنی دلیل

مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے مقدّم تھے

۳۔ پارہ ۳۰ } اَلَمۡ نَشۡرَحۡ لَکَ صَدۡرَکَ

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا نہیں کھولا ہم نے آپ کے لیئے ابتداء کو۔
صدر الشئی کے معنی اول الشیی کے ہوتے ہیں ملاحظہ ہو۔

شرح بدء الامالی لعلی القاری ۳۵ } اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ وَصَدْرُ الشَّيْءِ اَيْضًا اَوَّلُهٗ فَفِي التَّعْبِيرِ بِهٖ اِيْمَاءٌ اِلٰى اَنَّهٗ اَوَّلُ الرُّسُلِ وُجُوْدًا كَمَا اَنَّهٗ اٰخِرُهُمْ شُهُوْدًا عَلٰى مَا وَرَدَ اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِيْ اَوْ رُوْحِيْ وَكُنْتُ نَبِيًّا وَّاٰدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ ط

صَدْرُ الشَّيْءِ شے کے اوّل کو کہا جاتا ہے۔ یہاں صدر کے لفظ کو استعمال کرنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آپ تمام رسولوں سے اول ہیں۔ جیساکہ آپ کا ظہور آخر میں ہوا۔ اس بنا پر جو مذکور ہوا ہے۔ اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِيْ آپ نے فرمایا سب سے پہلے اللہ نے میرے نور کو پیدا فرمایا۔ یا میرے روح کو پیدا فرمایا۔ اور میں نبی تھا اس وقت جب حضرت آدم علیہ السلام پانی اور مٹی کے درمیان تھے۔

مُلا علی قاری کے اس بیان سے بھی ثابت ہوا کہ صدر کے معنیٰ اصل کے ہوتے ہیں۔ تو آیت قرآنیہ سے ثابت ہوا کہ اوّل کی ابتدا مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے ہوئی۔

لغت سے صدر کے معنے

قاموس ۲/۶۸ } اَلصَّدْرُ مُقَدَّمُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاَوَّلُهٗ
صدر ہر شئے کے مقدم کو اور اول کو کہتے ہیں۔

کتاب لغت سے بھی ثابت ہوا کہ صدر کے معنیٰ اوّل کے بھی استعمال ہوتے ہیں۔

تو آیت قرآنیہ سے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا سب مخلوق سے اوّل ہونا ثابت ہوا۔ اور اس کی تائید فرمان مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمائی ہے۔

ساتویں دلیل

احادیثِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے مقدم تھے

فتوحات احمدیہ الشیخ سلیمان الجمل ۵
مدح خیر البریہ لابن حجر ہیثمی ۱۵
اربعین لیوسف نبھانی ۸۶

نُوْرُ نَبِیِّكَ وَشَاهِدُهٗ حَدِیْثُ عَبْدِ الرَّزَّاقِ بِسَنَدِهٖ عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِیْ عَنْ اَوَّلِ شَیْءٍ خَلَقَهُ اللّٰهُ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ قَالَ یَا جَابِرُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ نُوْرَ نَبِیِّكَ مِنْ نُوْرِهٖ فَجَعَلَ ذٰلِكَ النُّوْرَ یَدُوْرُ بِالْقُدْرَةِ حَیْثُ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَلَمْ یَكُنْ فِیْ ذٰلِكَ الْوَقْتِ لَوْحٌ وَّلَا قَلَمٌ وَّلَا جَنَّةٌ وَّلَا نَارٌ وَّلَا مَلَكٌ وَّلَا سَمَاءٌ وَّلَا اَرْضٌ وَّلَا شَمْسٌ وَّلَا قَمَرٌ وَّلَا جِنٌّ وَّلَا اِنْسٌ ط

اور اس کی شہادت عبدالرزاق کی حدیث ہے۔ اس کی سند کے ساتھ اس نے حضرت جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ مجھے ارشاد فرمائیے سب سے پہلی شے کے متعلق جسے اللہ نے تمام اشیاء سے پہلے پیدا فرمایا۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمام اشیا سے پہلے اللہ تعالےٰ نے تیرے نبی کے نور کو پیدا فرمایا اپنے نور سے۔ تو یہ نورِ محمدی اللہ تعالےٰ کی قدرت کے ساتھ جہاں اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہوا پھرتا رہا۔ اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم، نہ جنت نہ دوزخ، نہ فرشتہ اور نہ آسمان اور نہ زمین اور نہ سورج نہ چاند اور نہ جن اور نہ انسان۔

عبدالرزاق کی اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے نور مبارک کو اللہ تعالےٰ نے ہر شے سے پہلے پیدا فرمایا۔ بشریت کی ابتداء تو

آپ کے بہت بعد ہوئی۔

اس حدیث شریف سے بھی ثابت ہوا کہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت نوری ہے۔ جو سب مخلوق سے مقدم تھے۔ آپ کا انسانی جسم کا لباس صرف ہمارے فائدے اور بخشش کے لیئے ہی نہیں۔ بلکہ عالمین کے لیئے رحمت بنایا گیا جس نے دُنیا میں تشریف لا کر مخلوقِ خدا کو عذاب الٰہی سے پناہ دی۔

الابریز عبدالعزیز دباغ ۲۶۶	اِنَّ اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰہُ تَعَالٰی نُوْرُ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔ بے شک جو شے اللہ تعالےٰ نے سب سے پہلے پیدا فرمائی وہ ہمارے سید محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا نور تھا۔

آٹھویں دلیل

مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے مقدّم تھے

زرقانی شرح مواہب اللدنیہ ۱/۴۷	مواہب اللدنیہ کی عبارت ہے اَبْرَزَ الْحَقِیْقَۃَ الْمُحَمَّدِیَّۃَ مِنَ الْاَنْوَارِ الصَّمَدِیَّۃِ ۔ اللہ تعالےٰ نے حقیقت محمدیہ کو ظاہر فرمایا انوارِ صمدیہ سے۔ اس کے ماتحت علامہ زرقانی لکھتے ہیں۔

عُنِیَ النُّوْرُ الاحمدی المشار الیہ لِقولہٖ علیہ السّلام اوّل مَا خلقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ کَمَا فِیْ حَدِیْثِ جَاءَ مِنْہُ عبدالرزاق مَرْفُوْعًا یَا جَابِرُ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ نُوْرَ نَبِیِّکَ مِنْ نُوْرِہٖ

مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان سب سے پہلے اللہ تعالےٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا۔ جیسا کہ حضرت جابر کی حدیث ہے مصنف عبدالرزاق میں مرفوع

حدیث کہ بے شک اللہ تعالےٰ نے تمام اشیاء کے پہلے اپنے نور سے تیرے نبی کے نور کو پیدا فرمایا۔

ان احادیث مرفوعہ سے ثابت ہوا کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم بشر کیا فرشتوں سے بھی قبل کے ہیں۔ اور آپ کا نورِ محض ہونا بھی احادیث مرفوعہ سے ثابت ہو چکا۔

سوال:- ایسی حدیثوں کو ابن تیمیہ نے جھوٹی لکھا ہے۔

محمد عمر:- فقیر اچھی طرح جانتا ہے کہ ابن تیمیہ نجدیوں کا سر تھا۔ یعنی ابن تیمیہ وہ شخص ہے۔ جہاں سے دنیا میں وہابیت کی ابتدا ہوئی۔ اگر ابن تیمیہ کا مفصل حال پڑھنا ہو تو فقیر کی کتاب مقیاس حنفیت میں وہابیت کا باب ملاحظہ فرمالیں۔ جس کو محدثین نے دشمن مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا ہے۔ اس کا قول کب معتبر ہو سکتا ہے۔

دوسرا جواب:- جرح بغیر سبب کے یا وجہ خاص کے معتبر نہیں ہوتی۔ ابن تیمیہ نے اس حدیث کے راوی کے متعلق کسی پر جرح نہیں کی۔ لہٰذا ابن تیمیہ کی جرح اس حدیث پر غیر معتبر ثابت ہوئی۔

تیسرا جواب:- یہ ہے کہ اس حدیث کا بیان کنندہ مصنف عبدالرزاق ہے۔ جو چوٹی کا محدث ہے۔ اور ابن تیمیہ سے ہر طرح بلند درجہ رکھتا ہے۔ جس کی حدیثیں خود ابن تیمیہ نے اور ابن کثیر نے نقل کی ہیں۔ دوسری بات یہ ہے اس کے نقل کرنے والے ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ اور سلیمان الجمل اور علامہ زرقانی جیسے اکابر محدثین اس حدیث کو معتبر سمجھ کر حجۃ قرار دیں تو اس کے مقابلے میں ابن تیمیہ جیسے کی کون سنتا ہے۔ جس کو متفقہ طور پر مسلمانانِ دنیا نے دشمن مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا ہے۔ اور اسی دشمنی کی بنا پر ابن تیمیہ کو تمام عمر مسلمان بادشاہ نے جبس دوام رکھا ہو تو مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرویہ حدیث کو کوئی پس پشت ڈال کر ابن تیمیہ حرانی کو معتبر سمجھے تو یہ آپ کا ہی شیوہ

ہے۔ مسلمان شانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقدم سمجھتا ہے۔ اور جو حدیث شانِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی مظہر ہو مل جاوے تو بسر و چشم تسلیم کرتا ہے۔

اور حرّان (ابن تیمیہ کا مقامِ مولد) وہ جگہ ہے جہاں سے بُت پرستی کی دنیا میں ابتداء ہوئی۔

كَانَ اَهْلُ حُرَّانَ يَعْبُدُوْنَ الْكَوَاكِبَ وَ الْاَصْنَامَ ۔ | البدایہ والنہایہ ۱/۱۴۰

اہلِ حرّان ستاروں اور بتوں کی عبادت کرتے تھے۔

تو ثابت ہوا کہ ابن تیمیہ کے دماغ میں حرّان کی بت پرستی مرکوز ہو چکی تھی۔ اسی لیئے وہ مسلمانوں کو مشرک کہتا تھا۔ اور جو آیتیں اور حدیثیں بتوں کے حق میں نازل ہوئیں۔ ان کو مسلمانوں پر چسپاں کرتا اور شانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم والی احادیث کا منکر تھا۔ اور یہ حدیث مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم مرفوع صحیح ہے۔

نویں دلیل

مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے مقدم تھے

حدثنا ابو ھمام الولید ابن شجاع ابن الولید البغدادی نا الولید بن مسلم عن الاوزاعی عن یحییٰ ابن ابی کثیر عن ابی سلمہ عن ابی ھریرۃ قَالَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَتٰی وَجَبَتْ لَکَ النُّبُوَّۃُ قَالَ وَآدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ ۔ | مشکوٰۃ شریف ۵۱۳ ترمذی شریف ۲/۲۰۱

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کے لیئے کب نبوت واجب ہوئی۔ آپ نے فرمایا

جس وقت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے بین بین تھے۔

وَعَنْ عرباض بن ساریۃ عَنْ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ علیہ وسلم اَنَّہٗ قَالَ اِنِّیْ عِنْدَ اللہِ مَکْتُوْبٌ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَاِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِیْنَتِہٖ وَسَاُخْبِرُکُمْ بِاَوَّلِ اَمْرِیْ دَعْوَۃِ اِبْرَاھِیْمَ وَبِشَارَۃِ عِیْسٰی وَرُؤْیَا اُمِّیَ الَّتِیْ رَأَتْ حِیْنَ وَضَعَتْنِیْ وَقَدْ خَرَجَ لَھَا نُوْرٌ اَضَاءَ لَھَا مِنْہُ قُصُوْرُ الشَّامِ رَوَاہُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ

عرباض رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ فرمایا آپ نے میں اللہ کے پاس خاتم النبیین لکھا گیا۔ اس وقت آدم علیہ السلام ابھی اپنی مٹی میں گندھے جا رہے تھے۔ اور جلدی بتا سکتا ہوں میں تمہیں اپنے متعلق اول کام حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دعا مانگنا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا میرے متعلق بشارت دینا۔ اور میرے وضع حمل کے وقت میری ماں کا خواب دیکھنا۔ اور میں تمہیں خبر دیتا ہوں کہ ضرور میری ماں کے واسطے نور نکلا۔ جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔

ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے نبوت حاصل ہوئی۔ جب نبوت مقدم تو ذات مقدم اور ذات جسمیہ کا ظہور تو سب انبیاء علیہم السلام کے اخیر میں ہوا تو معلوم ہوا کہ آپ کو اس وقت نبوت ملی۔ اور نبوت صفت ہے ذات کی۔ تو آپ کی ذات حقیقتہً نور ثابت ہوئی۔ جس کو نبوت عطا ہوئی۔ تو لباس انسانی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بعد میں عطا ہوا۔

دسویں دلیل

مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے مقدم تھے

زرقانی ۱/۴۳ } وَلَوْلَاکَ مَا خَلَقْتُ الدُّنْیَا
اور اگر یارسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ نہ ہوتے تو میں دُنیا کو پیدا نہ فرماتا۔

گیارھویں دلیل

زرقانی ۱/۴۴ لَوْلَاہُ مَا خَلَقْتُکَ وَلَا خَلَقْتُ سَمَاءً وَّلَا اَرْضًا
اگر مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں اے آدم تمہیں پیدا نہ کرتا۔ اور نہ ہی آسمان زمین کو پیدا کرتا۔

بارھویں دلیل

المستدرک ۲ ۶۱۴ و ۶۱۵ زرقانی ۵ ۲۴۲ } حدثنا علی بن حمشاد العدل املاء ثنا هارون بن العباس الهاشمی ثنا جندل بن واثق ثنا عمرو بن اوس الانصاری ثنا سعید بن عروبة عن قتادة عن سعید ابن المسیب عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قَالَ اَوْحَی اللّٰہُ اِلٰی عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ یَا عِیْسٰی اٰمِنْ بِمُحَمَّدٍ وَّاْمُرْ مَنْ اَدْرَکَہٗ مِنْ اُمَّتِکَ اَنْ یُّؤْمِنُوْا بِہٖ فَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَّا خَلَقْتُ اٰدَمَ وَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَّا خَلَقْتُ الْجَنَّۃَ وَلَا النَّارَ وَلَقَدْ خَلَقْتُ الْعَرْشَ عَلَی الْمَاءِ فَاضْطَرَبَ فَکَتَبْتُ عَلَیْہِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ فَسَکَنَ ھٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ وَلَمْ یُخَرِّجَاہُ

ابن عباس سے روایت ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی حضرت عیسٰے علیہ السلام کی طرف اے عیسیٰ علیہ السلام محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان لاؤ۔ اور تیری اُمت سے جو تجھ کو ملے محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا حکم کر اگر نہ ہوتے محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں آدم علیہ السلام کو پیدا نہ کرتا۔ اور اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں جنت اور دوزخ کو پیدا نہ کرتا۔ اور ضرور میں نے عرش کو پیدا کیا۔ پانی پر تو وہ بے قرار ہُوا تو میں نے اس پر لکھ دیا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ تو ساکن ہو گیا۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ اور بخاری ومسلم میں مذکور نہیں۔

تیرھویں دلیل

لَوْ لَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُكَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ

زرقانی ۱/۶۲

آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر محمد صلے اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں تمہیں پیدا نہ کرتا۔ اس کو بیہقی نے روایت کیا ہے۔

چودھویں دلیل

المستدرک ۲/۶۱۵
زرقانی ۱/۶۲
ابن عساکر ۲/۳۲۵

حدثنا ابو سعید عمرو بن محمد بن منصور العدل ثنا ابو الحسن محمد ابن اسحٰق بن ابراهیم الحنظلی ثنا ابو الحارث عبد اللہ بن مسلم الفهری ثنا اسماعیل بن مسلمة انبا عبد الرحمٰن بن زید بن اسلم عن ابیه عن جده عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لَمَّا اقْتَرَفَ آدَمُ الْخَطِيئَةَ قَالَ يَا رَبِّ أَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ لَمَا غَفَرْتَ لِي فَقَالَ اللّٰهُ يَا آدَمُ وَكَيْفَ عَرَفْتَ مُحَمَّدًا ولم اخلقه قال یا رب لِأَنَّكَ لَمَّا خَلَقْتَنِي بِيَدِكَ وَنَفَخْتَ فِيَّ مِنْ رُوحِكَ رَفَعْتُ رَأْسِي فَرَأَيْتُ عَلَى قَوَائِمِ الْعَرْشِ مَكْتُوبًا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ فَعَلِمْتُ أَنَّكَ لَمْ تُضِفْ إِلَى اسْمِكَ إِلَّا أَحَبَّ الْخَلْقِ إِلَيْكَ فَقَالَ اللّٰهُ صَدَقْتَ

یا آدم اِنّہٗ لَاَحَبُّ الخلقِ اِلَیَّ اُدعُنی بِحقّہٖ فقد غفرتُ لکَ ولولا محمدٌ ما خلقتکَ ۔ ھذا حدیثٌ صحیحُ الاسناد وھو اوّلُ حدیثٍ ذکرتہٗ بعبدِ الرحمٰن بن زید ابن اسلم فی ھذا الکتاب ۔

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت آدم علیہ السلام سے خطا سرزد ہوئی۔ تو فرمایا اے میرے رب میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے معاف فرمادے۔ تو ربّ العزت نے فرمایا اے آدم علیہ السلام تو نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے پہچانا حالانکہ میں نے ابھی ان کو ظاہر نہیں فرمایا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے دربارِ خداوندی میں عرض کیا کہ اے میرے رب میں اس لیئے ان کو پہچانتا ہوں کہ جب تو نے اپنے دستِ قدرت سے مجھے پیدا فرمایا اور مجھ میں رُوح پھونکی۔ میں نے اپنا سر اُٹھایا تو میں نے عرش کے پایوں پر لکھا ہُوا دیکھا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تو میں نے سمجھ لیا کہ تو نے اپنے نام کی طرف ساری مخلوق سے زیادہ محبُوب کو منسوب فرمایا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا اے آدم تو نے سچ کہا ہے۔ بے شک محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مجھے تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہے۔ اس کی طفیل تو مجھ سے سوال کرتو میں نے تجھے بخشا۔ اور اگر محمد صلے اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں تمہیں پیدا نہ کرتا۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ یعنی اس حدیث کی سندیں سب درست ہیں۔ اور یہ پہلی حدیث ہے۔ جو میں نے عبد الرحمٰن بن زید سے اس کتاب میں بیان کی ہے۔

ان احادیث مذکورہ بالا میں مذکور ہے ربُّ العزت کا فرمان کہ اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو جنت و دوزخ نہ بناتا۔ اگر حضور نہ ہوتے تو حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا نہ فرماتا۔ اگر آپ نہ ہوتے تو آسمان و زمین کو پیدا نہ کرتا۔ تو شرط ہمیشہ مشروط سے مقدم ہوتی ہے۔ تو فرمانِ خداوندی اگر آپ نہ ہوتے ثابت ہوا کہ مصطفےٰ صلی

اللہ علیہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام سے مقدم تھے۔ جنت و دوزخ سے مقدم تھے۔ زمین و آسمان سے بھی مقدم تھے۔ یہ سب کچھ آپ کی خاطر تیار ہوا۔ جنت آپ کے لیئے آپ کے غلاموں کے لیئے۔ دوزخ آپ کے منکروں کے لیئے۔ تو ذاتِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم مذکورہ بالا احادیث کے رو سے بھی سب سے مقدم ثابت ہوئی۔

اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰہُ الْقَلَم

سوال:۔ ترمذی شریف میں مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالٰے نے قلم کو پہلے پیدا فرمایا تم کہتے ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے پیدا فرمایا غلط ہے۔ ملاحظہ ہو۔

ترمذی شریف ۲/۳۸ ﴿ اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰہُ الْقَلَمَ فَقَالَ اَکْتُبْ قَالَ مَا اَکْتُبُ قَالَ اُکْتُبِ الْقَدَرَ فَکَتَبَ مَاکَانَ وَمَا ھُوَ کَائِنٌ اِلَی الْاَبَدِ

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ فرماتے تھے بیشک اللہ تعالٰے نے پہلے قلم کو پیدا فرمایا۔ پھر قلم کو فرمایا لکھ قلم نے عرض کی یا اللہ کیا لکھوں، رب العزت نے فرمایا تقدیر لکھ۔ تو قلم نے لکھ دیا۔ جو ہوا۔ اور جو ابد تک ہونے والا تھا۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ سب سے پہلے اللہ تعالٰے نے قلم کو پیدا فرمایا۔ اس نے ہر چیز کو لکھا پھر ہر چیز پیدا ہوئی۔

محمد عمر:۔ تمہاری پیش کردہ اس حدیث شریف سے بھی فقیر کا مطلب حل ہو جاتا ہے۔ سنیئے

(۱) پہلے تو اس حدیث شریف سے تمہارا شرک ٹوٹا۔ تم کہتے ہو کہ ماکان

وَمَا یَکُوْنُ کے ذرے ذرے کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں۔ اور نہ ہی اس نے کسی کو عطا فرمایا ھے۔ اس حدیث مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے قلم کو مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ کے ذرے ذرے کا علم غیب جو اس وقت کوئی شئے موجود نہ تھی۔ اُکْتُبِ الْقَدَرَ اپنے فرمان سے عطا فرمایا۔

(۲) دوسرا مطلب یہ ثابت ہوا کہ قلم سے پہلے اگر کوئی مخلوق خداوندی نہ تھی۔ تو قلم نے پہلے مَا کَانَ یعنی جو ہو چکا تھا۔ کیا لکھا تو قلم سے پہلے زمانہ ماضی میں تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ نورِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھا۔ جس کا ذکرِ خیر لکھا گیا۔ جس پر ربّ العزت اپنا صلوٰۃ وسلام پہلے بھی بھیجتا تھا۔ ان کا ذکر پاک پہلے قلم نے لکھا۔ میرے پیارے مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریح تو ھے۔ مَا کَانَ جن کا ذکر پاک ہے۔ اور تم آپ کے سوا کسی اور کا مقدم ہونا ثابت کر دو۔

سوال:۔ شاید مَا کَانَ سے شانِ خداوندی مراد ہو۔

محمد عمر: غلط ھے اور یہ کہنا کفر ھے۔ کیونکہ ذاتِ خداوند زمانوں سے مبرّا ھے۔ اگر مَا کَانَ سے ذاتِ خداوندی لی جائے گی۔ تو خداوند (معاذاللہ) حادث ثابت ہو جائے گا۔ اور لَوْ کَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّکَلِمٰتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ کَلِمٰتُ رَبِّیْ وَلَوْجِئْنَا بِمِثْلِہٖ مَدَدًا شاھد ھے۔

پندرھویں دلیل

زرقانی ۳/۱۶۴ رواہ ابن سعد وغیرہ (کُنْتُ اَوَّلَ النَّبِیِّیْنَ فِی الْخَلْقِ) لِخَلْقِ نُوْرِہٖ قَبْلَھُمْ (وَآخِرُھُمْ فِی الْبَعْثِ) بِاِعْتِبَارِ الزَّمَانِ

روایت کیا اس کو ابن سعد وغیرہ نے نبی صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (میں پیدائش میں سب نبیوں سے پہلے تھا۔) کیونکہ آپ کا نور سب سے پہلے پیدا ہوا۔ (اور سب نبیوں کے آخر میں مبعوث ہوا ہوں) باعتبار زمانے کے۔

تو مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کے اس فرمان سے معلوم ہوا کہ آپ حضرت آدم علیہ السلام سے مقدم تھے۔

مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کے نور کا خواب حضرت آدم علیہ السلام کو

سولہویں دلیل

خصائص کبرےٰ ۱/۳۹

وَاخرج البیہقی وابن عساکر عن ابی ھریرۃ اَنّ رسُول اللّٰہ صلّے اللّٰہ علیہ وسلم قال لمّا خلَق اللّٰہ آدمَ اَراہُ بنیہ فجعل یرٰی فضائلَ بعضِھِمْ علٰی بعضٍ فرَیٰ نوُرًا ساطِعًا فی اَسفلِھِمْ فقالَ یا ربِّ مَنْ ھٰذا قال ھٰذا ابْنُکَ احمدُ وھو اَوّل وھو آخِرُ وھوَ اَوّلُ شَافِعٍ

بیہقی اور ابن عساکر نے ابو ہریرہ سے روایت کی ھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جب آدم علیہ السّلام کو اللہ تعالےٰ نے پیدا فرمایا۔ تو اپنی اولاد کو دکھایا گیا۔ پھر آپ نے بعض کے بعض پر فضائل دیکھنے شروع کیئے۔ تو نیچے ایک نُور چڑھنے والا دیکھا تو فرمایا اے میرے رب یہ کون ھے۔ رب العزّت نے فرمایا یہ تیرا بیٹا احمد ھے! وہ اول ھے اور وھی آخر ھے۔ اور وہ اول شفاعت کرنے والا ھے۔

کیوں جناب ثابت ہُوا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سے ایک نور کا ظہور آدم علیہ السّلام کو قبل از ولادت ہی دکھایا گیا۔ جن کا اسم شریف احمد و محمد مکی و مدنی مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلّم ھے۔ اب تم تعجب کرو کہ حضرت آدم علیہ السّلام کی اولاد سے نُور کیسے پیدا ہو سکتا ھے۔ یہ تعجب تو حضرت آدم علیہ السّلام کو کرنا چاھیئے تھا کہ یا اللہ میری اولاد سے نور کیسے؟ ہاں آپ ایسے مولوی نہ تھے۔ اس لیئے متعجب نہیں ہوئے۔ وہ مومن تھے اللہ تعالےٰ نے نُورِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلّم کی زیارت حضرت آدم

علیہ السلام کو کرائی تو آپ فوراً ایمان لے آئے۔ قبل از ظہور ولادت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نورِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر حضرت آدم علیہ السلام ایمان لے آئے۔ حضرت آدم علیہ السلام اپنی اولاد سے ہونے کے باوجود نور پر ایمان لے آئیں۔ اور تم ایمان نہ لاؤ تو تم اپنے باپ آدم علیہ السلام کے بھی متبع نہ رہے۔ بلکہ عاق ثابت ہوئے۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے دادا نے آپ کے نور کا خواب دیکھا

سترھویں دلیل

خصائص کبرےٰ ۱/۳۹ } اخرج ابو نعیم من طریق ابی بکر بن عبد اللہ بن ابی الجھم عن ابیہ عن جدہٖ یحدث عن عبد المطلب قال انی رأیت اللیلۃ کأن شجرۃ نبتت قد نال راسھا السماء وضرب باعضانھا المشرق والمغرب وما رایت نورًا اظھر منھا اعظم من نور الشمس سبعین ضعفا ورایت العرب والعجم ساجدین وھی تزداد کل ساعۃ عظما ونورًا وارتفاعا۔

عبد المطلب فرماتے ہیں کہ میں نے خواب دیکھا ایک پودا اُگا ہوا ہے۔ اس کا سر آسمان تک اور ٹہنیاں مشرق مغرب تک پھیلی ہوئی ہیں۔ اور ایسا ظاہر نور میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ جو ستر سورجوں یا اس سے بھی دُگنا بڑا۔ اور عرب و عجم اس کے سامنے جھکے ہوئے۔ اور بڑائی اور نورانیت اور بلندی میں وہ ہر وقت بڑھ رہا ہے۔

آپکے والد ماجد حضرت عبداللہ کی پیشانی میں آپکے نور کا چمکنا

اٹھارھویں دلیل

وقال ابو بکر محمد بن جعفر بن سھل خرائطی حدثنا

البدایہ والنھایہ ۲/۲۵۰ } علی بن حرب حدثنا محمد بن عمارہ للقرشی حدثنا مسلم بن خالد الذنجی حدثنا ابن جریج عن عطاء بن ابی رباح عن ابن عباس قال لما انطلق عبدالمطلب بابنہ عبداللہ یزوجہ ھذ مربہ علی کاھنۃ من اھل تبالہ متھودۃ قد

قرءت الکتب یقال لھا فاطمہ بنت مرالخثعمیہ فرأت نورالنبوۃ فی وجہ عبداللہ فقالت یافتی ھل لک ان تقع علی الاٰن واعطیک مأئۃ من الابل ؟ فقال عبداللہ

امّا الحرام فالممات دونہ   والحِلّ لاحِلّ فاستبینہ
فکیف امرالذی تبغینہ   یحمی الکریم عرضہ ودینہ

ثم مضی مع ابیہ فتزوجہ اٰمنۃ بنتِ وھب بن عبد مناف بن زھرۃ فاقام عندھا ثلاثًا ثمّ انّ نفسہ دعتہ الی ما دعتہُ الیہ الکاھنۃ فاتاھا فقالت ما صنعت بعدی، فاخبرھا فقالت واللہ ما انا بصاحبۃ ریبۃ ولکنی رأیت فی وجھک نورًا فاردتُ ان یکون فی وابی اللہُ الّا ان یجعلہ حیثُ اراد ثمّ انشاءت فاطمۃ تقول

انی رأیتُ مخیلۃً لمعت   فتلالات بحناتم القطر
فلمائہا نورًا یضئ لہ   ماحولہ کاضاءۃ البدر

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرمایا جب عبدالمطلب اپنے بیٹے عبداللہ کا نکاح کرنے کے لیئے چلے۔ تو حضرت عبداللہ اچانک فاطمہ عورت کے پاس سے گذرے۔ جو بہت خواندہ تھی۔ فاطمہ بنت مرالخثعمیہ نے حضرت عبداللہ کے چہرے مبارک میں نورِ نبوت دیکھا۔ تو اس نے کہا کہ اے جوان تیرا اگرارادہ میرے ساتھ ہو تو میں تمہیں سو اونٹ انعام دوں گی۔ تو حضرت عبداللہ

نے فرمایا حرام سے موت مقدم ہے۔ اگر تیرا ارادہ حلال کا ہو تو بتا دے۔ اور جو تیرا ارادہ
ہے وہ ممکن نہیں ہے۔ کیسے ہو سکتا ہے کریم اپنی پوزیشن اور دین کو داغ نہیں
لگنے دیتا۔ پھر حضرت عبداللہ اپنے والد صاحب کے ساتھ تشریف لے گئے تو آپ نے
حضرت آمنہ بنت وہب سے نکاح کرلیا۔ آپ حضرت آمنہ کے پاس تین دن
ٹھہرے پھر آپ کو خواہش ہوئی کاہنہ سے نکاح کی۔ تو اس کے پاس تشریف
لائے۔ تو کاہنہ نے کہا میری ملاقات کے بعد تو کس کے پاس گیا۔ تو آپ نے
فرمایا کہ حضرت آمنہ کے ساتھ میں نے نکاح کرلیا ہے۔ تو کاہنہ نے کہا کہ خدا کی قسم میں
نفس پرست نہیں ہوں۔ تیرے چہرے میں میں نے نور دیکھا تو میرا ارادہ ہوا کہ مجھ میں
وہ منتقل ہو جائے۔ لیکن خداوند کو منظور نہ تھا۔ جہاں اس کا ارادہ ہوا اس نے رکھ دیا۔
پھر فاطمہ نے شعر پڑھا۔ الخ

نور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ کی والدہ ماجدہ کو خواب

اُنیسویں دلیل

مستدرک ۶۰۰/۲ } اخبرنا ابوالحسن احمد بن محمد العنزی ثنا عثمان بن سعید
الدارمی قال قلت لابی الیمان حدثک ابوبکر بن ابی العنانی عن سعید
بن سوید عن العرباض بن ساریۃ السلمی قال سمعت النبیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ
یقول انی عندَاللّٰہِ فی اول الکتاب لَخَاتَمُ النَّبِیّٖنَ وَاِنَّ اٰدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِی طِینَۃٍ وَسَاُنَبِّئُکُمْ
بتاویل ذالک دعوۃ ابی ابراھیم وبشارۃ عیسٰی قومہ ورُؤیا اُمّی الَّتِیْ رَاَتْ اَنَّہٗ
خرج منہا نورٌ اَضَاءَتْ لَہٗ قُصُوْرُ الشَّامِ قَالَ نعم ھذا حدیث صحیح الاسناد شاھد
حدیث اول عرباض بن ساریہ
سلمی سے روایت ہے اس نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے

فرماتے تھے کہ بے شک میں اللہ کے نزدیک لوح محفوظ میں تمام نبیوں کا ختم کرنے والا لکھا گیا ہوں۔ اس وقت حضرت آدم علیہ السلام اپنی مٹی میں گندھ رہے تھے۔ اور اس کی حقیقت کی میں تمہیں خبر دیتا ہوں۔ کہ میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے آیا ہوں۔ اور جن کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو بشارت دی۔ اور اپنی ماں کی خواب کے موافق آیا ہوں۔ میری ماں نے خواب دیکھی کہ اس سے ایک نور نکلا ہے آپ کے ہی سبب شام کے محلات روشن ہوئے۔ فرمایا ہاں یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ اس کی شاہد حدیث اول ہے۔ اور یہی حدیث ابن کثیر نے مستند دیگر بیان کی ہے

بیسویں دلیل

البدایہ والنہایہ ۲/۲۰۲ وقال ابن اسحٰق حدثنی ثور بن یزید عن خالد بن معدان عن اصحٰب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہم قالوا لہ اخبرنا عن نفسك قال نعم دعوة ابی ابراهیم الخ

سوال: اس حدیث سے مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہونا ثابت تو ہوتا ہے لیکن یہ حدیث ضعیف نہ ہو۔ کیونکہ کئی حدیثیں ضعیف بھی ہوتی ہیں۔

محمد عمر: بھائی صاحب یہ حدیث ضعیف نہیں ہے۔ کیونکہ صاحب مستدرک حاکم الحدیث نے اس کو صحیح الاسناد لکھ دیا ہے اس کو ضعیف کہنے والے تم کون ہو۔

دوسرا جواب: علامہ یوسف نبھانی نے اس حدیث کو اپنی کتاب جواہر البحار جزو الثالث میں بیان فرمایا ہے۔ اور اس کی سندوں کے بیان کرنے والے کئی محدثین ہیں۔ مثلاً سنیئے۔

اکیسویں دلیل

جواہر البحار ۳ اخرج احمد والبزار والطبرانی والحاکم عن العرباض بن ساریہ اخیر تک اس حدیث کو پورا لکھ کر اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں قال الحافظ ابن حجر صححہ ابن حبان والحاکم

کیوں جناب اب تو محدثین کے جم غفیر نے اس حدیث نور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو صحیح کہہ دیا۔ تو اب تمہارا دل چاہے تو ایمان لاؤ یا انکار کر دو۔

بائیسویں دلیل

مستدرک الحاکم ۲/۶۰۰ } حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب ثنا احمد بن عبد الجبار ثنا یونس بن بکیر عن ابن اسحٰق قال حدثنی ثور ابن یزید عن خالد بن معدان عن اصحٰب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم انھم قالوا یا رسول اللہ اخبرنا عن نفسک فقال دعوۃ ابی ابراھیم وبشری عیسی ورأت امی حین ارضِ شام قال الحاکم خالد بن معدان من خیار التابعین صحب معاذ بن جبلٍ ضمن بعدہٖ من الصحابۃ فاذا اسند حدیثاً الی الصحابۃ فانہ صحیح الاسناد وان لم یخرجاہ۔ وقال الذھبی فی ذیل تلخیص المستدرک ہذا صحیحٌ ط

خالد بن معدان اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات کے متعلق آپ ہمیں خبر دیجئے۔ تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری ذات وہ ہے جس کے لئے میرے باپ ابراہیم علیہ السلام نے دعا فرمائی۔ اور میری ذات وہ ہے جس کی بشارت دینے والے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ اور جب میری ماں کو میرا حمل ہوا تو میری ماں نے خواب دیکھا کہ اس سے نور نکلا ہے جس سے بصریٰ روشن ہو گیا۔ اور بصریٰ شام کے علاقہ میں ہے۔ حاکم نے کہا ہے کہ خالد بن معدان پسندیدہ تابعین سے ہیں۔ انہوں نے معاذ بن جبل کی صحبت کی ہے۔ تو جب یہ خالد صحابہ کی طرف اپنی مسند کو منسوب کریں تو وہ صحیح الاسناد ہوتی ہے۔ اگرچہ صاحبین اس کو نہ بیان کریں۔ (تو یہ بھی ایسے ہی حدیث صحیح ہے) اور ذہبی نے تلخیص المستدرک میں اس حدیث کو صحیح لکھا ہے۔ سنئیے آپ کے پکے مستند وہابی کی تفسیر سے دکھا دیتا ہوں۔

تیسویں دلیل

تفسیر ابن کثیر ۴/۳۶۰

وَقَالَ احمد ایضاً حَدَّثَنَا ابو النضر حدثنا فرج بن فضالہ حدثنا لقمان بن عامر قَالَ سَمِعْتُ اَبَا اُمَامَۃَ قَالَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللہ مَا کَانَ بَدْءُ اَمْرِکَ؟ قَالَ دَعْوَۃُ اَبِی ابراھیم وَبُشْرٰی عیسٰی وَرَأَتْ اُمِّیْ اَنَّہٗ یَخْرُجُ مِنْھَا نُوْرٌ اَضَاءَتْ لَہٗ قُصُوْرُ الشَّامِ

ابو امامہ سے روایت ہے میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی رسالت کی کب سے ابتداء ہوئی؟ فرمایا اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا سے اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کی بشارت سے۔ اور میری والدہ نے خواب میں دیکھا کہ اس سے نُور نکلتا ہے۔ جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔

چوبیسویں دلیل

البدایہ والنھایہ ۲/۲۷۵

قال ابن اسحٰق حدثنی ثور ابن یزید عن خالد بن معدان عن اصحٰب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھم قالوا اخبرنا عن نفسک قال نعم انا دعوۃ ابی ابراھیم وبشرٰی عیسٰی علیہ السلام وَرَأَتْ اُمِّیْ حِیْنَ حَمَلَتْ بِیْ اَنَّہٗ خَرَجَ مِنْھَا نُوْرٌ اَضَاءَتْ لَہٗ قُصُوْرُ الشَّامِ

خالد بن معدان اصحاب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضور آپ اپنے نفس کے متعلق خبر دیجیے فرمایا ہاں میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا نتیجہ ہوں۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام کی بشارت ہوں۔ اور میری والدہ جب مجھ سے حاملہ ہوئیں تو انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ان سے ایک نُور نکلا۔ جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔

پچیسویں دلیل

دارمی شریف ۶

اخبرنا نعیم بن حماد ثنا بقیہ عن بحیر عن خالد بن معدان ثنا عبد الرحمن بن عمرو السلمی عن عقبہ بن عبد السلمی انہ حدثھم وکان من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اور دوسری سند ہدایہ میں ہے۔

چھبیسویں دلیل

مستدرک ۲/۶۱۶

حدثنا ابو الحسن احمد بن محمد العنزی ثنا عثمان بن سعید الدارمی ثنا حیوۃ بن شریح الحضرمی ثنا بقیہ بن الولید ثنا بحیر بن سعید عن خالد بن معدان عن عتبہ بن عبد السلمی ان رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وسلم کیف کان اوّل شانک یارسول اللہ حتی بلغنا امّی فقالت اَدَیْتُ اَمَانَتِیْ وَذِمَّتِیْ وَحدثتھا بالذی لقیت فلم یرعھا ذالک فقالت انی رأیت خرج مِنِّی نُوْرًا اَضَاءَتْ مِنْہُ قُصُوْرُ الشَّامِ ھٰذا حدیث صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجاہ

اب حدیث مذکورہ کی تائید آپ کے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی زبانی کرا دیتا ہوں۔

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا اقرار

فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص ۱۳۴

مسئلہ:۔ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ اور لولاک لما خلقتُ الافلاک

یہ دونوں حدیثیں صحیح ہیں یا وضعی زید ان کو وضعی بتلاتا ہے فقط بینوا توجروا

الجواب:۔ یہ حدیثیں کتب صحاح میں موجود نہیں ہیں۔ مگر شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ نے اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ کو نقل کیا ہے کہ اس کی کچھ اصل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

آپ کے نور کا ظہور اور آپ کی والدہ ماجدہ کا ارشاد

ستائیسویں دلیل

البدایہ والنہایہ ٢/٢٦٤

قال محمد بن سعد انبانا محمد بن عمر هو الواقدی حدثنا محمد بن عبد الله بن مسلم عن الزهری وقال الواقدی موسیٰ بن عبدہ عن اخیہ ومحمد بن کعب القرظی محدثنی عبد الله بن جعفر الزهری عن عمتہ ام بکر بنت المسود عن ابیها وحدثنا عبد الرحمن بن ابراهیم المزنی وزیاد بن حرج عن ابی وحدثنا معمر عن ابی نجیح عن مجاهد وحدثنا طلحہ بن عمرو عن عطاء عن ابن عباس دخل حدیث بعضهم فی حدیث بعض اِنَّ اٰمنۃ بنتِ وهب قالت لقد علقت بہ یعنی رسول الله صلّی الله علیہ وسلم فی وجدت لہ مشقۃ حتی وضعتہ فلما فصل منی خرج معہ نورٌ اضاءَ لہ ما بین المشرق والمغرب

ورقہ بن نوفل کا اقرار نور مصطفےٰ صلے الله علیہ وسلم کے متعلق

البدایہ والنہایہ ٢/٢٩٦ ٣/٣٠

وَ یظھرُ فِی البلادِ ضیاءُ نُوْرِہٖ
یقوْمُ بِہِ البریّۃ اَنْ تموُجا

شہروں میں نور کی روشنی ظاہر ہو گئی۔ جس کے سبب مخلوق قائم ہے۔ کیونکہ وہ روشنی ٹھاٹھیں مار رہی ہے۔

اٹھائیسویں دلیل

ابن عساکر ١/٢٨٦

وفی روایۃ وارایت فی النوم حین حملت بہ کانہ خرج منی نورٌ اضاءَتْ لہ قصُورُ الشّامِ ثُمَّ وَضعتہٗ

آپ کی والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ ایک روایت میں ہے میں نے خواب میں دیکھا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حاملہ ہوئی۔ گویا کہ مجھ سے نور نکلا۔ اس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔ پھر آپ کی ولادت ہوئی۔

انتیسویں دلیل

ابن عساکر ۱/۲۷ قالت انی رأیت خرج منی نور اضاءت منہ قصور الشام
آپ کی والدہ ماجدہ نے فرمایا کہ میں نے خواب دیکھا کہ مجھ سے نور نکلا اس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔

تیسویں دلیل

ابن ہشام ۱/۲۷ ان نفرا من اصحٰب النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالوا لہ یا رسول اللہ اخبرنا عن نفسک قال نعم انا دعوۃ ابی ابراھیم وبشری اخی عیسے ورأت امی حین حملت بی انہ خرج منھا نور اضاء لھا قصور الشام

اکتیسویں دلیل

ابن عساکر ۱/۲۷۲ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان امی رأت فی المنام ان الذی فی بطنھا نور

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری ماں نے خواب دیکھا کہ جو بچہ میرے پیٹ میں ہے نور ہے۔

قالت فجعلت اتبع بصری النور فجعل النور یسبق بصری حتی اضاءلی مشارق الارض ومغاربھا

آپ کی والدہ ماجدہ نے فرمایا میری آنکھ نور دیکھتی تھی۔ نور میری آنکھوں کے آگے نور سبقت کرتا تھا۔ حتی کہ میرے لئے زمین کے تمام مشارق و مغارب روشن ہو گئے۔

بتیسویں دلیل

ابن عساکر ۱/۲۷۵ } فقال ان ابی لما بنی باُمّی حملت رأت انّ نورًا خرج من جوفها

تو مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے والد ماجد نے جب میری والدہ سے نکاح کیا۔ اور میری والدہ جب حاملہ ہوئیں۔ تو دیکھا ان کے پیٹ سے نور نکلا تھے

تنتیسویں دلیل

ابن عساکر ۱/۲۸۶ } انی حملت بہ فلم اجد حملاً قط کان اخف ولا اعظم برکۃً منہ ثم رأیت نورًا کانہ شہابٌ خرج منی حین وضعتہ اضاءت لی منہ اعناق الابل ببصرٰی

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں۔ میں مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے حاملہ ہوئی تو مجھے حمل بالکل معلوم نہیں ہوا۔ آپ بہت ہلکے تھے۔ اور نہ ہی ایسی بڑی برکت کہیں سے پائی۔ پھر میں نے نور کو دیکھا۔ گویا کہ وہ ستارہ تھے جو مجھ سے نکلا جب میں نے آپ کو جنا تو مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے بصرے کے اونٹوں کی گردنیں روشن ہو گئیں۔

مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک سے نور کا ظہور

چونتیسویں دلیل

الکبرٰی بیہقی ۱/۴۲ } اخبرنا ابو حازم الحافظ انا ابو الحسن علی بن احمد نا عبد العزیز المحتسب نا ابو داؤد بن سلیمان بن خزیمۃ البخاری نا محمد بن اسماعیل البخاری نا عمر بن محمد نا ابو عبیدہ معمر بن المثنی التیمی نا ھشام بن عمرو عن ابیہ عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت کنتُ قاعدۃً اغزل و النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یخصف نعلہ فجعل جبینتہ یعرق وجعل

عرقہ یتولد نورا فبھت فنظر الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
فقال مالک یا عائشۃ بھت قلت جعل جبینک یعرق وجعل عرقک یتولد
نورا ولو راٰک ابوبکر الھزلی لعلم انک احق بشعرہ قال وما یقول ابوبکر
قالت قلت یقول

ومبرء من کل غیر حیضۃ وفساد مرضعۃ وداء مغیل

فاذا نظرت الی اسرۃ وجھہ برقت کبرق العارض المتھلل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرمایا میں بیٹھی سوت کات رہی تھی
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنا جوتا سی رہے تھے۔ اور آپ کا ماتھا مبارک پسینہ دے رہا تھا۔
پسینہ مبارک سے نور ظاہر ہوتا تھا۔ تو میں حیران ہو گئی۔ اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی
طرف دیکھا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا بات ہے عائشہ ؟ تو حیران ہے
میں نے عرض کیا حضور جناب کے ماتھے مبارک سے پسینہ ٹپک رہا ہے۔ اور پسینہ
نور پیدا کر رہا ہے۔ اگر ابو بکر ہذلی آپ کو دیکھ لے۔ تو اسے بھی معلوم ہو جائے کہ آپ
اس کے شعر کے زیادہ حقدار ہیں۔ تو آپ نے فرمایا اس نے کیا کہا ہے۔ حضرت عائشہ
صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا نے فرمایا۔ شعر

ہر بقیہ حیض کے حمل سے آپ مبرا ہیں۔ اور دایہ کی ہر تکلیف سے بھی مبرا ہیں۔
حاملہ عورت کے دودھ پلانے کے مرض سے بھی اور جب تو آپ کے ماتھے کے بلوں
کو دیکھے تو چاند کے کناروں کی طرح چمک رہے ہیں۔

اس حدیث شریف سے بھی ثابت ہوا کہ آپ کی حقیقت نوری تھی۔ کیونکہ جب پسینہ
مبارک آپ کے بدن مبارک سے نکلے تو نوری قوارے رونما ہوتے تھے جیسا کہ آپ کے
مبارک ماتھے سے پسینہ ٹپکتے ہوئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے خود دیکھا۔
صلی اللہ علیہ وعلی نور جبینہ

مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک بغلوں سے نور کا ظہور

پینتیسویں دلیل

بخاری شریف ۲/۹۳۸

قال ابو موسی الاشعری دعا النبی صلے اللہ علیہ وسلم ثُمَّ رَفَعَ یَدَیْہِ وَرَأَیْتُ بَیَاضَ اِبْطَیْہِ

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا فرمائی اور اپنے دونوں دست مبارک اٹھائے۔ اور میں نے آپ کے دونوں بغلوں کی سفیدی دیکھی۔

نتیجہ ہماری بغلوں سے بُو آئے اور بغل کا پسینہ جس کپڑے کو لگ جائے سیاہ ہو اور میرے پیارے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بغلوں سے نور چمکے۔ تو اب فیصلہ تم پر چھوڑتا ہوں

چھتیسویں دلیل

بخاری شریف ۲/۹۳۸

وَقَالَ الاُوَیْسِیُّ حدثنی محمد بن جعفر عن یحییٰ بن سعید وشریک سَمِعَا اَنَسًا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ علیہ وسلم رَفَعَ یَدَیْہِ حتی رَأَیْتُ بَیَاضَ اِبْطَیْہِ

یحییٰ بن سعید اور شریک نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سُنا۔ ان دونوں نے روایت کی نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سے آپ نے اپنے دونوں دست مبارک اُٹھائے۔ حتےٰ کہ میں نے آپ کی دونوں بغلوں کی سفیدی دیکھی۔

مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بغلوں سے روشنی کا ظاہر ہونا یہ بھی آپ کے نوری ہونے کی دلیل ہے۔

آپ کے رُخِ انور کا نور مبارک

سینتیسویں دلیل

المستدرک ۲/۶۰۵ حدثنا ابوبکر بن اسحٰق انا عبید بن عبد الواحد ثنا یحیی بن بکیر ثنا اللیث عن عقیل عن ابن شہاب عن عبد الرحمٰن

بن کعب بن مالک قال سمعت کعب بن مالک یقول لما سلمت علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قال وھو یبرق وجھہ وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اذا سر استنار وجھہ کانہ قطعۃ قمر وکان یعرف ذالک منہ

ھذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ،

عبدالرحمٰن بن کعب فرماتے ہیں کہ میں نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے سُنا فرماتے تھے جب میں نے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر السلام علیکم عرض کیا۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں تو آپ کا رُخِ انور چمکتا تھا اور جب آپ خوش ہوتے تو آپ کا چہرہ مبارک منور ہوتا گویا کہ چاند کا ٹکڑا ہے۔ اور یہ صرف حضور کی ذات سے ہی خصوصیت تھی۔ یہ حدیث صحیح ہے شیخین کی صحت کے اصول پر۔

اٹھتیسویں دلیل

مسلم شریف ۱/۹۱ حدثنا شیبان بن فروخ قال نا حماد بن سلمۃ قال نا ثابت البنانی عن انس بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اُتیتُ بالبراق فرکبتہ

(معراج کی رات) مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے لیئے براق لایا گیا تو میں اس پر سوار ہوا۔ براق ہے برق سے برق کے معنی بجلی کے تو براق (آسمانی بجلیوں کا مجموعہ) پر سواری کرنا بشر کی طاقت نہیں۔ ارضی بجلی کو انسان ہاتھ لگائے تو جان نکل جاتی ہے۔ ابر کی بجلی جس پر پڑے وہ جل کر خاک ہو جاتا ہے۔ آسمانی بجلیوں کے مجموعے کو چھونے کی بشری طاقت نہیں۔ رب العزت براق آسمانی بھیجتے ہیں۔ اور

مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم اس پر سواری کر کے آسمانوں کے اوپر تشریف لے جاتے ہیں تو یہ اس امر کی دلیل ہے کہ مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی حقیقت بشریہ نہ تھی۔ یہ حقیقت نوری کا عمل ہے۔ مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو محض لباس و اوصاف انسانی ہمارے نفع کے لیئے پہنایا گیا۔ اور والدین کے ذریعے سے پیدا کرنا صرف ہمارے فائدے کے لیئے تھا۔ ورنہ نورِ مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم انسانی لباس کا محتاج نہ تھا۔ بلکہ حقیقت و جنس انسانی اس امر کی محتاج تھی کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم انسانی ولادت سے انسانی لباس میں متشکل ہو کر تشریف لائیں۔ تاکہ آپ کے کمالاتِ نورانی بہتہ انسانی جنس انسان کو تمام نوریوں پر فائز کر دے۔

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا براق پر قابو پا کر سواری کرنا آپ کی حقیقت نوری کو ثابت کرتا ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ کا لباس انسانی بھی حقیقت نوری کی وجہ سے نور محض تھا۔ اور ہے۔ اور رہے گا۔ دوسرے انسانوں کی مثل آپ کی انسانیت بھی نہ تھی۔ بلکہ آپ کی انسانیت بھی نورانیت میں مضمن تھی۔ اور یہ آپ کے نور ہونے کی اٹھتیسویں دلیل ہے۔

اور اصول ہے کہ لوہے کو لوہا ہی کاٹتا ہے۔ اور پتھر کو پتھر مثلاً شیشے کو لوہے سے کاٹیں تو نہیں کٹ سکتا۔ پھر شیشے کے لیئے شیشے سے اعلیٰ قسم کو لیا جاتا ہے یعنی ہیرا جب شیشے کو کاٹنا مقصود ہو تو ہیرے کا ذرا سا ٹکڑا بھی اس پر پھیر دیں تو دو ٹکڑے کر دیتا ہے۔ ایسے ہی قمر منیر کو اعلیٰ قمر منیر کا اشارہ ہوا تو فوراً چاند دو ٹکڑے ہو کر نیچے گر پڑا۔ یعنی جب ابو جہل نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانی طاقت کی آزمائش کرنی چاہی تو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے چاند کو دو ٹکڑے کر کے زمین پر گرا کر رکھ دیا۔ اور رب العزت نے فرمایا۔

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ

مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارے سے چاند کا دو ٹکڑے ہونا آپ کی حقیقت بشریہ ہونے کے منافی ہے

اُنتالیسویں دلیل

بخاری شریف ۲/۷۲۱

حدثنا علی قال حدثنا سفیان قال اخبرنا ابن ابی نجیح عن مجاھد عن ابی معمر عن عبداللہ قال انشق القمر ونحن مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرقتین فقال لنا اشھدوا اشھدوا۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا چاند ٹکڑے ہوا اور ہم نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ تو مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا تم گواہ رہو تم گواہ رہو۔

چالیسویں دلیل

بخاری شریف ۲/۷۲۲

حدثنا عبد اللہ بن محمد قال حدثنا یونس بن محمد قال حدثنا شیبان عن قتادہ عن انس قال سأل اھل مکۃ ان یریھم آیۃ فاراھم انشقاق القمر۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ اہل مکہ نے سوال کیا کہ آپ ان کو کوئی نشانی دکھائیں۔ تو آپ نے ان کو چاند ٹکڑے کر کے دکھایا۔

ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اعلیٰ نور تھے۔ اور چاند آپ سے کم درجہ کا نور تھا۔ اعلیٰ نور نے ادنیٰ نور کو ٹکڑے کر کے گرا کر دکھایا۔ یہ مصطفےٰ صلی اللہ

علیہ وسلم کی طاقت حقیقت بشریہ ہونے کے منافی ہے۔ اور ثابت ہُوا کہ آپ کی حقیقت بشری نہ تھی۔ بلکہ محض نُور تھے۔ جس نے آپ کے لباس انسانی ہیئت کذائیہ کو بھی محض نور بنا دیا۔ اب تم ہیئتِ کذائیہ انسانیہ، و ولادت انسانیہ و عوارضات و اوصاف انسانیہ کو دیکھ کر آپ کی حقیقت نوری کا انکار کر دو تو قرآن و احادیث صحیحہ کے خلاف ہے۔ اور یہ نوع انسانی کی ہتک ہے۔ انسان کو اگر شرف حاصل ہُوا ہے تو محض آپ کے نوری وجود سے۔ انسان ملائکہ سے فوقیت حاصل کر چکا۔ حضرت آدم علیہ السلام کو اگر نوریوں نے سجدہ کیا تو نورِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے جو حضرت آدم علیہ السلام کے وجود میں جلوہ گر تھا۔ اسی کی وجہ تھی۔ مِنَّا صَلٰوۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَامُہٗ

احادیث متواترہ سے ثابت ہے کہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدائشی ناف بریدہ اور مختون تھے

اکتالیسویں دلیل

مستدرک ۲-۶۰۲ } وَقَدْ تَوَاتَرَتِ الْاَخْبَارُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وُلِدَ مَخْتُوْنًا وَ مَسْرُوْرًا

اور تحقیق متواترات حدیثوں سے ثابت ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ختنہ کیئے گئے اور ناف بریدہ پیدا کیے گئے۔

بیالیسویں دلیل

زرقانی ۵-۲۴۴ } وَمِنْہَا اَنَّہٗ وُلِدَ مَخْتُوْنًا مَقْطُوْعَ السُّرَّۃِ ، قَالَ الْحَاکِمُ بِہٖ تَوَاتَرَتِ الْاَخْبَارُ

اور ان احادیث متواترہ سے یہ بھی ثابت ہے کہ آپ ختنہ کیئے ہوئے ناف بریدہ پیدا ہوئے. حاکم نے کہا ہے کہ اس کی حدیثیں متواترہ ہیں۔

وَعَنِ ابنِ الجوزی لَاشَکَّ اَنَّہٗ وُلِدَ مَخْتُوْنًا .... رواہ الطبرانی وابو الصحیح وابن عساکر

اور ابن جوزی سے ہے کہ بلاشک آپ مختون پیدا ہوئے ہیں۔

عَنْ اَنَسٍ رَفَعَہٗ مِنْ کَرَامَتِیْ عَلٰی رَبِّیْ اَنِّیْ وُلِدْتُ مَخْتُوْنًا ۔

حضرت انس سے مرفوع روایت ہے کہ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے رب کی طرف سے میری کرامت ہے کہ میں پیدا کیا گیا ہوں ختنہ کیا ہوا۔

تنتالیسویں دلیل

البدایہ والنہایہ ۲/۲۶۵ وَقَالَ البیہقی انبانا ابو عبد اللہ الحافظ انا ابو بکر محمد بن احمد بن حاتم الدار بوزی حدثنا ابو عبد اللہ البوشنجی حدثنا ابو ایوب سلیمان بن سلمۃ الجنابزی حدثنا یونس بن عطا عثمان ابن ربیعہ بن زیاد بن الحارث الصدائی بمصر حدثنا الحکم بن ابان عن عکرمہ عن ابن عباس عن ابیہ العباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ قَالَ وُلِدَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَخْتُوْنًا مَسْرُوْرًا

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ختنہ کیئے ہوئے ناف کٹے ہوئے پیدا ہوئے

ثُمَّ اَوْرَدَہٗ مِنْ طَرِیْقِ محمد بن محمد بن سلیمان ھو الباغندی حدثنا عبد الرحمن بن ایوب الحمصی حدثنا موسیٰ بن ابی موسیٰ المقدسی حدثنی خالد بن سلمہ عن نافع عن ابن عمر قَالَ وُلِدَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَسْرُوْرًا مَخْتُوْنًا ۔

عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ ناف بریدہ ختنہ کیئے ہوئے پیدا ہوئے ہے۔

کیوں جناب نور مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے منکرو بتاؤ کوئی دنیا میں ایسا پیدا ہوا ہو جس کو ماں کے پیٹ میں والدہ کا گندا خون خوراک نہ ملی ہو. صرف میرے پیارے مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو والدہ ماجدہ کے شکم سے ہی ناف بریدہ پیدا ہوئے جس سے

ثابت ہوا کہ والدہ ماجدہ کے شکم مبارک میں بھی آپ کی خوراک نور ہی رہی ہے۔ والدہ کے خون کی غذائیت سے آپ مبرا ہے۔ اور پیدا ہوئے۔ مومن کے لیئے یہ آپ کے وجود نوری ہونے کا یقینی ثبوت ہے۔ اور جبلت نوری ہونے کی واضح دلیل ہے اور مختون اس لیئے کہ آپ کے نوری جسم کا ٹکڑا کاٹ کر پھینکا نہ جاسکتا تھا۔

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظاہر و باطن میں حقیقۃً نور تھے۔

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے باطن سے نور کا نکلنا

چوالیسویں دلیل

شمائل ترمذی ۳

حدثنا عبداللہ بن عبدالرحمن انا ابراھیم بن المنذر الحزامی انا عبدالعزیز ابن ثابت الزھری حدثنی اسماعیل ابن ابراھیم بن موسیٰ بن عقبہ عن موسیٰ بن عقبہ عن کریب عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افلج الثنیتین اذا تکلم رای کالنور یخرج من بین ثنایاہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کلام فرماتے تو آپ کے سامنے کے دو نو دانت مبارکوں سے نور کی طرح نکلتا دکھائی دیتا تھا۔

اس حدیث مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا کہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہر و باطن سے نور کی کرنیں نکلتی تھیں۔ جو مومنین کو منور فرماتیں۔ اور منافقین کی بیماری کو بڑھاتیں۔

پینتالیسویں دلیل

بخاری شریف ۲ ۹۳۴ و ۹۳۵

حدثنا علی بن عبداللہ قال حدثنا ابن مھدی عن سفین عن سلمۃ عن کریب عن ابن عباس قال بت عند میمونۃ فقام النبی

صلی اللہ علیہ وسلم فاتی حاجتہ فغسل وجہہ ویدیہ ثم وکان فی دعائہ اللھم اجعل لی فی قلبی نورا وفی بصری نورا وفی سمعی نورا وعن یمینی نورا وعن یساری نورا وفوقی نورا وتحتی نورا وامامی نورا وخلفی نورا واجعل لی نورا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ میں نے رات گذاری میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے تو اپنی حاجت کو آئے۔ پھر آپ نے مُنہ اور دونوں ہاتھوں کو دھویا۔ اور آپ کی دعا میں یہ مضمون ہے کہ اے اللہ میرے دل میں نُور کر دے۔ اور میری آنکھوں میں نور کر دے۔ اور میرے کانوں میں نُور کر دے۔ اور میرے دائیں نُور کر دے اور میرے بائیں نور کر دے۔ اور میرے اُوپر نور کر دے اور میرے نیچے نور کر دے۔ اور میرے آگے نور کر دے۔ اور میرے پیچھے نُور کر دے۔ اور میرے لئے نور بنا دے۔

چھیالیسویں دلیل

ابوداؤد ۱/۱۹۸/۱۹۹ حدثنا محمد بن عیسٰی نا ھشیم انا حصین عن حبیب بن ثابت عن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس عن ابیہ عن ابن عباس انہ رقد عند النبی صلے اللہ علیہ وسلم فراٰہ استیقظ فتسوک وتوضوء وھو یقول اللھم اجعل لی فی قلبی نورا واجعل لی فی لسانی نورا واجعل لی فی سمعی نورا واجعل لی فی بصری نورا واجعل خلفی نورا وامامی نورا واجعل من فوقی نورا ومن تحتی نورا اللھم واعظم لی نورا

عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے روایت ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سویا تو آپ کو دیکھا کہ آپ بیدار ہوئے تو آپ نے مسواک کیا اور وضو کیا۔ اور اپنے نوافل پڑھ کر دعا فرمائی۔ اور آپ فرماتے تھے۔ اے اللہ میرے دل میں نُور کر دے۔ اور میری زبان پر نور کر دے۔ اور میرے کانوں میں

نور کردے۔ اور میری آنکھوں میں نور کردے۔ اور میرے پیچھے نور کردے۔ اور میرے آگے نور کردے اور میرے اوپر نور کردے اور میرے نیچے نور کردے۔ اے اللہ اور میرے لیئے نور زیادہ کردے۔

سنتالیسویں دلیل

مسلم شریف ۱/۲۶۰ } حدثنی عبد اللہ بن ھاشم بن حیان العبدی قال نا عبد الرحمن یعنی ابن المھدی قال نا سفین عن سلمۃ بن کھیل عن کریب عن ابن عباس قام النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان فی دعاءہ اللھم اجعل فی قلبی نورا وفی بصری نورا وفی سمعی نورا وعن یمینی نورا وعن یساری نورا وفوقی نورا وتحتی نورا وامامی نورا وخلفی نورا واعظم لی نورا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہا۔ آپ رات کو اٹھے نوافل ادا کیے اور آپ کی دعا میں یہ الفاظ بھی تھے اے اللہ میرے دل میں نور کردے۔ اور میری آنکھوں میں نور کردے۔ اور میرے کانوں میں نور کردے اور میرے دائیں نور کردے اور میرے بائیں نور کردے۔ اور میرے اوپر نور کردے۔ اور میرے نیچے نور کردے اور میرے آگے نور کردے۔ اور میرے پیچھے نور کردے۔ اور میرے لیئے نور زیادہ کردے۔

اڑتالیسویں دلیل

مسلم شریف ۱/۲۶۰ } حدثنا محمد بن بشار قال نا محمد وھو ابن جعفر قال نا شعبۃ عن سلمۃ عن کریب عن ابن عباس قال بت فی بیت خالتی میمونۃ فبقیت کیف یصلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلی فجعل یقول فی صلوتہ او فی سجودہ اللھم اجعل لی فی قلبی نورا وفی سمعی نورا وفی بصری نورا وعن یمینی نورا وعن شمالی نورا وفوقی نورا وتحتی نورا واجعل لی نورا وقال واجعلنی نورا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہا انہوں نے میں نے اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس رات گذاری۔ اور دیکھتا رہا کہ آپ کیسے نماز پڑھتے ہیں۔ پھر آپ نے نماز پڑھی۔ تو آپ اپنی نماز میں فرماتے تھے یا سجدے میں فرماتے تھے اے اللہ میرے دل میں نور کر دے اور میرے کانوں میں نور کر دے اور میری آنکھوں میں نور کر دے اور میرے دائیں نور کر دے اور میرے بائیں نور کر دے اور میرے آگے نور کر دے اور میرے پیچھے نور کر دے۔ اور میرے اوپر نور کر دے۔ میرے نیچے نور کر دے اور میرے لیئے نور کر دے اور فرمایا مجھے نور بنا دے۔

اُنچاسویں دلیل

مسلم شریف $\frac{1}{261}$ وحدثنا اسحٰق بن منصور قال انا النصر بن شمیل قال انا شعبہ قال نا سلمۃ بن کھیل عن بکیر عن کریب عن ابن عباس قال سلمۃ فلقیت کریبا فقال قال ابن عباس کنت عند خالتی میمونۃ فجاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم ذکر بمثل حدیث غندر وقال واجعلنی نورا ولم یشک۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہا سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ میں نے کریب سے ملاقات کی تو اس نے کہا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ میں اپنی خالہ میمونہ کے پاس تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ تو اس نے غندر کی حدیث کی مثل ذکر کیا۔ اور فرمایا اور مجھے نور بنا دے۔ اور اس نے شک نہیں کیا۔

ہر نبی مستجاب الدعوات ہوتا ہے۔ تو آپ نے دعا فرمائی کہ یا اللہ میرے عضو اور بدن کے ہر ذرے کو نور کر دے۔ تو کیا مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا اللہ تعالیٰ نے منظور فرمائی یا نہ۔ تو رب کریم نے آپ کی دعا کو منظور فرماتے ہوئے فرمایا۔ قد جاءکم من اللہ نور کہ ضرور اللہ کی طرف سے تمہارے پاس نور آیا! اور سراجاً منیراً بھی فرمایا جس سے ثابت ہوا کہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا رب کریم نے منظور فرمائی۔

سوال:۔ مولوی صاحب جب تمہارا عقیدہ ھے کہ حضور پیدائشی نور ہیں تو آپ کو نور مانگنے کی ضرورت ھی کیا تھی۔

محمد عمر:۔ جناب جب تم نماز میں کھڑے ہوتے ہو دربار خداوندی میں تو اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کیوں کہتے ہو۔ جب دربارِ خداوندی میں کھڑے ہوتے ہو اس سے زیادہ اور کیا صراطِ مستقیم ھے۔ ثابت ہوا کہ فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرَاتِ کے قانون سے نیکی اور اچھی شے جتنی زیادہ طلب کی جائے صحیح ھے۔ اور زیادتی مانگنے سے پہلی کی نفی نہیں ہوجاتی

دوسرا جواب:۔ جو شے پہلے موجود ہو اور اس کا لطف اُٹھایا ہو تو اس کی خواہش زیادہ ہوتی ھے۔ تو اسی بنا پر میرے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ پہلے حقیقی نور تھے۔ اور صفات انسانی میں تشریف لائے۔ تو رب العزت سے درخواست فرماتے ہیں کہ یا اللہ میرے صفات انسانی اور اعضائے انسانی کو بھی نور بنادے تو آپ کی انسانیت پر آپ کی حقیقت نوری ایسی غالب ہوئی کہ بلکی نور سے بھی آپ کی حقیقت وصفات متجاوز ہوئے۔ جب سے آپ مع صفات انسانی لامکاں پر تشریف لے گئے۔ جو کسی نوری فرشتے کو بھی طاقت نہیں۔ تو یہ قدر ومنزلت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوئی۔ اور مکانی باشندے کا لامکان کا مکین ہونا عقلاً محال ھے۔ لیکن مشاھدے نے صحیح ثابت کردکھایا۔ تو اِن اَحادیث مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی آپ کے ہر عضوے اور ہر بال بال کا نوری ہونا ثابت ہوگیا

دوسرا جواب ان احادیث مذکورہ بالا سے یہ بھی ثابت ہوگیا جو تمہارا دعویٰ تھا کہ نور کا کبھی انسانی اوصاف میں ہونا ممکن ہی نہیں۔ تو اگر واقعی ایسے ہی ہوتا۔ جیسا کہ تمہارا دعویٰ ھے۔ کہ نور شکل انسانی میں نہیں پیدا ہوسکتا۔ یا انسان کبھی نور نہیں بن سکتا۔ تو آپ کو یہ دُعا فرمانے کی ضرورت ھی کیا تھی۔ کیونکہ جب ممکن ھی نہیں تو دُعا کیوں فرمائی۔ تو آپ کا یہ دُعا فرمانا ثابت کرتا ھے کہ اللہ تعالےٰ انسان کو نور یا نور کے اوصاف انسان کو دے سکتا ھے۔

دلائل نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم از قرآن شریف

مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کی دلیل اوّل قرآن مجید سے

احزاب ۲۲/۶ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا وَّ دَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِیْرًا

اے ہر وقت ہر ذرے ذرے کے غیبی خبردار بیشک ہم نے آپ کو بھیجا ہے حاضر وناظر اور مبارک دینے والا اور ڈرانے والا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا اور چراغ روشنی کرنے والا یا سورج نور دینے والا۔

سائل :- مولوی صاحب نبی کے معنیٰ ہر وقت غیبی خبردار تم نے معنیٰ صحیح نہیں کئے نبی کے معنیٰ صرف خبر رکھنے والے کے ہیں

محمد عمر نبی صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔ اور صفت مشبہ دوام پر دلالت کرتا ہے اگر ایک دم کے لیئے بھی صفت مشبہ سے فعل کا خلو ہو جائے تو صفت مشبہ نہ رہے گا۔ بلکہ اسم فاعل یا مفعول کے معنیٰ ہو جائینگے اس اعتبار سے صیغہ نبی کے معنی ہونگے ہر وقت خبر رکھنے والا۔ کس کی؟ جس کا نبی ہے۔ نبی ہیں خدا کے تو خدا کی ہر وقت خبر رکھنے والے کو نبی کہا جائیگا۔ اور خدا غیب ہے اس لیئے ہر وقت خبردار تسلیم کیا جاوے گا۔ تو معنی درست ہونگے۔ کتنی خبر؟ جہاں تک نبوۃ کی حد ہے! تو مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم للعالمین نذیرا ہیں۔ اس لیئے عالمین کے ذرے ذرے کے نبی ہونگے تو معنی درست ہونگے۔ تو نبی کے معنی واضح ہو گئے۔ ہر وقت ہر ذرے ذرے کی خبر رکھنے والا۔

سائل :- مولوی صاحب شاہد کے معنی حاضر وناظر کے تم نے غلط کئے ہیں

معنی گواہ کے ہوتے ہیں۔

محمد عمر بھائی جو شخص حاضر ہوگا وہ اگر آنکھوں والا ہے تو ناظر بھی ضرور ہوگا۔ اور شاہد کے معنی حاضر کے ہوتے ہیں۔

سائل: ہم نے تو آج تک کسی سے یہ معنی نہیں سُنے پہلی دفعہ تم سے ہی سُنے ہیں۔ علمی قابلیّت تو مجھے نہیں۔ کسی آسان طریقہ سے سمجھا دو۔

محمد عمر: جناب بڑی آسانی سے سمجھ جاؤ گے ذرا بڑے کی دعا جنازہ پڑھیئے۔

سائل: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا

محمد عمر: بس بس جناب مسئلہ حل ہو گیا۔ اب تم نے جو پڑھا ہے۔ شَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا اس کے کیا معنی کرو گے۔

سائل: مسئلہ حل ہو گیا۔

محمد عمر: نہیں نہیں ذرا ترجمہ تو کرو تمہیں تو سمجھ آگیا۔ کوئی دوسرا ہی سُن کر سمجھ لے گا۔

سائل: شَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا کے معنی تو یہی ہوں گے۔ کہ اے اللہ ہمارے حاضر کو بخش لے اور غائب کو بخش۔ یہاں تو شاہد کے معنی سوائے حاضر کے اور کوئی ہو ہی نہیں سکتے۔ اب تک ہمارے مولویوں نے تو ہمارے ذہن میں یہی جما رکھا تھا کہ شاہد کے معنی حاضر کے کرنا غلط ہے لیکن آج معلوم ہوا کہ شاہد کے معنی حاضر کے ہوتے ہیں۔

سائل: کیا قرآن مجید میں بھی شاہد کے معنی حاضر کے کہیں ہیں؟

محمد عمر: ہاں قرآن پاک سے بھی عرض کر دیتا ہوں۔

شاہد قرآن کریم سے

ہود	۱۲/۹	ذَالِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ لَّهُ النَّاسُ وَذَالِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ یہ ایسا دن ہے اس میں لوگ اکٹھے کئے جائیں گے اور یہ دن ہے

حاضر کیا گیا۔ شاہد اسم فاعل ہے۔ اس باب کا اسم مفعول مشہود ہے۔ جس کے معنی ہیں حاضر کیا گیا۔ جب مشہود کے معنی حاضر کیے گئے ہیں جو صیغہ اسم مفعول ہے تو شاہد اسم فاعل کے معنی حاضر ہونے والے کے ضرور ہوئے۔

شاہد و مشہود کے معنی

بروج ۳۰/۱ } وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قسم ہے حاضر ہونے والے کی اور قسم ہے ان کی جو حاضر کیے گئے۔

شاھد کے معنی تفاسیر سے

ابن جریر ۳۰/۲۷ } حدثنا ابن حمید قال ثنا یحیی بن واضح قال ثنا الحسین عن یزید بن عکرمۃ فی قولہ وشاھدٍ ومشھودٍ قال الشاھد محمدٌ والمشھود یوم الجمعۃ فذالک قولہ فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشھیدٍ وجئنا بک علی ھؤلاء شھیدا

یزید بن عکرمہ سے روایت ہے اللہ کے فرمان وشاہد ومشہود فرمایا حاضر ہونے والے شاہد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور مشہود جمعہ کا دن۔ پھر یہ اللہ کا فرمان تو کس طرح حال ہو گا جب ہر امت سے ہم گواہ لائیں گے۔ اور حضور آپ کو ان تمام پر گواہ لائیں گے۔

ابن جریر ۳۰/۱۷ } حدثنا ابو کریب قال ثنا وکیع عن شعبۃ عن علی بن یوسف عن الکد عن ابن عباس قال الشاھد محمد والمشھود یوم القیامۃ ثم

ابن کثیر ۴/۴۹۲ } قرء ذالک یوم مجموعٌ لہ الناس وذالک یوم مشھودٌ ط

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا حاضر ہونے والے محمد ہیں اور مشہود قیامت کا دن پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔ یہ ہے جس دن کے لیئے لوگ جمع ہونگے اور یہی ہے دن حاضری کا۔

ابن جریر ۳۰/۱۷ } حدثنا ابن حمید قال ثنا مھران عن سفیان عن جابر عن ابی الضحی

عن الحسن بن علی قال الشاھد محمد والمشھود یوم القیامۃ

حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا حاضر ہونے والے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور مشہود قیامت کا دن ہے۔

شاھد کے معنی لغت سے:

مفردات راغب ۲۹۹ | اَلشُّھُوْدُ وَالشَّھَادَۃُ اَلْحُضُوْرُ مَعَ الْمُشَاھَدَۃِ بِالْبَصَرِ اَوْ بِالْبَصِیْرَۃِ وَقَدْ یُقَالُ لِلْحُضُوْرِ مُفْرَدًا قَالَ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ لٰکِنِ الشُّھُوْدُ بِالْحُضُوْرِ الْمُجَرَّدِ اَوْلٰی وَالشَّھَادَۃُ مَعَ الْمُشَاھَدَۃِ اَوْلٰی

شہود اور شہادت کے معنی حاضر ہونا مشاہدے کے ساتھ بصر کے ساتھ یا بصیرت کے ساتھ اور کبھی صرف حاضر کے لیئے بولا جاتا ہے اللہ تعالےٰ نے فرمایا عالم الغیب والشھادۃ جس کے معنی ہیں غیب اور حاضر جاننے والا ہے لیکن شہود صرف حضور کے معنی کے ساتھ بہت بہتر ہے۔ اور شہادت مشاہدہ کے ساتھ بہتر ہے۔

امید ہے کہ انشاء اللہ العزیز اس مسئلے کی سمجھ تمہیں جلد ھی آگئی ہو گی انشاء اللہ العزیز مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی سمجھ آجائیگی۔

اس آیۃ کریمہ میں رب العزت نے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرما کر چند امتیازی خطابات ارشاد فرمائے۔

(۱) یا ایھا النبی اے ہر وقت ہر ذرّے ذرّے کی خبر رکھنے والے۔

(۲) انا ارسلنٰک آپ نبی اللہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھیجا۔ خود اپنی طرف اسے دعوے فرمایا۔

(۳) اللہ تعالےٰ نے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر بنا کر بھیجا۔ مطلقاً شاھد فرمایا تاکہ

سب مخلوق کے لیئے آپ حاضر ثابت ہو جائیں۔

(۴) آپ مبشر ہیں جس کو مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم مبارک دے دیں۔ وہ جنتی ہے ورنہ نہیں۔

(۵) آپ نذیر ہیں جس کو آپ جہنم کی نذرات سُنا دیں۔ وہ جہنمی ہی ہو گا۔ کبھی جنت میں نہیں جا سکتا۔

(۶) آپ اللہ کی طرف بلانے والے ہیں۔ آپ کے بغیر کوئی خداوند تعالےٰ تک پہنچ نہیں سکتا۔

(۷) آپ نور دینے والے سورج ہیں۔

خداوند کریم نے ان سات خطابات سے اوّل شاھد فرمایا اور آخیر سِرَاجًا مُّنِیْرًا فرمایا۔ تاکہ ثابت ہو جائے کہ نور کے آگے کوئی چیز چھپی نہیں رہتی۔ آپ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ نورانی سورج ہیں۔ اور ہیں بھی مطلق سراج منیر عالمین کے لیئے لہٰذا آپ کے لیئے عالمین کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ یہ دونوں خطابات شاھد اور سراجاً منیرا کا رب العزت نے کسی اور نبی علیہ السلام کو عطا نہیں فرمایا۔ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو رب العزت نے سراجا منیرا کا خطاب فرما کر آپ کی ذات کو نوری ثابت کر دیا۔ اس صراحۃ النص کا جو شخص انکار کرے وہ ایمان سے خالی ہے منکر قرآن ہے منکر مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ رب العزت نے سراجا منیرا کا خطاب کر کے کئی رازوں کا اظہار فرما دیا۔

(۱) سراجا منیرا کے ایک معنیٰ چراغ بھی ہیں۔ چراغ سے دوسرے بھی نور حاصل کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حاصل کیا۔ اور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ میرے اصحابی ستاروں کی طرح منور ہیں۔

(۲) چراغ چونکہ صرف رات کو ہی روشن کیا جاتا ہے۔ رب العزت نے سراجا کے ساتھ صفت منیر کی فرما دی کہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے چراغ ہیں جو ہر وقت منیر ہیں۔ آپ کا نور ہر ایک ہر وقت روشن ہے کسی وقت بجھتا ہی نہیں۔ جس نور کو خداوند کریم نے سراجا منیرا فرما کر روشن کر دیا اب اگر کوئی شخص بجھانے کی کوشش کرے تو ایسے لوگوں کو خداوند تعالےٰ نے چیلنج دیا کہ یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ

یہ نور اللہ کو جو سِرَاجًا مُّنِيرًا ہے محض زبانی بجھانا چاہتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے۔ گو کفار منکرین نور کو بُرا ہی منا دیں۔

(۳) چراغ سے ہر کہ مہ فائدہ اٹھا سکتا ہے اس لیے آپ کے نور ذاتی کو سراج منیر فرمایا تاکہ ثابت ہو جائے کہ آپ کا نور مبارک چراغ کی طرح عام ہے۔ جس سے عالمین فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

(۴) سِرَاجًا مُّنِيرًا اس لیے فرمایا کہ چراغ ہر طرف روشنی دیتا ہے۔ لیکن چراغ کے نیچے اندھیرا ہوتا ہے۔ چونکہ نجدی آپ کے تلے آپ کے نور پاک کا منکر ہو کر اندھیرے میں رہا۔ اس لیے ربّ العزت نے سراجًا منیرا فرمایا کہ میرے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سراجًا منیرا عالمین کو منور فرما دیں گے لیکن اُن کے تلے نجدی آپ کے نور سے محروم رہے گا۔ باوجود نجدی ہونے کے محرومِ نور ہے۔ اس لیے منکر بھی ہے۔ اسی لیے آپ نے بھی فرمایا۔ هُنَالِكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ ۔ رب کریم جس کا کرم ہر مخلوق پر ہے لیکن شیطان محروم ہے۔ تو قرن الشیطان نور اللہ سے کیسے روشنی حاصل کر سکتا ہے۔ اور کیسے قائل ہو سکتا ہے۔

(۵) چراغ کی پرواز چونکہ بلندی کی طرف ہوتا ہے۔ اور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی داعی الی اللہ ہیں۔ تو ربّ العزت نے سراجًا منیرا فرما کر داعی الی اللہ ہونے کا ثبوت دیا۔

قرآن کریم میں سراج سورج کو فرمایا

اور قرآن کریم میں سراج سورج کو بھی ربّ العزت نے فرمایا ہے مثلاً سورۃ نوح میں ہے۔
وَجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا اور بنایا اللہ تعالیٰ نے سورج کو سراج یعنی روشنی دینے والا
سورہ عم میں فرمایا وَجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا اور بنایا ہم نے چراغ روشن یعنی سورج کو۔

کُتب لغت سے

مفرداتِ راغب ۲۲۸ پر اَلسِّرَاجُ الزَّاهِرُ مِنْ فَتِيلَةٍ وَّدُهْنٍ وَّيُعَبَّرُ بِہٖ

عن کل مضیٔ قال وَجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا وَّهَّاجًا یعنی الشمس

جو شے تیل اور بتی سے روشن ہونے والی ہو اس کو سراج کہتے ہیں۔ اور ہر روشنی دینے والی شے پر بھی سراج استعمال کیا جاتا ہے۔ (قرآن کریم کی مثال) وَجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا وَّهَّاجًا یعنی سورج۔

توجب ہر روشن کرنے والی شے پر سراج بولا گیا۔ تو مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی زبان خداوندی کے سراج کے استعمال سے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مضی ہونا ثابت ہو گیا نتیجہ یہ نکلا کہ جیسا کہ چڑھے ہوئے سورج کے منکر پر لوگ انگشت نمائی کریں اور زبان کشائی کریں۔ ویسے ہی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کے منکر کو قیاس کر لیا جاوے۔ کیونکہ سورج کو رب العزت نے سراج فرمایا تو اس کا نور مسلّم اور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو رب العزت نے سراج فرمایا تو نور ہونا انہیں محال معلوم ہو۔ تو اس تقابل قرآنی کے نور ہونے میں تو کسر باقی نہیں باقی منکر قرآن ضرور کہلا دے گا۔

سراجاً منیرا کی شرح حدیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے

المستدرک ۲/۴۱۸ } حدثنی محمد بن صالح بن هانی ثنا ابو سهل بشر بن سهل اللباد ثنا عبد الله بن صالح المصری حدثنی معاویة بن صالح عن سعید بن سوید عن عبد الاعلی بن هلال عن عرباض بن ساریة رضی اللہ عنہ صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول انی عبد اللہ وخاتم النبیین و ابی منجدل فی طینتہ وسأخبرکم عن ذٰلک انا دعوۃ ابی ابراهیم وبشارۃ عیسی ورؤیا امی امنۃ التی رأت وکذالک امهات النبیین یرین وان ام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأت حین وضعته له نورا اضاءت لها قصور الشام ثم تلا یایها النبی انا ارسلناک شاهدا ومبشرا ونذیرا وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا۔ هذا حدیث

صحیحُ الاسنادِ وَلَمْ یخرجاہُ

عرباض ابن ساریہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھی سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا حضور فرماتے تھے میں اللہ کا بندہ ہُوں۔ اور تمام نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں۔ اس وقت ابھی میرے باپ حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی گوندھی جا رہی تھی۔ اور میں تمہیں خبر دیتا ہُوں اس سے کہ میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا نتیجہ ہُوں۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت کا نتیجہ ہُوں۔ اور اپنی والدہ ماجدہ کی خواب کا مضمون ہُوں۔ جو اس نے دیکھی۔ اور اس طرح تمام انبیاء علیہم السلام کی والدات نے میرے متعلق خوابیں دیکھیں۔ اور بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ نے خواب دیکھا آپ کی ولادت کے وقت کہ ان کے لیئے ایک نور چمکا۔ جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔

یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا ط

اے ہر وقت غیب کی خبر رکھنے والے ہم نے ضرور آپ کو حاضر بنا کر بھیجا اور ڈرانے والا اور اس کے اذن سے اللہ کی طرف بلانے والا۔ اور سورج یا چراغ روشنی کرنے والا۔

سوال:۔ چراغ چونکہ راستے دکھاتا ہے۔ اس لیئے چراغ سے تشبیہ دی گئی ہے آپ کی ذات کا نور ہونا مراد نہیں۔

محمد عمرؒ: سبحان اللہ جناب اگر چراغ کی ذات روشن نہ ہو تو وہ دوسرے کے لیئے کیسے مشعل راہ بن سکتا ہے۔ ایسے ہی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم مشعل راہ تب ہی بن سکتے ہیں اور سراجاً منیرا کے تب ہی مصداق بن سکتے ہیں جب آپ کی ذات نور ہو ورنہ نہیں۔

سوال:۔ صحابہ کرام نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہدایت صرف طلب فرمائی ہے

جیسے چراغ سے روشنی حاصل کرلی جاتی ہے۔ ایسے ہی اگر آپ ذاتی نور رکھتے تو جسمانی
نور سے کسی کو روشنی والا نور بھی حاصل ہونا چاہیئے تھا۔

محمد عمر: مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمانی نور کے ساتھ لاٹھی مس ہوئی تو
آپ کے نور پاک سے لکڑی میں بھی روشنی آگئی۔

مشکوٰۃ شریف ۵۴۴ حضرت انس سے روایت ہے کہ اسید بن حضیر اور عباد بن بشیر نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے دربار سے رات کو باہر نکلے اندھیرا سخت تھا
وَبِيَدِ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا عُصَيَّةٌ فَاَضَاءَتْ عَصَا اَحَدِهِمَا لَهُمَا حَتّٰى مَشَيَا
فِيْ ضَوْءِهَا حَتّٰى اِذَا افْتَرَقَتْ بِهِمَا الطَّرِيْقُ اَضَاءَتْ لِلْاٰخَرِ عَصَاهُ
اور دونوں کے ہاتھ میں لاٹھیاں تھیں۔ تو دونوں سے ایک کی لاٹھی روشن ہوگئی حتٰی
کہ وہ اس کی روشنی میں چلے۔ جب میرے پیارے مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن پاک سے لکڑی مس
کرے تو روشن ہو جائے۔ ثابت ہوا کہ لکڑی نے نور مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلیم کرلیا۔ اور
نور حاصل کرلیا۔ اگر انسان آپ کے نور کو تسلیم نہ کرے اور نور نہ حاصل کرے تو اس کی
بدقسمتی ہے۔ کیا یہاں نور محض نے نور عطا فرمایا۔ اور لاٹھی کو منور کردیا۔ یا نور ہدایت مراد
ہے۔ کچھ خدا کا خوف کرو۔ آپ سے نور ہدایت اور نور ذاتی تقسیم ہو رہا ہے۔

(۲) حضرت ابوبکر صدیق غار ثور میں تشریف لے گئے۔ تو آپ کے پاس کونسی روشنی
تھی۔ نور محض مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک کے ساتھ بدن لگنے سے آپکے
بدن میں روشنی تھی۔ جس سے غار روشن ہوگئی۔

(۳) عثمان کو ذوالنورین کیوں کہتے ہو؟
حضرت فاطمہ کو حیض نہ آتا تھا۔ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو احتلام نہ ہوتا تھا
آپ کا مسجدوں میں دخول عین طہارت۔

۳/۲۹۱ جنابت عدم جنابت مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم میں یکساں تھی۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حقیقۃً نور ہیں قرآن کریم سے

نور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری دلیل قرآن کریم سے

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۙ

مائدہ ۶/۳ } ضرور تشریف لایا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور کتاب بیان کرنے والی۔

اللہ تعالےٰ رب العزت نے اس آیۃ کریمہ میں اپنی طرف سے دو چیزوں کے آنے کا ذکر فرمایا۔ پہلے نور کا اور بعد ازاں کتاب بیان کرنے والی۔ کتاب سے مراد قرآن شریف ہے اور جو قرآن شریف سے پہلے جسے دنیا میں تقدم حاصل ہے وہ نور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی ہیں۔ اللہ جل شانہ نے اس آیۃ کریمہ میں مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور محض فرمایا۔ جس سے ثابت ہوا کہ آپ حقیقۃً نور بھی ہیں صرف اوصاف انسانی رکھتے ہیں۔

سوال: نور سے مراد تم نے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے لے لیا۔

محمد عمر } ہر لفظ کے مطلب کو اس کا قرینہ ثابت کرتا ہے۔ نور سے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مراد لینا اس کا قرینہ اس عبارت کے ماقبل موجود ہے ملاحظہ ہو

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۬ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۙ

اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارا رسول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لایا۔ تاکہ جو کچھ تم چھپاتے تھے اس کو تمہارے لیئے ظاہر فرما دیں اور بہت سے گناہ تمہارے معاف فرما دیتا ہے۔ ضرور تشریف لایا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور کتاب بیان کرنے والی۔

تو قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ کا عطف چونکہ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا پر ہے۔ اس لیئے یہ جملہ ماقبل ثابت کرتا ہے کہ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ میں جو جَآءَ کا فعل ہے۔ اس کا فاعل

نور ہے۔ اور لفظ نور کے تعیّن میں ابہام تھا۔ تو ربّ العزت نے اس ابہام کو دُور کرنے کے لئے پہلے قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا مقدم فرما دیا۔ تاکہ جو فاعل پہلے جَآءَ کا ہے وہ دوسرے فعل جَآءَ کے فاعل کا ابہام دُور کر دے۔ جس جملے جَآءَ پر اس کا عطف ہے۔ جب اس جَآءَ کا فاعل رَسُوْلُنَا ہے۔ تو دوسرے جملے مابعد والے سے بھی ثابت ہوا کہ اس جَآءَ کا فاعل جو نور ہے اس سے مراد بھی رَسُوْلُنَا ہے۔

سَوال :۔ یہاں نور سے مراد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کسی مفسّر نے بھی لیا ہے۔ یا تمہاری اختراع ہے؟

محمد عمر :۔ آیئے متقدمین کی تفاسیر سے بھی تمہاری تسلّی کرا دیتا ہوں۔ پھر تمہارا کام باقی رہا۔ ایمان لانا یا نہ لانا۔

متقدمین مفسرین کا عقیدہ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ کے متعلق

(۱) تفسیر ابن جریر للطبری ۶/۹۲ } قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ يعنی جَلَّ ثَنَاءُهٗ لِهٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ خَاطَبَهُمْ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ اَهْلَ التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ مِنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ يَعْنِيْ بِالنُّوْرِ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِیْ اَنَارَ اللّٰهُ بِهِ الْحَقَّ وَاَظْهَرَ بِهِ الْاِسْلَامَ وَمَحَقَ بِهِ الشِّرْكَ فَهُوَ نُوْرٌ لِّمَنِ اسْتَنَارَ بِهٖ يُبَيِّنُ الْحَقَّ۔

اللہ جل شانہ مراد لیتا ہے۔ جن کو اہل کتاب سے خطاب فرماتا ہے کہ ضرور آیا تمہارے پاس اہل تورات وانجیل اللہ کی طرف سے نور اور کتاب بیان کرنے والی۔ اللہ تعالیٰ نور سے مراد لیتا ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جس سے اس نے حق کو روشن فرمایا۔ اور آپ کے ساتھ ہی اسلام کو غلبہ دیا۔ اور آپ کی تشریف آوری سے ہی اسلام غالب ہوا۔ اور آپ کے سبب سے شرک مٹایا گیا۔ تو آپ نور ہیں جن کے ساتھ روشنی ہوئی۔ حق ظاہر ہوا۔

(۲) تفسیر خازن ۲/۲۳ } قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ

يَعْنِي مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمَّاهُ اللّٰهُ نُوْرًا لِاَنَّهٗ يُهْتَدٰى بِهٖ كَمَا يُهْتَدٰى بِالنُّوْرِ فِي الظَّلَامِ

ضرور اللہ کی طرف سے نور تشریف لایا یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور کوئی بات نہیں اللہ تعالےٰ نے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم شریف نور اس لیئے رکھا۔ کیونکہ آپ کے ساتھ ہدایت لی جاتی ھے۔ جیساکہ نور کے ساتھ ہدایت پائی جاتی ھے اندھیروں میں۔

(۳) تفسیر معالم التنزیل ۲/۲۳ } قَدْ جَآءَ كُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ
يَعْنِي مُحَمَّدً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(۴) تفسیر بیضاوی ۲/۹۲ } قَدْ جَآءَ كُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ يُرِيْدُ بِالنُّوْرِ مُحَمَّدًا
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(۵) تفسیر کبیر ۳/۵۶۶ } قَدْ جَآءَ كُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ اِنَّ الْمُرَادَ بِالنُّوْرِ
مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِالْكِتٰبِ الْقُرْاٰنُ

نور سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور کتاب سے مراد قرآن مجید ھے۔

تفسیر جلالین ۷۷ } قَدْ جَآءَ كُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ هُوَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
نور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۷) تفسیر صاوی ۱/۲۷۵ الشیخ احمد الصاوی المالکی } قَدْ جَآءَ كُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ هُوَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا سُمِّيَ
نُوْرًا لِاَنَّهٗ يُنَوِّرُ الْبَصَائِرَ وَيَهْدِيْهَا لِلرَّشَادِ وَلِاَنَّهٗ
اَصْلُ كُلِّ نُوْرٍ حِسِّيٍّ وَّمَعْنَوِيٍّ ۔

نور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یعنی آپ کا اسم شریف نور اس لیے رکھا گیا کہ آپ بصائر کو روشن فرماتے ہیں۔ اور ان کو ارشاد کر کے ہدایت دیتے ہیں۔ اور دوسری وجہ آپ کو نور کہنے کی یہ ھے کہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہر حسی اور معنوی نور کا اصل ہیں۔

لہٰذا اس آیت کریمہ سے ثابت ھوا کہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم حقیقۃً نور ہیں۔ جس کی تائید مفسرین متقدمین نے بھی فرما دی۔ اور جو شخص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور نہیں تسلیم کرتا

وہ منکر قرآن مجید ہے۔ اور منکر رسالت بھی ہے۔ کیونکہ رسالت صفت ہے۔ اور صفت ذات کو مستلزم ہوتی ہے۔ اور جو شخص ذات نور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا قائل نہیں تو رسالت کا بطریق اولیٰ منکر ثابت ہوا۔

دوستو! اب تمہارا فیصلہ تم نے خود کرنا ہے۔ اگر قرآن شریف پر ایمان لانا ہے تو مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور تسلیم کرلو۔ اور اگر قرآن کریم کو پس پشت ڈالنا ہے تو اپنے جیسا بشر کہہ دو۔

بزرگان دین کا عقیدہ قَدْ جَاءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ کے متعلق

شرح شفا لعلی قاری ۱/۵۰۵ } قَدْ جَاءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّکِتَابٌ مُّبِیْنٌ اَیِ الْمُرَادُ بِالنُّوْرِ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ط

شرح شفا ۲/۴۴۸ لشہاب الدین الخفاجی } (وَسَمَّاہُ) ای سَمَّی اللّٰہُ نَبِیَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نُوْرًا فَقَالَ قَدْ جَاءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّکِتٰبٌ مُّبِیْنٌ قِیْلَ الْمُرَادُ بِالنُّوْرِ فِیْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃِ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ط

اس آیۃ کریمہ میں نور سے مراد محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔

نور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسری دلیل قرآن کریم سے

نور ۱۸/۵ } اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ اَلزُّجَاجَۃُ کَاَنَّھَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ

اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا۔ اُسکے نور کی مثال مثل ایک طاق کی ہے جس میں چراغ ہو۔ اور چراغ قندیل میں ہو۔ گویا کہ وہ تارا ہے چمکتا ہُوا۔

اس آیۃ کریمہ میں صرف نور کا ذکر ہے اور ایک نور کا ذکر نہیں بلکہ دو نوروں کا ذکر ہے (۱) نُور محیط (۲) نور محاط۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور نور خداوندی کو محیط نہیں ہو سکتا۔ رب کریم کا نور

نورِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو محیط ہو سکتا ہے۔ چنانچہ رب العزت نے فرمایا ہے۔

نساء ۵/۱۸ } وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطًا اللہ تعالیٰ ہر شئے کو محیط ہے۔
تو یہ آیتہ کریمہ اس امر کی دلیل ہوئی کہ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ نورِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور مصباح نورِ ربّی ہے۔ جو آپ کے نور کو محیط ہے۔ تو اللہ تعالےٰ نے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نورِ محاط کا بھی ذکر فرمایا۔ اور اپنے نور کا بھی۔

اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کا روشن کرنے والا ہے۔ اور ذاتِ الٰہی بے مثل ہے لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ اس کی شان ہے اس لیے رب العزت نے اپنے نور کے سمجھانے کے لیے مَثَلُ نُوْرِهٖ سے حلیہ نورِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا۔ رب العزت کے اس ارشاد مَثَلُ نُوْرِهٖ نے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور ثابت فرمایا جو كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ سے واضح ہے۔

سوال:- مولوی صاحب کسی مفسّر نے بھی اس آیتہ کے یہ معنیٰ کیے ہیں۔ یا یہ تمہاری اختراع ہے؟

محمد عمر:- مفسّرین متقدمین کی تفسیروں میں بھی مذکور ہے۔ اگر کہو تو تسلّی کرا دی جائے۔

سائل:- ضرور

محمد عمر:- سُنیئے!

مَثَلُ نُوْرِهٖ کی تفسیر مفسّرین کی زبانی

(۱) تفسیر ابن جریر ۱۸/۹۵ } حدثنا ابن حميد قال ثنا يعقوب القمي عن حفص بن حميد عن شمر قال جاء ابن عباس الى كعب الاحبار فقال له حدثني عن قول الله عزّ وجلّ الله نور السموات والارض الآية فقال كعب الله نور السموات والارض مثل نوره مثل محمد صلی اللہ علیہ وسلم كمشكوٰة الله نور السموات والارض

فرمانِ الٰہی کے متعلق حضرت ابن عباس نے کعب احبار سے دریافت فرمایا تو کعب نے کہا یہ مَثَلُ نُوْرِهٖ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال ہے۔

(۲) تفسیر ابن جریر } حدثنی علی بن الحسن الازدی قال ثنا یحیی بن الیمان عن اشعث بن جعفر بن المقیرہ عن سعید بن جبیر فی قولہ مثل نورہٖ قال محمد صلی اللہ علیہ وسلم

سعید ابن جبیر رضی اللہ عنہ سے اس آیتہ کے متعلق دریافت کیا گیا کہ مثل نورہٖ کا مطلب کیا ہے؛ تو آپ نے فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

(۳) تفسیر نیشاپوری ۱۸/۹۳ } (مثل نورہٖ) والنبی نورًا وسراجًا منیرًا مثل نورہ کا مطلب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں۔ اور سورج میں نور دینے والے

(۴) تفسیر دُر منثور ۵/۴۹ } اخرج عبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابن مردویہ عن شمر بن عطیہ قال جاء ابن عباس رضی اللہ عنہما کعب الاحبار قال حدثنی عن قول اللہ اللہ نور السموٰت والارض مثل نورہٖ قال مثل نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کعب احبار کی طرف آئے اور کہا مجھے فرمایئے اللہ نور السموٰت والارض مثل نورہٖ فرمان الٰہی کے متعلق۔ کعب الاحبار نے کہا مثال نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی۔

(۵) تفسیر خازن ۵/۶۳ } (مثل نورہٖ) وقیل ھو محمد صلی اللہ علیہ وسلم مثل نورہ کی شرح بعض نے کی ہے کہ وہ نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

(۶) تفسیر معالم التنزیل ۵/۶۳ } (مثل نورہٖ) وقال سعید بن جبیر والضحاک ھو محمد صلی اللہ علیہ وسلم
مثل نورہ کے متعلق سعید ابن جبیر اور ضحاک نے کہا ہے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔

بزرگانِ دین کی تفسیر مثل نورہ کے متعلق

شرح شفا ۱/۱۳۹ شہاب الدین خفاجی — قوله تعالیٰ مَثَلُ نُوْرِهٖ اي مثل نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم

مثل نورہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے نور کی مثال ہے۔

شرح شفا الخفاجی ۱/۱۴۱ — قَالَ سَهْلٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَثَلُ نُوْرِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ مُسْتَوْدِعًا فِي الْأَصْلَابِ

سہل رضی اللہ عنہ نے کہا ہے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے نور کی مثال ہے۔ جب آپ پشتوں میں مامون تھے۔

شرح شفا الخفاجی ۱/۱۴۴ — أَنَّ نُوْرَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي الْأَصْلَابِ قَبْلَ خَلْقِ جَسَدِهِ الشَّرِيْفِ

بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور آباء کی پشتوں میں تھا۔ آپ کے جسم شریف کی پیدائش کے پیدا کرنے سے پہلے۔

اس سے ثابت ہوا کہ آپ تمام مخلوق سے مقدم ہیں۔ اور دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ آپ نور ہی ہیں۔

نورِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی چوتھی قرآنی دلیل

الصف ۲۸/۱ — يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ

یہ لوگ ارادہ رکھتے ہیں کہ اپنے مونہوں سے اللہ کے نور کو بجھا دیں اور اللہ تعالیٰ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے۔ اگرچہ کفار برا مناویں۔

اللہ تعالےٰ نے ہماری طرف دو نور بھیجے ہیں۔ ایک مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرا قرآن مجید۔ دونوں کے متعلق رب العزت نے اپنی نگہبانی کا ذمہ لیا ہے۔ قرآن مجید کے متعلق فرمایا اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ بے شک ہم نے ذکر کو یعنی قرآن مجید کو نازل فرمایا۔ اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگہبانی کا ذمہ بھی جیساکہ ارشادِ الٰہی ہے۔ وَاللّٰهُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ لوگوں سے آپ کو اللہ تعالےٰ بچائے گا۔ قرآن مجید قدیم اس کا مٹانا محال۔ لہٰذا اس آیۃ کریمہ میں نور اللہ سے مراد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہو سکتے ہیں۔

سوال :- اس مقام پر کسی متقدمین مفسرین نے بھی یہ معنی کیے ہیں۔ یا تم نے خود گھڑے ہیں۔

محمد عمر :- مفسرین کے حوالہ جات عرض کرتا ہوں۔

مفسرین کی تائید

تفسیر ابن جریر ۲۸ / ۵۲ — یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ کَرِهَ الْکَافِرُوْنَ ؁ یَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی ذِکْرُهٗ یُرِیْدُ هٰؤُلَاءِ الْقَائِلُوْنَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا سَاحِرٌ مُّبِیْنٌ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ یَقُوْلُ یُرِیْدُوْنَ لِیُبْطِلُوا الْحَقَّ الَّذِیْ بَعَثَ اللّٰهُ بِهٖ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِاَفْوَاهِهِمْ یَعْنِیْ بِقَوْلِهِمْ اِنَّهٗ سَاحِرٌ وَّمَا جَاءَ بِهٖ سِحْرٌ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ یَقُوْلُ وَاللّٰهُ مُعْلِنُ الْحَقِّ وَمُظْهِرُ دِیْنِهٖ وَنَاصِرُ مُحَمَّدٍ عَلَیْهِ السَّلَامُ عَلٰی مَنْ عَادَاهُ فَذَالِکَ اِتْمَامُ نُوْرِهٖ

یہ کفار ارادہ رکھتے ہیں تاکہ اپنے مونہوں سے اللہ کے نور کو بجھا دیں۔ اور اللہ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے۔ گو کفار بُرا منا دیں۔

اللہ تعالےٰ اپنے ذکر کا ارشاد فرماتا ھے کہ یہ ارادہ رکھتے ہیں۔ جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معاذ اللہ صاف جادوگر کہنے والے ہیں تاکہ اللہ کے نور کو زبانی زبانی بجھادیں۔ ربّ کریم فرماتا ھے۔ یہ کفار ارادہ رکھتے ہیں تاکہ حق کو مٹادیں زبانی جس کے ساتھ جو مبعوث فرمایا۔ اللہ تعالےٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یعنی اپنی باتوں سے کہ وہ جادوگر ھے۔ اور جس چیز قرآن کریم کو لایا ھے جادو ھے۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ اپنے نور کو پورا کرنے والا ھے۔ ارشادِ خداوندی ھے اللہ تعالےٰ حق کا اعلان کرنے والا ھے۔ اور اپنے دین کو غالب کرنے والا ھے اور محمد علیہ السلام کا مددگار ھے۔ ایسے شخص کے خلاف ھے جو آپ کا دشمن ہو۔ تو یہ ھے اس کے نور کا پورا کرنا۔ ربّ العزت نے ان دونوں آیتوں میں ان لوگوں کا رد فرمایا جو اپنی زبانوں سے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے کا انکار کرتے ھیں۔

۱۔ یُرِیۡدُوۡنَ فرمایا کہ یہ کفّار ارادہ رکھتے ہیں تُرِیۡدُوۡنَ صیغہ خطاب سے نہیں فرمایا تاکہ ثابت ھو جائے کہ آپ کے نور کے خلاف مسلمانوں کا عقیدہ نہیں ھے۔ بلکہ کفار کا عقیدہ ھے۔

۲۔ یُرِیۡدُوۡنَ فرمایا یُطۡفِـُٔوۡنَ نہیں فرمایا۔ فرمایا ان کا ارادہ ھے بجھانے کا یہ نہیں فرمایا کہ یہ بجھاتے ہیں۔ تاکہ ثابت ھو جائے کہ ربّ العزت کے سِرَاجًا مُّنِیۡرًا اور نور اللہ کو بجھانے کی کسی کو طاقت نہیں۔ منکرین کا محض اپنا ارادہ ھی ھے نور اللہ کو بجھا نہیں سکتے۔

۳۔ اس آیت سے صاف واضح ہوگیا کہ جو شخص مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کا زبانی منکر ھے وہ خداوند کریم کے اتمامِ نور کے خلاف بجھانے کا ارادہ رکھتا ھے۔ حامی نور نہیں تو نورِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا زبانی انکار کرنا صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ھی مخالفت نہیں۔ بلکہ ربّ العزت کی بھی مخالفت ھے۔

۴۔ اس فرمان خداوندی سے ثابت ھوا کہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور اللہ زبان سے بھی اقرار کرے۔ تو ایمان ھے۔ اور اطاعتِ خداوندی ھے۔ ورنہ خداوند کریم کا دشمن ھے اور منکر خداوند کریم اور منکر رسول کریم ھے۔

۵۔ نُوْرَ اللّٰہِ آیۃ ربانی سے ثابت ہوا کہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور اللہ ہیں

۶۔ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ اللہ تعالےٰ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے یعنی نور اللہ نور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ عالمین میں پورا پھیلا کر ہی چھوڑے گا۔

۷۔ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ سے صاف فیصلہ فرمادیا کہ جو شخص مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے کو بُرا منائے وہ جماعت کفار سے ہے۔ یہ رب العزت نے منکرِ نور کو حجت تمام کرنے کے بعد آخری فتویٰ کفر جڑ دیا۔

نورِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی پانچویں قرآنی دلیل

والضحیٰ ۳۰/۱ — وَالضُّحٰی وَاللَّیْلِ اِذَا سَجٰی ۔ قسم ہے حضور آپکے رُخِ انور کی۔ اور قسم ہے آپکی سیاہ زلفوں کی جب لٹکی ہوئی ہوں۔

تفسیر سے ضحیٰ کی تحقیق

تفسیر کبیر ۸/۵۹۶ — هَلْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُذَکِّرِیْنَ فَسَّرَ الضُّحٰی بِوَجْہِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاللَّیْلِ بِشَعْرِہٖ (وَالْجَوَابُ) نَعَمْ وَلَا اسْتِبْعَادَ فِیْہِ ط

کیا ذکر کرنے والوں سے کسی نے ضحیٰ کی تفسیر رخ انور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کی ہے۔ اور لیل سے مراد آپکے بال مبارک کی تفسیر کی ہے؟

الجواب:۔ ہاں اس میں کوئی بُعد نہیں۔

تفسیر نیشا پوری — لَا اسْتِبْعَادَ فِیْمَا یَذْکُرُہُ الْوَاعِظُ مِنْ تَشْبِیْہِ وَجْہِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بِالضُّحٰی وَشَعْرِہٖ بِاللَّیْلِ ط

بعید نہیں ہے۔ اس بات میں کہ اس کو ذکر کرتا ہے۔ واعظ مصطفےٰ

مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے رُخ انور کی تشبیہ ضحیٰ کے ساتھ دیتا ہے۔ اور آپ کے بال مبارک کو واللیل سے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیتہ کریمہ میں مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے رُخ انور کو ضحیٰ فرمایا اور ضحیٰ سُورج کو مستلزم ہے۔ رب العزت کے ضحیٰ فرمانے سے آپ کے سُورج ہونے کی توثیق ہوگئی۔ اور ضحیٰ سورج کے پُورے طلوع کے وقت ہوتا ہے۔ اور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے رُخ انور کو رب العزت نے ضحیٰ فرما کر آپ کے حقیقتہً نور ہونے کا ثبوت دے دیا۔ اب جن کو آپ کے انوار کی تجلیات کی کرنیں پہنچتی ہیں وہ آپ کے نور ہونے کے قائل ہیں۔ دن کی روشنی کو نہ دیکھنے والا جیسا کہ سُورج کی روشنی سے محروم ہے ایسے ہی منکر نور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے نُور سے محروم ہے۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ ؕ

نورِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی چھٹی قرآنی دلیل

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّا اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ؕ } توبہ ۱۰/۵

لوگ ارادہ رکھتے ہیں یہ کہ اللہ کے نور کو بجھا دیں۔ زبانی زبانی۔ اور مخالف ہے اللہ تعالیٰ ان کے ارادوں کے مگر یہ کہ اپنے نُور کو پُورا ہی کرے گا۔ گو کفار بُرا منائیں۔

اس آیتہ کریمہ میں رب العزت نے پانچ ارشادات کی وضاحت فرمائی۔

۱۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور اللہ فرمایا۔

۲۔ جو آپ کے نور اللہ ہونے کے منکرین ہیں اللہ تعالیٰ ان کے مخالف ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ساری مخلوق میں پھیلا کر ہی رہے گا۔

۴۔ زبانی انکار نورِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بجھا نہیں سکتا۔

۵. جو نورِ اللہ یعنی نورِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تسلیم کرنے سے کراہیت کرتے ہیں۔ ان پر رب العزت نے فتویٰ کفر ثبت فرمایا۔

ثابت ہُوا پہلے کفار نورِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بجھانے کا ارادہ رکھتے تھے۔ تو اللہ تعالےٰ ان کا مخالف ہُوا۔ اور منکرین نورِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ فرماتے ھوئے آپ کی بشریت کو نہیں نوازا۔ بلکہ آپ کی نورانیت کو ساری مخلوق میں پھیلانے کا دعوٰی فرمادیا کہ تم میرے پیارے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نُور کو بجھانے کا ارادہ رکھتے ہو تو خداوند تعالےٰ ساری مخلوق میں پُورا کرنے کا تہیہ کر چکا ھے۔

اے ایمان والو! اب تم خود سوچو کہ نورِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بجھانے والے کامیاب ہوئے یا رب العزت نے اپنے نور کو پُورا فرمایا اور دنیا میں نورِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا چمکایا کہ اب کئی حاسدین جلتے ھیں۔ اور اس ابتداء کا سباق ھُوَ الَّذِیۡ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَہٗ بِالۡھُدٰی ذکرِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بیان فرماتے ہُوئے یُرِیۡدُوۡنَ لِیُطۡفِئُوۡا نُوۡرَ اللّٰہِ کفار کے ارادوں کو ظاہر فرمایا۔ اور ان کے مقابلے میں اپنی مخالفت کا اظہار کر کے رَسُوۡلَہٗ کے متعلق ھی تقابل خداوندی و کفار رَسُوۡلَہٗ کی حقیقت کا اظہار نُوۡرَ اللّٰہِ سے بیان فرمایا۔ اور دلیل فرمائی کہ رَسُوۡلَہٗ کا بجھانا محال ھے۔ کیونکہ نور اللہ کا اطفاء کفار سے محال ھے۔

ظاھر نص سے جب آیتہ خداوندی کے معنی سیاق و سباق کلام سے آپ نور اللہ ثابت ہو گئے۔ اب مفسرین کی زبانی تسلی کر لیجئے۔

نُوۡرَ اللّٰہِ مفسّرین کی زبانی

تفسیر دُرِ منثور ۳ / ۲۳۱ } یُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یُّطۡفِئُوۡا نُوۡرَ اللّٰہِ اخرج ابن ابی حاتم عن الضحاک رضی اللہ عنہ فی قولہٖ یُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یُّطۡفِئُوۡا نُوۡرَ اللّٰہِ یقول یریدون ان یھلکوا محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ابن ابی حاتم نے ضحاک سے روایت کی ہے کہ فرمانِ خداوندی یُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یُّطۡفِـُٔوۡا نُوۡرَ اللّٰہِ کے متعلق فرماتے تھے کہ کفّار ارادہ رکھتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہلاک کر دیں۔

تفسیر نسفی ۲/۹۴ — یُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یُّطۡفِـُٔوۡا نُوۡرَ اللّٰہِ بِاَفۡوَاهِهِمۡ وَیَاۡبَی اللّٰہُ اِلَّاۤ اَنۡ یُّتِمَّ نُوۡرَہٗ وَلَوۡ کَرِہَ الۡکٰفِرُوۡنَ ۔ مَثَلَ حَالُهُمۡ فِیۡ طَلَبِهِمۡ اَنۡ یُّبۡطِلُوۡا

تفسیر کشّاف ۲/۱۴۹ — نُبُوَّۃَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ بِالتَّکۡذِیۡبِ بِحَالِ یُرِیۡدُوۡنَ یَنۡفُخُ فِیۡ نُوۡرٍ عَظِیۡمٍ مُثۡبَتٍ فِی الۡاٰفَاقِ یُرِیۡدُ اللّٰہُ اَنۡ یَّزِیۡدَ

یُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یُّطۡفِـُٔوۡا

نور اللہ کی شرح میں کفار کی حالت کی مثال ان کے ارادوں کے متعلق یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کو جھٹلا کر مٹا دیں۔ اس شخص کی حالت کے ساتھ جو ارادہ کرتا ہے یہ کہ ایسے نورِ عظیم میں پھونک ماری جاوے۔ جو تمام آفاق میں مثبت ہے۔ اللہ تعالےٰ ارادہ رکھتا ہے کہ اس نورِ عظیم کو بڑھائے۔

اس قرآنی تفسیر سے ثابت ہوا نور اللہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ہے اور کفار اس نورِ عظیم میں پھونک کر بجھانا چاہتے ہیں۔ جب نبوّت نور ہے۔ تو جس وجود میں نور ساری ہے وہ ضروری ہے کہ وجود نوری ہے۔ ھداکم اللہ۔

نور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتویں دلیل

سورۂ نجم ۲۶/۱ — وَالنَّجۡمِ اِذَا هَوٰی
قسم ہے ستارے کی جب چڑھ کر اترآئے۔

نجم روشن ہوتا ہے اور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ نور ہیں۔ اسی لیئے آپ کی

ذات نجمی حقیقت والی کی رب العزت نے قسم کھائی۔ یہ آیت میرے پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے کی ساتویں قرآنی دلیل ہے۔

تفاسیر سے

تفسیر خازن ۶/۲۱۲ } النجم ھو محمد صلی اللہ علیہ وسلم
ستارہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

تفسیر معالم التنزیل ۶/۲۱۲ } وقال جعفر الصادق یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم
امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نجم سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

تفسیر الصادی ۴/۱۳۵ } النجم ھو محمد صلی اللہ علیہ وسلم

تفسیر محی الدین ابن عربی ۱۳۷ } والنجم اذا ھوی اقسم بالنفس المحمدیۃ
قسم کھاتا ہوں میں نفس محمدیہ کی۔ نجم کے معنی ستارے کے اور رب کریم نے نجم سے مراد نفس محمدیہ مراد لیا۔ تو آیت کریمہ سے صاف ظاہر ہے کہ ستارہ نوری ہوتا ہے۔ تو آپ بھی نور ہیں۔ تو رب العزت نے نجم فرمایا۔ اگر آپ نور نہ ہوتے تو اللہ تعالےٰ آپ کو النجم کا خطاب نہ فرماتا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو النجم کا خطاب فرما کر آپ کے نور ہونے کا ثبوت دیا ہے۔

انعام یک صد روپیہ

اس شخص کو دیا جاوے گا۔ جو کسی شخص کے متعلق حتیٰ کہ تمام انبیا علیہم السلام کو یا ملائکہ کو بھی اللہ تعالےٰ نے سراجاً منیرا یا نجم یا نور اللہ یا ضحیٰ یا قمر کے خطاب سے نوازا ہو۔ اگر نہیں تو توبہ کرو۔ اور ساری مخلوق سے میرے پیارے محبوب مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم کو نور و منور تسلیم کرلو۔

حافظ محمد لکھوی کی شہادت

تفسیر محمدی ۷/۳۸
جعفر صادق کہے مراد محمد محبوب آیا
جاں شب معراج اسمانوں لتھا طرف زمین سدھایا

۱۔ اُتی بِالبُرَاقِ براق لایا گیا کہ یہ بھی وہمی براق تھا یا حقیقی۔ اگر وہمی تھا تو قصہ ہی ختم ہو گیا۔ اگر حقیقی تھا تو کیا روح کے لیئے براق لایا گیا؟

۲۔ خواب میں رب العزت الفاکرتا تھا۔ یا جبریل؟ اور جبریل دو ہیں یا ایک؟ اگر ایک ہے تو مع جسم تشریف لے گئے۔

نور مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کی آٹھویں قرآنی دلیل

۳۰/۱
لَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ وَاللَّيْلِ وَمَا وَسَقَ وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ۝

قسم کھاتا ہوں میں سرخی کی اور قسم کھاتا ہوں رات کی۔ اور وہ جو جمع کیا اس نے اور قسم ہے چاند کی جب پورا ہوا ضرور آپ چڑھیں گے آسمان پر یکے بعد دیگرے۔

(۱) تفسیر کبیر ۸/۵۱۶
ذَالِكَ بِشَارَةُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصُعُوْدِهِ اِلَى السَّمَآءِ لِمُشَاهَدَةِ مَنْكُوْتِهَا وَاجْلَالِ الْمَلَائِكَةِ اِيَّاهُ فِيْهَا وَالْمَعْنٰى لَتَرْكَبُنَّ يَا مُحَمَّدُ السَّمٰوٰتِ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا وَقَدْ فَعَلَ اللّٰهُ ذَالِكَ لَيْلَةَ الْاِسْرَآءِ وَهٰذَا الْوَجْهُ مَرْوِيٌّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ

اس آیت کریمہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشارت ہے آپ کے

آسمانوں کی طرف چڑھ کر آسمانوں کے ملکوں کو مشاہدے کیلئے۔ اور فرشتوں کی جلالیت آپ کو دکھانے کے لئے۔ اور معنی اس آیتہ کے یہ ہوئے کہ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ضرور چڑھو گے آسمانوں کو ایک ایک کر کے طبقے طبقے۔ اور طبقوں سے آسمانوں کو مراد لینے کی دلیل رب العزت کا فرمان ہے سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا اور اللہ تعالےٰ نے یہ آپ کا آسمانوں کو چڑھنا معراج کی رات ثابت فرمایا۔ اور یہ وجہ حضرت ابن عباس اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہم سے مروی ہے۔

(۲) ابن کثیر ۴/۴۹۰ } قَالَ اَبُوْدَاوٗد طیالسی وغندر حدثنا شعبۃ عن ابی بشر عن سَعِیْد بن جبیر عَنْ ابن عبّاس (لَتَرْکَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ) قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللہ علیہ وسلم ویُؤَیِّدُ ھٰذَا الْمَعْنٰی قراءۃ عمر وابن مسعود وابن عبّاس وعَامَۃِ اَھْلِ مکۃ والکوفۃ لتَرْکَبُنَّ بفتح التاء وقال ابن ابی حاتم حدثنا ابو سعید الاشج حدثنا ابو اسامۃ عن اسماعیل عن الشعبی (لَتَرْکَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ) قَالَ لَتَرْکَبَنَّ یَا مُحَمَّدُ سَمَاءً بَعْدَ سَمَاءٍ وَھٰکَذَا رُوِیَ عن ابن مسعودٍ ومَسْرُوْقٍ وَاَبِی الْعَالِیَۃِ۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے لَتَرْکَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ کے متعلق فرمایا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت میں مراد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ان معنی کی تائید ہوتی ہے۔ عمرو بن مسعود اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عام اہل مکہ اور اہل کوفہ کی قرات سے اور تا کی فتح سے اور شعبی سے روایت ہے اللہ تعالےٰ نے فرمایا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم ضرور چڑھو گے یکے بعد دیگرے تمام آسمانوں پر اور اسی طرح ابن مسعود اور مسروق اور ابو العالیۃ سے مروی ہے

(۳) تفسیر ابن جریر ۳۰/۶۸ } حدثنا بشر ثنا یزید قال ثنا سعید عن قتادۃ قال قال الحسن وَاَبُو الْعَالِیَۃِ لَتَرْکَبُنَّ یَعْنِیْ مُحَمَّدً صَلَّی اللہ علیہ وسلم طَبَقًا عَنْ طَبَقِ السَّمٰوٰتِ

حسن اور ابو العالیہ نے کہا لَتَرْکَبُنَّ یعنی ضرور آپ چڑھیں گے! اس سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ سے مراد تمام آسمان ہیں۔ یعنی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ تمام آسمانوں پر ضرور چڑھیں گے۔

(۴) تفسیر ابن جریر ۳۰/۶۸
حدثنا ابن حمید قال ثنا مہران عن سفیان عن جابر عن ابی الضحی عن مسروق لَتَرْکَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ قَالَ اَنْتَ یَا مُحَمَّدُ سَمَاءً عَنْ سَمَاءٍ
مسروق سے روایت ہے کہ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ایک آسمان سے دوسرے آسمان کی طرف یکے بعد دیگرے سب پر ضرور چڑھیں گے۔

(۵) تفسیر خازن ۶/۱۸۸
وَالمعنیٰ لَتَرْکَبُنَّ یَا مُحَمَّدُ (طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ) یَعْنِیْ سَمَاءً بَعْدَ سَمَاءٍ وَقَدْ فَعَلَ اللّٰہُ ذَالِکَ مَعَہٗ لَیْلَۃَ اُسْرِیَ بِہٖ فَاَصْعَدَہٗ سَمَاءً بَعْدَ سَمَاءٍ
اور معنیٰ لَتَرْکَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ سے مراد ہیں۔ کہ یکے بعد دیگرے آسمانوں پر آپ ضرور چڑھیں گے۔ اور آپ کے ساتھ رب کریم نے معراج کی رات ایسے ہی کیا تو مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو یکے بعد دیگرے آسمانوں پر چڑھایا۔

(۶) تفسیر دُرِّ منثور ۶/۳۳۰
وَاَخْرَجَ الطیالسی وعبد بن حمید وابن ابی حاتم والطبرانی عَنْ ابی عباسٍ لَتَرْکَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ قَالَ یَا مُحَمَّدُ السَّمَاءُ طَبَقًا بَعْدَ طَبَقٍ
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یکے۔ بعد دیگرے تمام آسمانوں پر ضرور چڑھیں گے۔

(۷) تفسیر دُرِّ منثور ۶/۳۳۰
وَاَخْرَج عبد بن حمید وابن المنذر والحاکم فی الکنی وابن منذر فی غرائب شعبہ وابن مردویہ والطبرانی عَنْ ابن مَسْعُوْدٍ اَنَّہٗ لَتَرْکَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ قَالَ لَتَرْکَبَنَّ بِالنَّصَبِ یَا مُحَمَّدُ سَمَاءً بَعْدَ سَمَاءٍ
عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے لَتَرْکَبَنَّ نصب کے پڑھا ہے یعنی یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ضرور یکے بعد دیگرے تمام آسمانوں پر چڑھیں گے۔

(۸) تفسیر ابن عباس ۳۸۵ | یُقَالُ لَتَرْکَبُنَّ یَا مُحَمَّدُ لَتَصْعَدَنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ یَقُوْلُ مِنْ سَمَاءٍ اِلٰی سَمَاءٍ لَیْلَۃَ الْمِعْرَاجِ

کہا گیا ہے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ضرور چڑھیں گے آپ طبقے طبقے ایک آسمان سے دوسرے آسمان کی طرف معراج کی رات۔

لَتَرْکَبُنَّ آپ کے آسمانوں کے چڑھنے کے واقعہ کو بیان کرنا اور اس کے پہلے شفق اور لیل اور وسق اور قمر کے پورے ہونے کی قسمیں کھانا ثابت کر رہا ہے کہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صعود الی السماء کے وقت بالشفق سے سرخی کی قسم کھانا یہ سرخی مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے رُخِ انور کی ہے۔ اور لیل سے آپ کی زُلفِ عنبریں مُراد ہیں۔ اور مَا وَسَقَ سے آپ کا ان کو اکٹھے کر کے پچھلی طرف کنگھی کر کے اکٹھا کرنا مُراد ہے۔ اور قمر سے رُخِ انور مراد ہے۔ جب آپکی زلفِ لیلیٰ رُخِ انور سے پیچھے ہٹیں تو رُخِ انور چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکا مطلب یہ ہُوا رب العزت فرماتا ہے قسم کھاتا ہُوں میں آپ کے رُخِ انور کی سرخی کی اور قسم کھاتا ہوں میں آپ کی زلفِ لیلیٰ کی اور قسم ہے اس ادا کی جب آپ نے زلفوں کو کنگھی سے رُخِ انور سے پیچھے ہٹا کر اکٹھا کیا۔ اور بعد ازاں قسم ہے پُورے رُخِ انور کی۔ جو چاند کی چودھویں کی طرح نمُودار ہُوا۔ آپ آسمانوں کو یکے بعد دیگرے ضرور چڑھیں گے۔ تو وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ سے آپ کے رُخِ انور کو قمر فرمانا یہ بھی آپ کے نوری ہونے کی بین دلیل ہے

نویں قرآنی دلیل

وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ وَمَا اَدْرَاکَ مَا الطَّارِقُ النَّجْمُ الثَّاقِبُ

قسم ہے آسمان کی اور چمکنے والے کی۔ اور کس نے آپ کو کو یاکہ طارق کسے کہتے ہیں طارق چمکنے والے ستارے کو کہتے ہیں۔

نسیم الریاض ۲ | اِنَّ النَّجْمَ ھٰھُنَا اَیْضًا مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

تفسیر نعیمی | اللہ تعالےٰ نے نجم سے مراد یہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو لیا ہے۔ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مقدسہ کو رب کریم کا نجم سے یاد فرمانا یہ بھی آپ کے پورے وجود مبارک کے نوری ہونے کی یقینی دلیل ہے۔

نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دسویں قرآنی دلیل

ثُمَّ دَنَیٰ فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی

النجم ۲۰۶/۱ | پھر مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم قریب ہوئے تو رب کریم نے استقبال کیا تو ہو گئے دو کمانوں کے گوشے کی مقدار یا اس سے بھی قریب۔

معراج جسمانی اور ملاقات خداوندی کا ثبوت

ابن قیم کا فیصلہ

ثُمَّ عُرِجَ بِہٖ اِلٰی فَوْقِ السَّمٰوٰتِ بِجَسَدِہٖ وَرُوْحِہٖ اِلَی اللّٰہِ

زاد المعاد ابن قیم ۱/۸۲ | عَزَّ وَجَلَّ فَخَاطَبَہٗ وَفَرَضَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃَ وَکَانَ ذٰالِکَ مَرَّۃً وَّاحِدَۃً ھٰذَا اَصَحُّ الْاَقْوَالِ

پھر چڑھایا گیا آپ کو آسمانوں کے اوپر کی طرف بمعہ جسم و روح اللہ عزوجل کی طرف تم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ مخاطب ہوا۔ اور فرض کی گئی آپ پر نماز اور یہ ایک دفعہ ہی واقعہ ہوا۔ یہ سب سے صحیح قول ہے۔

حافظ محمد صاحب لکھوی کا فیصلہ

تفسیر محمدی ۴۴/۳ | پر اکثر کہن جو وچہ بیداری جُثّے نال سدھا ہے : اینویں بہت صحیح حدیثاں متواتر بھی لیائے

سورۂ اسریٰ ۱۵/۱ } سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ
پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو سیر کرائی۔
لفظ عبدہٗ سے صاف ثابت ہے کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم روح بمع جسم تشریف
لے گئے۔ کیونکہ لفظ عبد روح بمعہ جسم پر بولا جاتا ہے۔
اور سورۂ والنجم میں بھی اَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی میں اِلٰی عَبْدِہٖ فرمایا۔ تاکہ آسمانوں کے
اُوپر بھی آپ کا تشریف لے جانا روح بمعہ جسمیت ثابت ہو جائے۔

بخاری شریف ۲/۱۱۲۰ } فَعَلَا بِہٖ اِلَی الْجَبَّارِ
تو اوپر لے گئے جبریل علیہ السلام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو جبار کی طرف :-

تفسیر نیشاپوری ۱۵/۵ } وَاعْلَمْ اَنَّ الْاَکْثَرِیْنَ مِنْ عُلَمَآءِ الْاِسْلَامِ اتَّفَقُوْا عَلٰٓی اَنَّہٗ اُسْرِیَ بِجَسَدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالْاَقَلُّوْنَ عَلٰٓی اَنَّہٗ مَا اُسْرِیَ اِلَّا بِرُوْحِہٖ
اور تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اکثر علمائے اسلام متفق ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جسم کے ساتھ سیر کرائی گئی اور قلیل اس بات پر ہیں۔ کہ
صرف آپ کے روح کو سیر کرائی گئی۔
جسم اطہر مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا عرش معلےٰ تک سیر کرنا رب کریم کو سیر کرانا یہ بھی
آپ کے وجود نوری ہونے کی دلیل یقینی ہے۔

تفسیر ابن جریر ۲۷/۲ } حدثنا ابن حمید قال ثنا مهران عن ابی جعفر عن الربیع ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی قَالَ ھُوَ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَقَالَ آخَرُوْنَ بَلْ مَعْنٰی ذٰلِکَ ثُمَّ دَنَا الرَّبُّ مِنْ مُّحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَدَلّٰی
ربیع سے روایت ہے فرمان الٰہی ثُمَّ دَنَا پھر قریب ہوئے آپ تو اس نے نزول فرمایا
کہا کہ وہ جبریل علیہ السلام ہیں۔ اور بعض حضرات نے کہا ہے بلکہ اس کے معنی ہیں ثُمَّ دَنَی الرَّبُّ مِنْ
مُحَمَّدٍ پھر رب کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوا۔ فَتَدَلّٰی پھر اللہ نے نزول فرمایا۔

تفسیر ابن جریر ۲۷/۲۶ } حدثنا احمد بن عیسیٰ التمیمی قال ثنا سلیمان بن عمر و بن یسار قال ثنی ابی عن سعید بن زربی عن عمرو بن سلیمان عن عطاء عن ابن عباس

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاَیْتُ رَبِّیْ فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَۃٍ فَقَالَ لِیْ یَا مُحَمَّدُ ھَلْ تَدْرِیْ فِیْمَ یَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰی فَقُلْتُ لَا یَا رَبِّ فَوَضَعَ یَدَہٗ بَیْنَ کَتِفَیَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَھَا بَیْنَ ثَدْیَیَّ فَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ

حضرت ابن عباس سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میں نے اپنے رب کو بہت اچھی صورت میں دیکھا۔ تو مجھے فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا تو جانتا ہے کس چیز میں ملائکہ جھگڑا کرتے ہیں۔ تو میں نے کہا نہیں اے رب میرے۔ تو رب العزۃ نے اپنا دست پاک میرے دو کندھوں کے درمیان رکھا۔ تو میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں پائی تو جو شئی آسمانوں اور زمینوں میں تھی مجھے معلوم ہو گئی۔

گیارہویں قرآنی دلیل

مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب کریم کو آنکھوں دیکھنا اور قریب ہونا

تفسیر ابن جریر ۲۷/۲۶ } حدثنا مهران عن سفیان عن ابی اسحٰق عمن سمع ابن عباس یقول مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی قَالَ رَاٰی مُحَمَّدٌ رَبَّہٗ

حضرت ابن عباس سے روایت ہے فرماتے تھے فرمان الٰہی مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی کا مطلب ثابت ہوا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا۔

تفسیر ابن جریر ۲۷/۲۶ } حدثنا سعید بن یحییٰ قال ثنا ابی قال ثنا محمد بن عمرو عن ابی سلمہ عن ابن عباس فی قول اللہ وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَۃً اُخْرٰی عِنْدَ سِدْرَۃِ

الْمُنْتَھٰی قَالَ دَنٰی رَبُّہٗ فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی

قَالَ قَالَ ابْنُ عباس قَدْ رَاٰہُ النَّبِیُّ صلی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرمان الٰہی وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَةً اُخْرٰی سے تا فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی فرمایا حضرت ابن عباس نے ضرور دیکھا رب کریم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

تفسیر نیشاپوری ۲۷/۳۳ وَالْمُحَقِّقُوْنَ عَلٰی اَنَّھَا اَنْوَارُ اللّٰہِ تَعَالٰی تَجَلّٰی لِلسِّدْرَۃِ کَمَا تَجَلّٰی لِلْجَبَلِ لٰکِنَّ السِّدْرَۃَ کَانَتْ اَقْوٰی مِنَ الْجَبَلِ وَمُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ اَثْبَتَ مِنْ مُوْسٰی فَلَمْ تَضْطَرِبِ الشَّجَرَۃُ وَلَمْ یُصْعَقْ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم

اور تمام محققین کا عقیدہ ہے کہ سدرۃ المنتہٰے پر اللہ تعالٰے کے انوار روشن ہوئے۔ جیسا کہ کوہ طور پر روشن ہوئے۔ لیکن سدرہ کوہ طور سے زیادہ قوی تھا۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسٰے علیہ السلام سے زیادہ ثابت قدم رہے۔ اور سدرہ بھی بے قرار نہ ہوا۔ اور نہ ہی محمد صلے اللہ علیہ وسلم بے ہوش ہوئے۔

تفسیر نیشاپوری ۲۷/۳۴ وَذَھَبَ بَعْضُھُمْ اِلٰی اَنَّ اللَّامَ لِلْجِنْسِ اَیْ مَا زَاغَ بَصَرُہٗ اَصْلًا فِیْ ذٰلِکَ الْمَوْضِعِ ھَیْبَۃً وَّاِجْلَالًا

بعض اس طرف گئے ہیں کہ لام جنس کے لیئے ہے۔ یعنی اس مقام پر مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ ہیبت اور رعب خداوندی سے بالکل نہیں مڑی۔

مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے خداوند کریم کو آنکھوں سے دیکھا

سورہ اسریٰ ۱۵/۱ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ
پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو سیر کرائی

اس آیت کریمہ صراحتہ النص سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالٰے نے آپ کو سیر کرائی۔ جب خداوند کریم نے آپ کو سیر کرائی تو زیادہ لازمی ہے کہ خداوند کریم نے آپ کو اپنی زیارت بھی کرائی۔

کتاب الاسماء والصفات للبیہقی ۳۱۱ | ثُمَّ عَلَا بِہٖ فِیْمَا لَا یَعْلَمُ اَحَدٌ اِلَّا اللّٰہُ تَعَالٰی حَتّٰی جَاءَ بِہٖ اِلٰی سِدْرَۃِ الْمُنْتَہٰی وَدَنَا الْجَبَّارُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فَتَدَلّٰی حَتّٰی کَانَ مِنْہُ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی فَاَوْحٰی اِلَیْہِ مَا شَاءَ

جبرئیل پھر آپ کو بلندی پر لایا آپ نے فرمایا اس مقام پر جو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا حتی کہ لایا آپ کو سدرۃ المنتہٰے پر اور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تبارک و تعالےٰ کے قریب ہوئے۔ تو اللہ تعالےٰ نے نزول فرمایا۔ حتی کہ آپ دو کمانوں کے گوشے کی مقدار رب العزّت کے قریب ہوئے۔ یا اس سے بھی زیادہ قریب۔ تو رب العزت نے آپ کی طرف جو چاہا وحی کی۔

کتاب الاسماء والصفات ۳۱۲ | قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَدْ رَاٰہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ رب العزت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا

ترمذی شریف ۲/۱۶۰ | حدثنا محمد بن عمرو بن سبہان بن صفوان الثقفی بن یحیی ابن کثیر العنبری نا سالم ابن جعفر عن الحکم بن ابان عن عکرمہ عن ابن عباس قَالَ رَاٰی مُحَمَّدٌ رَبَّہٗ قُلْتُ اَلَیْسَ اللّٰہُ یَقُوْلُ لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ وَہُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ قَالَ وَیْحَکَ ذَالِکَ اِذَا تَجَلّٰی بِنُوْرِہِ الَّذِیْ ہُوَ نُوْرُہٗ وَقَدْ رَاٰی مُحَمَّدٌ رَبَّہٗ مَرَّتَیْنِ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ وَہُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ ط

فرمایا افسوس ہے تجھ پر اس کو تو نہیں سمجھا جب اس کا نور روشن ہوا تو وہ نور خداوندی ہی تو تھا۔ اور ضرور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دو دفعہ دیکھا۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

ترمذی شریف ۲/۱۶۱ | حدثنا سعید بن یحیی بن سعید الاموی نا ابی نا محمد بن عمرو عن ابی سلمۃ عن ابن عباس فِیْ قَوْلِ وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَۃً اُخْرٰی عِنْدَ سِدْرَۃِ الْمُنْتَہٰی فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَدْ رَاٰہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ ط

وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً
حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے
اُخْرٰی عِنْدَ سِدْرَۃِ الْمُنْتَھٰی فرمان الٰہی کے متعلق تو حضرت ابن عباس نے فرمایا ضرور
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رب کریم کو دیکھا۔
ان احادیث سے ثابت ہوا کہ میرے پیارے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیدار
الٰہی ہوا۔ اور آپ نے خداوند کریم کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

بخاری شریف ۳/۱۱۲۰ } ثُمَّ عَلَا بِہٖ فَوْقَ ذٰلِکَ بِمَا لَا یَعْلَمُہٗ اِلَّا اللّٰہُ حَتّٰی جَآءَ سِدْرَۃَ الْمُنْتَھٰی وَ دَنَا الْجَبَّارُ رَبُّ الْعِزَّتِ فَتَدَلّٰی حَتّٰی کَانَ مِنْہُ قَابَ قَوْسَیْنِ

اَوْ اَدْنٰی فَاَوْحَی اللّٰہُ اِلَیْہِ فِیْمَا یُوْحٰی
پھر لے گیا وہ آپ کو اس کے اوپر اس مقام کے جس کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔
حتی کہ سدرۃ المنتھےٰ آگیا۔ اور آپ جبار رب العزت کے قریب ہو گئے۔ پھر نزول فرمایا حتی کہ
مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو کمانوں کے گوشوں کے قریب ہو گئے۔ یا اس سے بھی
قریب تو اللہ تعالےٰ نے آپ کی طرف وحی کی۔ جو وحی کی گئی۔

مسلم شریف ۱/۹۹ } حدثنا محمد بن بشار قال نا معاذ بن ھشام قال نا ابی وحدثنی حجاج بن الشاعر قال نا عفان بن مسلم قال نا ھمام کلاھما عن قتادہ عن عبد اللہ

بن شقیق قال قُلْتُ لِاَبِیْ ذَرٍّ لَوْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَاَلْتُہٗ فَقَالَ عَنْ
اَیِّ شَیْءٍ کُنْتَ تَسْاَلُہٗ قَالَ کُنْتُ اَسْاَلُہٗ ھَلْ رَاَیْتَ رَبَّکَ قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ قَدْ سَاَلْتُہٗ
فَقَالَ رَاَیْتُ نُوْرًا
عبد اللہ بن شقیق سے روایت ہے فرمایا میں نے ابو ذر رضی اللہ عنہ کو کہا اگر میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا تو آپ سے ایک سوال کرتا۔ تو ابو ذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کس چیز کے متعلق
تو سوال کرتا؟ تو اس نے کہا میں آپ سے سوال کرتا کہ کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ ابو ذر رضی اللہ
عنہ نے فرمایا کہ میں نے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا تو آپ نے فرمایا میں نے نور کو دیکھا ہے۔

اس حدیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ثابت ہوا کہ میرے پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے رب کریم کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

تفسیر دُرِ منثور ۶/۱۲۳ } واخرج ابن ابی حاتم والطبرانی وابن مردویہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما فی قولہٖ ثم دنیٰ فتدلّٰی قال ھو محمد صلی اللہ علیہ وسلم دنا فتدلّٰی الی ربہٖ عزوجل

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے دنیٰ فتدلّٰی کے متعلق ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ قریب ہوئے تو اپنے رب کی طرف نزول فرمایا۔

قربِ خداوندی سے جبریل علیہ السلام کا عاجز رہنا اور میرے پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اقرب ہونا

تفسیر نیشاپوری ۲۷/۳۲ } وذالک ان جبرئیل تخلف عنہ فی مقام لو دنوت انملۃ لاحترقت ثم عاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم الیہ

اور اس کا بیان یہ ہے کہ جبریل علیہ السلام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے اس مقام سے کہ اگر میں ایک پورا بھی آگے قریب ہو جاؤں تو میں جل جاؤں۔ پھر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دربارِ خداوندی سے جبریل کی طرف واپس لوٹے۔

تفسیر صاوی ۲/۳۳۸ } فعند ذٰلک تاخر جبرئیل فقال لہ اھنا یفارق الخلیل خلیلہ فقال لہ ھذا مکانی فلو فارقتہ لاحترقت من النور ای ذھب نوری وتلاشیت لشدۃ الانوار وظھورھا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخاطبنی ربی ورأیتہ بعینی بصری واوحٰی الی عبدہٖ ما اوحٰی

تو اس مقام پر جبریل علیہ السلام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے۔ تو حضرت

مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل کو فرمایا کہ کیا اس مقام پر دوست اپنے دوست سے علیحدہ ہو جاتا ہے۔ تو جبریل علیہ السلام نے عرض کیا یہ میرا مقام ہے اگر میں اس مقام کو چھوڑ کر اوپر بڑھ جاؤں تو نورِ خداوندی سے جل جاؤں یعنی میرا نور چلا جائے۔ اس کے شدۃِ انوار اور اس کے ظہور سے تو میرا رب کریم مجھ سے مخاطب ہوا اور میں نے رب کریم کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اور رب کریم نے اپنے بندے کی طرف وحی کی جو کی۔

تفسیر درِ منثور ۶/۱۲۳ } وَاَخرَجَ ابن جریر وابن مردویہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما فی قولہٖ ثُمَّ دَنَا قَالَ دَنَا رَبَّہٗ فَتَدَلّٰی

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرمان الٰہی ثُمَّ دَنٰی کے متعلق تو آپ نے فرمایا مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کے قریب ہوئے تو اس نے نزول فرمایا۔

تفسیر درِ منثور ۶/۱۲۳ } وَاَخرَجَ الطبرانی فی السنۃ والحکیم عن انس قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم رَاَیْتُ النُّوْرَ الْاَعْظَمَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نے نورِ اعظم کو دیکھا۔

تفسیر درِ منثور ۶/۱۲۳ } وَاَخرَجَ ابن مردویہ عن انس قَالَ رَاٰی مُحَمَّدٌ رَبَّہٗ
حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا۔

تفسیر درِ منثور ۶/۱۲۳ } واخرج ابن مردویہ عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رَاٰی رَبَّہٗ بِعَیْنِہٖ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

تفسیر درِ منثور ۶/۱۲۳ } وَاَخرَجَ الطبرانی وابن مردویہ عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَاٰی رَبَّہٗ مَرَّتَیْنِ مَرَّۃً بِبَصَرِہٖ وَمَرَّۃً بِفُؤَادِہٖ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دو دفعہ دیکھا۔ ایک دفعہ اپنی آنکھوں سے اور ایک دفعہ اپنے دل کی آنکھوں سے۔

تفسیر دُرِّ منثور ۶/۱۲۴ } وَاَخرَجَ الترمذِی وَحسنہ والطبرانی وابن مردویہ والبیہقی فی الاسماء والصفات عن ابن عبَّاسٍ فِی قَولِ اللہِ وَلَقَد رَاٰہُ نَزلَۃً اُخرٰی قَالَ ابن عبَّاسٍ قَد رَاَ النبیّ صلّی اللہُ علیہ وسلم رَبَّہٗ عزّ وجلّ

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرمان الٰہی وَلَقَد رَاٰہُ نَزلَۃً اُخرٰی کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ضرور دیکھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب عزّ وجل کو۔

تفسیر دُرِّ منثور ۶/۱۲۴ } وَاَخرَجَ نسائی والحاکم وصححہ وابن مردویہ عن ابن عباسٍ قَالَ اَتَعجَبُونَ اَن تَکونَ الخُلَّۃُ لابراھیم والکلام لموسٰی علیہ السلام والرُّؤیَۃُ لِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کیا تم تعجب کرتے ہو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے رب کریم کی دوستی ہو۔ اور حضرت موسٰے علیہ السلام سے کلام ہو اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیدار ہو۔

تفسیر دُرِّ منثور ۶/۱۲۴ } واخرج ابن جریر عن عکرمۃ قَالَ رَاٰی محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم رَبَّہٗ عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا۔

تفسیر خازن ۴/۱۰۷ } فقَالَ مُوسٰی رَبِّ لَم اَظُنَّ اَن یَّرفَعَ عَلَیَّ اَحَدٌ ثُمَّ عَلَا بِہٖ فَوقَ ذٰلِکَ بِمَا لَا یَعلَمُہٗ اِلَّا اللہُ حَتّٰی جَآءَ سِدرَۃَ المُنتَھٰی وَدَنَا الجَبَّار رَبُّ العِزَّۃِ فَتَدَلّٰی فَکَانَ مِنہُ قَابَ قَوسَینِ اَو اَدنٰی فَاَوحَی اللہُ فِیمَا اَوحٰی اِلَیہِ خَمسِینَ صَلوٰۃً عَلٰی اُمَّتِکَ کُلَّ یَومٍ وَّلَیلَۃٍ ثُمَّ ھَبَطَ حَتّٰی بَلَغَ مُوسٰی فَاحتَبَسَہٗ مُوسٰی فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ مَاذَا عَھِدَ اِلَیکَ رَبُّکَ قَالَ عَھِدَ اِلَیَّ خَمسِینَ صَلوٰۃً کُلَّ یَومٍ وَّلَیلَۃٍ قَالَ اِنَّ اُمَّتَکَ لَا

تَسْتَطِیْعُ ذَالِکَ فَارْجِعْ فَلْیُخَفِّفْ عَنْکَ رَبُّکَ وَعَنْھُمْ فَالْتَفَتَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسلم اِلٰی جبرئیل کَاَنَّہٗ یَسْتَشِیْرُہٗ فِیْ ذَالِکَ فَاَشَارَ اِلَیْہِ جبریل اَنْ نَعَمْ اِنْ شِئْتَ فَعَلا بِہٖ اِلَی الْجَبَّارِ تَعَالٰی

تو فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اے رب میرے میرا خیال تھا کہ مجھ پر کوئی بلند نہیں کیا جاوے گا۔ پھر آپ اس سے بھی زیادہ بلند ہوئے۔ جو اللہ کے سوا اس مقام کو کوئی نہیں جانتا۔ حتی کہ سدرۃ المنتھٰے پر تشریف لائے۔ اور جبار کے قریب ہوئے پھر رب العزت نے نزول فرمایا تو مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم رب العزت سے دو کمانوں کے گوشوں کی برابر قریب ہوئے۔ یا اس سے زیادہ قریب تو اللہ تعالٰے نے آپ کو وحی کی۔ اس وحی سے ایک مسئلہ آپ کی امت پر پچاس نمازوں کا ھے۔ ایک دن رات میں۔ پھر آپ واپس تشریف لائے حتی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچے۔ تو حضرت موسٰے علیہ السلام نے حضرت مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کو روکا۔ پھر کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے رب نے آپ سے کیا عہد و پیمان کیا۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دن رات میں پچاس نمازوں کا وعدہ کیا۔ حضرت موسٰی علیہ السلام نے عرض کیا کہ حضور آپ کی امت اس بوجھ کو نہیں اُٹھا سکے گی۔ واپس تشریف لے جائیے اور اپنے رب سے اپنے اور اپنی اُمت کے بوجھ کو ہلکا کرا لیجئے۔ تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کی طرف توجہ فرمائی۔ گویا کہ آپ اس سے اس میں مشورہ لیتے ھیں۔ تو جبریل علیہ السلام نے اس کی طرف اشارہ کیا کہ ہاں اگر آپ کا ارادہ ہو! تو آپ رب کریم کی طرف بلند ھوئے۔

ان تمام حوالہ جات سے مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا خداوند کریم کی طرف جانا ثابت ھوا۔ اور آپ کا خداوند کریم کو اپنی آنکھوں سے دیکھنا ثابت ھوا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہ تھا
نورِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیّن دلیل ہے

زرقانی ۴/۲۲۰ } لَمْ يَكُنْ لَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظِلٌّ فِي شَمْسٍ وَلَا قَمَرٍ لِأَنَّهُ كَانَ نُوْرًا كَمَا قَالَ ابْنُ سبع وَقَالَ رَزِيْنٌ لِغَلَبَةِ أَنْوَارِهِ قِيْلَ وَحِكْمَةُ ذَالِكَ صِيَانَتُهُ عَنْ يَطَأَ كَافِرٌ عَلٰى ظِلِّهِ وَإِطْلَاقُ الظِّلِّ عَلَى الْقَمَرِ مَجَازًا لِأَنَّهُ إِنَّمَا يُقَالُ لَهُ ظُلْمَةُ الْقَمَرِ وَنُوْرُهُ وَفِي الْمُخْتَارِ ظِلُّ اللَّيْلِ سَوَادُهُ لِأَنَّ الظِّلَّ حَقِيْقَتٌ ضَوْءُ شُعَاعِ الشَّمْسِ دُوْنَ السَّوَادِ فَإِذَا لَمْ يَكُنْ ضَوْءٌ فَهُوَ ظُلْمَةٌ لَا ظِلٌّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ الْحَكِيْمُ عَنْ ذَكْوَانَ) ابي صالح السمان الزيات المدني اوابي عمرو المدني مولى عَائِشَةَ وكل منهما ثقة من التَّابِعِيْنَ فَهُوَ مُرْسَلٌ لٰكِنْ روى ابن المبارك وابن الجوزي عن ابن عباس لَمْ يَكُنْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظِلٌّ وَلَمْ يَقُمْ مَعَ الشمس قط الا غلب ضَوْءُهُ ضَوْءَ الشمس وَلَمْ يَقُمْ مَعَ سِرَاجٍ قَطُّ إِلَّا غَلَبَ ضَوْءَ السِّرَاجِ وَقَالَ ابْنُ سَبُعٍ كَانَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُوْرًا فَكَانَ إِذَا مَشٰى فِي الشَّمْسِ أَوِ الْقَمَرِ لَا يَظْهَرُ لَهُ ظِلٌّ لِأَنَّ النُّوْرَ لَا ظِلَّ لَهُ قَالَ غَيْرُهُ وَيَشْهَدُ لَهُ فِي قَوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي دُعَائِهِ لَمَّا سَأَلَ اللّٰهَ ان يجعل في جميع اعضاءه وجهاته نُوْرًا ختم بقوله وَاجْعَلْنِيْ نُوْرًا) اي وَالنُّوْرُ لَا ظِلَّ لَهُ وبه يتم الاستشهاد له

(سورج اور چاند کی روشنی میں مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہ تھا۔ اس لئے کہ آپ نور تھے۔ جیسا کہ ابن سبع نے کہا ہے۔ اور زرین نے کہا آپ کے انوار کے غلبے کی وجہ سے سایہ نہ تھا۔ بعضوں نے کہا ہے اور حکمت اس کی یہ ہے آپ کو بچانے کے لئے اس امر سے کہ آپ کا سایہ کافر نہ لیتھڑے۔ اور سایہ کا اطلاق

چاند پر مجازاً ہے۔ کیونکہ چاند کے سایے کو چاند کی ظلمت کہا جاتا ہے۔ اور اس کی روشنی کو اس کا نور کہا جاتا ہے۔ اور مختار مذہب میں ہے رات کا سایہ اس کے اندھیرے کو کہا جاتا ہے۔ اور وہ استعارہ ہے۔ اس لیئے کہ لفظ ظل حقیقۃً سورج کی شعاعوں کی روشنی کو کہا جاتا ہے۔ نہ سواد کو۔ تو جب ضو رہے ہی نہیں تو وہ ظلمت ہے نہ ظل۔ (اس کو حکیم ترمذی نے ذکوان سے روایت کیا ہے۔) ابو صالح السمان الزیات المدنی یا ابو عمرو المدنی غلام حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا اور وہ دونوں پکے ثقات تابعین سے ہیں۔ تو وہ مرسل ہوئی۔ لیکن ابن مبارک اور ابن جوزی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہ تھا۔ اور ایسا کبھی بھی نہیں ہوا کہ آپ سورج کی روشنی میں کھڑے ہوں۔ تو مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی سورج کی روشنی پر غالب نہ ہوئی ہو۔ بلکہ ہر وقت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نورِ پاک سورج کی روشنی پر غالب رہا۔ اور آپ جب بھی چراغ کی روشنی میں تشریف لائے تو چراغ کی روشنی پر آپ کا نورِ پاک غالب ہوا۔

اور کہا ابن سبع نے کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نور تھے۔ جب سورج اور چاند کی روشنی میں چلتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ ہوتا تھا۔ اس لیئے کہ نور کا سایہ نہیں ہوتا۔ اور لوگوں نے کہا ہے کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد دعا اس کا شاہد ہے۔ جب آپ نے اللہ تعالےٰ سے سوال کیا کہ آپ کے تمام اعضاء اور جہات میں یعنی چاروں طرف نور بنا دے۔ اور دعا کو اس سوال پر ختم فرمایا۔ (وَاجْعَلْنِیْ نُوْرًا) اے اللہ مجھے نور بنا دے۔ یعنی ایسا نور جس کا سایہ نہیں۔ اور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان دعا پر ھی آپ کے سایے نہ ہونے کی دلیل پوری ہو جاتی ہے۔

خصائص کبریٰ ۶۸/۱ } اخرج الحکیم الترمذی عن ذکوان اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یَکُنْ یُرٰی لَہٗ ظِلٌّ فِیْ شَمْسٍ وَّلَا قَمَرٍ قَالَ

ابن سبع من خصائصه ان ظلّه كان لا يقع على الارض وانه كان نورًا وكان اذا مشى في الشمس او القمر لا ينظر له ظل قال بعضهم ويشهد له قوله صلی اللہ علیہ وسلم في دعائه واجعلني نورًا ط

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ سورج اور چاند میں نہیں دیکھا جاتا تھا اور ابن سبع نے کہا ھے کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے خصائص سے ھے کہ آپ کا سایہ زمین پر واقع نہ ھوتا تھا۔ اور بے شک آپ نور تھے۔ اور جب سورج اور چاند کی روشنی میں آپ چلتے تو آپ کا سایہ نہ دیکھا جاتا تھا۔ اور بعض نے کہا ھے کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان اس کی شہادت دیتا ھے آپ کی دعا میں کہ اے اللہ مجھے نور بنا دے۔

شرح شفا علی القاری ۵۰۵ ﴿ كان من خصائصه انه كان نورًا وكان اذا مشى في الشمس او القمر لا يظهر له ظل

مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص سے ھے کہ آپ نور تھے۔ اور جب سورج اور چاند کی روشنی میں چلتے تو مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا سایہ ظاہر نہ ھوتا تھا۔

شرح ھمزیہ ۱۲ لابن حجر الھیثمی ﴿ انه صلى الله عليه وسلم صار نورًا انه كان اذا مشى في الشمس او القمر لا يظهر له ظل لانه لا يظهر الا لكثيف وهو صلى الله عليه وآله وسلم قد خلصه الله من سائر الكثائف الجسمانية وصيره نورًا صرفًا لا يظهر له ظل اصلًا خرقًا للعادة

بلا شک مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نور تھے۔ شان آپ کا یہ ھے کہ جب حضور سورج اور چاند کی روشنی میں چلتے تو آپ کا سایہ نہ ظاہر ہوتا۔ اس لیے کہ سایہ کثیف شے کا ہوتا ھے اور مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو رب العزت نے تمام کثائف جسمانیہ سے مبرا رکھا۔ اور حضور کو محض نور تیار فرمایا۔ آپ کا سایہ بالکل نہیں پڑتا تھا۔ یہ آپ کا معجزہ تھا۔

شرح الشرح لابن همزیہ ۱۲ | قولہ لایظہر لہ الظل ھذا ظاہر فی ذاتہ علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام ومعلوم انہ کان علیہما ملبوس

مصنفہ علامہ محمد حنفی رحمۃ اللہ علیہ | وھو لیس نورا فلہ ظل وقد یقال انہ ملبوسہ وان کان بالنظر لنفسہ کثیفا لکن لملابسۃ ذاتہ التی ھی نور صار ذالک الملبوس بواسطۃ نورھا نورا فلا یظہر لہ ظل ایضا۔

یہ ظاہر بات ہے کہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ ظاہر ہوتا تھا۔

الجواہر البحار ۱/۵۲۳ یوسف نبھانی | وکان اذا مشیٰ فی قمر او شمس لا یظہر لہ ظل
جب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم چلتے تو چاند اور سورج کی روشنی میں آپ کا سایہ نہ ہوتا۔

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کا عقیدہ

تفسیر عزیزی ۲۱۹ پارہ عم | وسایہ ایشاں بر زمیں نمے افتاد
مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا عقیدہ تھا کہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا

تفسیر النسفی ۳/۱۰۳ | وقال عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان اللہ ما اوقع ظلک علی الارض لئلا یضع انسان قدمہ علی ذالک الظل

فرمایا حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہ بے شک یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اللہ تعالےٰ نے آپ کا سایہ زمین پر نہیں ڈالا۔ تاکہ اس سائے پر کوئی انسان قدم نہ رکھے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا

مکتوبات شریف امام ربانی دفتر سوم حصہ نہم معرفت الحقائق ۷۵ } وچوں وجود آں سرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والسلام در عالم ممکنات نباشد بلکہ فوق ایں عالم باشد ناچار اورا سایہ نبود ونیز در عالم شہادت سایۂ شخص از شخص لطیف تر است وچوں لطیف تراز وے در عالم نباشد اورا

سایۂ چہ صورت دارد۔ عَلَیْہِ وَعَلیٰ آلِہِ الصَّلٰوۃُ وَالتَّسلیمات۔

جب سرور علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام عالم ممکنات میں نہ تھے۔ بلکہ اس عالم سے ورا تھے۔ ضرور آپ کا سایہ نہ تھا۔ اور عالم شہادت میں آدمی کا سایہ آدمی سے بہت لطیف ہوتا ھے۔ اور جب مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ لطیف دنیا میں کوئی شے نہیں ھے تو مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ کیسے ھو سکتا ھے۔

مولوی رشید احمد صاحب گنگوھی کا عقیدہ کہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا تواتر سے ثابت ھے

امداد السلوک ۸۶ مصنفہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی } وبتواتر ثابت شد کہ آنحضرت عالی صلی اللہ علیہ وسلم سایہ نداشتند وظاہر است کہ بجز نور ہمہ اجسام ظل مے دارد۔

اور احادیث متواترہ سے ثابت ھے کہ آنحضرت عالی صلے اللہ علیہ وسلم سایہ نہیں رکھتے تھے۔ اور ظاہر ھے کہ نور کے سوائے تمام اجسام سایہ رکھتے ھیں۔

دوستو! اب تو تمہارے اکابرین نے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے سایہ نہ ہونے کا اقرار کر لیا۔ اور مولوی رشید احمد صاحب نے صاف الفاظ میں اقرار فرمایا کہ احادیث متواترہ

سے ثابت ہے کہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا۔

ہمارا کام کہہ دینا ہے یار د تم آگے چاہے مانو یا نہ مانو

حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب جامی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ آپ کا سایہ نہ تھا

زلیخا ۱۱

خراماں سرو او ازسایہ آزاد جہان در سایۂ آں سرو آباد
زسایہ بود برتر پایہ او زمین و آسماں در سایہ او
تنش را بود ازجان پاک مایہ ندید ازجان کسے برخاک سایہ

سوال :۔ قرآن کریم میں ہے کہ سائے بھی ہر شئے کے سجدے کرتے ہیں۔ اگر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تسلیم کیا جائے تو دوسروں سے آپ کی عبادت میں کمی لازم آئے گی۔ کہ ہر چیز خود بھی سجدہ کرے اور ان کے سائے بھی۔ اور آپ صرف خود ہی سجدہ کریں اور آپ کا سایہ سجدہ نہ کرے۔ یہ عبادۃ اللہ میں کمی ہی جائے گی۔ لہذا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا سایہ ضرور تسلیم کرنا پڑے گا۔

محمد عمر :۔ افسوس تم نے میرے پیارے محبوب مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا قدر سمجھا ہی نہیں۔

پہلا جواب

یہ ہے کہ دوسرے لوگوں کو رب العزت فرماتا ہے وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ط اللہ کا ذکر کثیر کرو گے تو تمہاری خلاصی ہوگی۔ اور میرے حبیب و محبوب مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو ارشاد خداوندی ہوتا ہے۔ يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا

رات کو آپ زیادہ تمام رات کھڑے نہ رہیں۔ چوتھا حصہ رات کا یا آدھی رات
یا کم و بیش کھڑے ہو کر ترتیل سے قرآن کریم پڑھیں۔

کیوں جناب! اب بتاؤ میرے محبوب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کمی کا ارشاد
کیوں فرمایا۔ معلوم ہُوا کہ آپ کی ذات تمام مخلوق سے ممتاز ہے۔ دوسرے مقام
پر فرمایا۔ طٰہٰ مَآ اَنزَلنَا عَلَیکَ القُرآنَ لِتَشقٰی حضور تمام رات کھڑے نہ ہونا
کیونکہ ہم نے آپ پر اس لیئے قرآن نہیں نازل کیا کہ آپ اتنی مشقت اُٹھائیں۔

میرے پیارے محبوب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکلیف کو رب کریم گوارہ نہیں
فرماتا۔ اور تمہیں کثرت ذکر کا حکم لگایا جاتا ہے۔ اگر کثرت ذکر نہ کرو تو خلاصی نہیں۔ حقیقت
یہ ہے کہ تم شانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے خبر ہو۔ میرے محبوب کی دمدنی صلی اللہ
علیہ وسلم ایک دفعہ اللہ اکبر فرما دیں۔ اور تمام مخلوق بمع ملائکہ تمام عمر ذکر خداوند کریم کرتے
رہیں تو مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک دفعہ اللہ اکبر کہنا تمام مخلوق کی تمام عمر کی
عبادت سے بالاتر ہے۔ اور خداوند کریم کے نزدیک زیادہ محبوب ہے۔ جس کا
ایک دفعہ کا ذکر سب مخلوق کی تمام عمر کی عبادت سے فوقیت رکھتا ہے۔ تو آپ
سے مخلوق کی کوئی شے ذکر میں فوقیت نہیں لے جا سکی۔ آپ کی حیات و ممات
ذکر خداوندی میں یکساں ہے سُنیئے

قُل اِنَّ صَلوٰتِی وَنُسُکِی وَمَحیَایَ وَمَمَاتِی لِلّٰہِ رَبِّ العٰلَمِینَ ط فرما
دیجئے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بے شک میرا نماز پڑھنا اور میرا قربانی کرنا اور
میری زندگی اور وصال اللہ رب العالمین کے لیئے ہے۔

جن کی حیات و ممات ہی رب العالمین کی ڈیوٹی کے لیئے وقف ہو حالت
ممات ابھی نہیں اور تمام وقت ممات اپنی ڈیوٹی میں پہلے ہی درج فرما لیا۔ اور
آپ کی تمام حیات بھی ڈیوٹی میں ہی لکھی جا رہے کچھ کریں یا نہ کریں۔ تو آپ کی

سائے کی اعانت کی کیا ضرورت ہے۔ جس کی حیات و ممات طوعاً میں حتمی منظور ہو چکی ہو اس کو کرھاً معاونت کی کیا ضرورت۔ بلکہ آخرت کو دنیا سے بھی زیادہ بہتر فرمادیا۔ وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی ؕ

دُوسرا جواب

جب رب العزت نے اپنی تمام مخلوق میں آپ کا مثل نہیں پیدا فرمایا۔ تو سائے کی مساوات کیسے۔ اور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وَلِوَاءُ الْحَمْدِ بِیَدِیْ خداوند کریم کی تعریف کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہے۔ حالانکہ ملائکہ کا ایک سانس بغیر ذکر خداوندی کے نہیں۔ ساری مخلوق خداوند کریم کی خالی ہاتھ ہو گی۔ اور پیارے محبوب مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے دست پاک میں خداوندِ کریم کی تعریف کا جھنڈا ہوگا۔ تو وہاں سائے کی اعانت کی کیا ضرورت؟

تیسرا جواب

خدانخواستہ جس کو تم سایہ تسلیم کرتے ہو۔ سایہ اندھیرا ہوتا ہے۔ اور جب آپ کے وجود مبارک کا اندھیرا خاک کے ذرّات اور زمین پر پڑا۔ تو آپ کے وجود مبارک سے اس کو اندھیرا پہنچا۔ تو فرمانِ خداوندی سِرَاجًا مُّنِیْرًا کی تکذیب لازم آتی ہے۔ تو جو شخص مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر پڑنے کا قائل ہے وہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سراجاً منیرا ہونے کا منکر ہے تو قرآنی منکر ثابت ہوا۔ اب تمہاری مرضی چاہے مذہبی اکراہ کی وجہ سے آپ کا سایہ کرھاً تسلیم کرلو۔ یا قرآن کریم پر ایمان لاکر مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سراجاً منیرا تسلیم کرلو۔

رات کو آپ زیادہ تمام رات کھڑے نہ رہیں۔ چوتھا حصہ رات کا یا آدھی رات یا کم و بیش کھڑے ہو کر ترتیل سے قرآن کریم پڑھیں۔

کیوں جناب اب بتاؤ میرے محبوب مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو کس کا ارشاد کیوں فرمایا۔ معلوم ہوا کہ آپ کی ذات تمام مخلوق سے ممتاز ہے۔ دوسرے مقام پر فرمایا۔ طٰہٰ مَآ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکَ الۡقُرۡاٰنَ لِتَشۡقٰٓی حضور تمام رات کھڑے نہ ہونا کیونکہ ہم نے آپ پر اس لیئے قرآن نہیں نازل کیا کہ آپ اتنی مشقت اُٹھائیں۔

میرے پیارے محبوب مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی تکلیف کو رب کریم گوارہ نہیں فرماتا۔ اور تمہیں کثرت ذکر کا حکم لگایا جاتا ہے۔ اگر کثرت ذکر نہ کرو تو خلاصی نہیں حقیقت یہ ہے کہ تم شان مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم سے بے خبر ہو۔ میرے محبوب مکی و مدنی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ اللہ اکبر فرمادیں۔ اور تمام مخلوق بمع ملائکہ تمام عمر ذکر خداوند کریم کرتے رہیں تو مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک دفعہ اللہ اکبر کہنا تمام مخلوق کی تمام عمر کی عبادت سے بالاتر ہے۔ اور خداوند کریم کے نزدیک زیادہ محبوب ہے۔ جس کا ایک دفعہ کا ذکر سب مخلوق کی تمام عمر کی عبادت سے فوقیت رکھتا ہے۔ تو آپ سے مخلوق کی کوئی شے ذکر میں فوقیت نہیں لے جا سکی۔ آپ کی حیات و ممات ذکر خداوندی میں یکساں ہے سُنیئے

قُلۡ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَنُسُکِیۡ وَمَحۡیَایَ وَمَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۙ فرما دیجیئے یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بے شک میرا نماز پڑھنا اور میرا قربانی کرنا اور میری زندگی اور وصال اللہ رب العالمین کے لیئے ہے۔

جن کی حیات و ممات ہی رب العالمین کی ڈیوٹی کے لیئے وقف ہو حالت ممات ابھی نہیں اور تمام وقت ممات اپنی ڈیوٹی میں پہلے ہی درج فرمالیا۔ اور آپ کی تمام حیات بھی ڈیوٹی میں ہی لکھی جاوے کچھ کریں یا نہ کریں۔ تو آپ کو

ان کا بھی سایہ نہیں۔ جنت نوری ہے اس کا سایہ نہیں۔ لوح وقلم نوری ہیں ان کا سایہ نہیں۔ جب قرآن واحادیث صحیحہ واقوال بزرگان موافق ومخالفین یہ ثابت ہوگیا۔ کہ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نوری ہیں۔ تو سایہ کیسے رہا۔

چھٹا جواب

یہ ہے کہ فقیر پہلے ثابت کرچکا ہے کہ آپ سورج اور چاند کی روشنی میں چلتے تو مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا نورِ پاک سورج وچاند پر غالب ہوتا۔ جب آپ کا نور پاک چاند وسورج کے نوروں پر غالب تھا۔ اور سایہ سورج وچاند کا حاجز ہوتا ہے۔ اور جب آپ کا نور بھی ان کے نور پر غالب ہوگیا تو حاجز نہ رہا۔ اور جب حاجز نہ رہا بلکہ غالب رہا تو سایہ ممکن ہی نہ رہا۔ دیکھیئے چاند اور سورج کے درمیان جب زمین حاجز ہوتی ہے تو چاند پر اندھیرا چھا جاتا ہے۔ جتنی زمین حاجز اتنا چاند اندھیرا۔ اور اگر زمین حاجز نہ ہو بلکہ سورج کی روشنی پورے چاند پر غالب ہو تو چاند میں اندھیرا ہو ہی نہیں سکتا۔ ایسے ہی جب آپ کی روشنی سورج وچاند کی روشنی پر غالب تھی۔ اور آپ کا جسم مبارک حاجز نہ رہا۔ بلکہ منور رہا۔ تو سائے کا امکان بھی اٹھ گیا۔ تو اس صورت میں مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کے سائے کو کوئی مسلمان قرآن وحدیث کا متبع تسلیم نہیں کرسکتا۔ البتہ قرآن وحدیث کا منکر جو چاہے کہ دے۔ اور قرآنی آیات صریحہ کو چھوڑ کر اور پس پشت ڈال کر مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کا سایہ استنباط سے بنا دے۔ مسلمان کے شان سے بعید ہے۔

ساتواں جواب

جب مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کو رب العزت نے عرش پر مدعو فرمایا تو

چوتھا جواب

اگر کڈھا سائے کو تسلیم کرتے ہو کہ آپ کی عبادت میں کمی لازم آئیگی تو تمہیں بھی چاھیئے کہ گرمیوں میں کڈھا دھوپ میں ہی بیٹھے رہو۔ دھوپ میں ھی لیٹو دھوپ میں ھی چلو تاکہ سایے کی عبادت سے محروم نہ رہو۔ اور اگر مکان میں یا سائے میں چلے گئے تو ظِلٰلُھُمْ کی عبادت سے تم نے جسم کو محروم رکھا۔ گنہگار ہو گئے مَنّاعٍ لِلْخَیْرِ کے مرتکب ہو گئے۔ رات کو تمام رات روشنی رکھو۔ اور تمام رات کھڑے یا بیٹھے رہو تاکہ تمہارا سایہ نہ زائل ہو جائے اور تم گنہ گار نہ ہو جاؤ۔ جب تم گرمیوں میں عمداً سایے میں آکر اپنے سائے کو ہٹا دیتے ھو۔ رات کو لیٹ کر مکانوں میں بیٹھ کر تمام دن رات سایے کی عبادت سے محروم رہتے ھو۔ کیونکہ ہر وقت تم سایہ دار تو نہیں رہتے۔ تو گنہگار ہوئے یا نہ۔ اور قرآن کے منکر ثابت ھوئے یا نہ۔ تو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جن کا مثل ساری مخلوق میں نہیں۔ اور آپ کے نور مبارک کو رب العزت نے وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ سے سب مخلوق پر روشن فرمادیا ھے۔ جس کا تم انکار کر رہے ھو۔ اللہ تعالٰے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور پاک کو ساری مخلوق پر اتمام کرنا چاھتا ھے اور تم بجائے نور کے اندھیرے اور سائے کے متلاشی ھو۔ تو ثابت ھوتا ھے کہ تمہیں مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کی ضرورت نہیں دنیا میں برزخ میں عقبیٰ میں ظلمت کے متلاشی ھو۔

پانچواں جواب

یہ ھے کہ نوری شے کا سایہ ہوتا ھی نہیں۔ دیکھئے چاند کا سایہ نہیں۔ سورج کا سایہ نہیں۔ ستاروں کا سایہ نہیں۔ ملائکہ انسانی شکل میں بھی متشکل ہو کر آتے تھیں تو

کیا اور نہیں دیکھا انہوں نے طرف اس چیز کی جو اللہ تعالےٰ نے پیدا فرمائی ہے مائل ہوتا ہے اس کا سایہ دائیں اور بائیں اللہ کے لیئے سجدہ کرنے والے ہیں اور وہ ذلیل ہیں۔

اس آیۃ کریمہ سے ثابت ہوا کہ جتنی اللہ کی مخلوق ہے اس کا سایہ دائیں اور بائیں سجدہ کرنے والا ڈھلتا ہے۔ حالانکہ نوری اور ناری دونوں اس حکم سے ممتاز ہیں۔ جب اللہ تعالےٰ نے دو جنسوں کو ممتاز فرمایا ہے۔ اور کلام الٰہی میں فرق لازم نہیں آیا۔ تو مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے اپنی قدرت سے ممتاز فرمایا تو کلام الٰہی کا قانون کیسے ٹوٹ سکتا ہے۔ خداوند کریم کا کوئی ایسا قانون نہیں جس کے خلاف اللہ تعالےٰ نے اپنی قدرت کا نمونہ نہ دکھایا ہو۔ لیکن مومن قدرت خداوندی سے قائل ہو جاتا ہے سُن کر اور منافق اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ط سے اپنے مطلب کو مقدم سمجھتا ہے۔ تو اسی وحدہٗ لاشریک نے خاکی چیزوں درختوں پتھروں وغیرہ کفار کا سجدہ کرہًا ثابت فرمایا۔ اور مومن کا سجدہ طوعًا ہے۔ اور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی رب کریم نے سب سے ممتاز پیدا فرمایا۔ اور وَهُمْ دَاخِرُوْنَ سے رب العزت نے سایے کے سجدے کو پیش کر کے کفار کو ڈانٹا ہے نہ کہ ہر شے کے لیئے سایہ مقرر کیا گیا ہے۔

ایسے ہی تمہاری پیش کردہ آیت میں ہر چیز کے لیئے سایہ مقرر نہیں کیا گیا۔ بلکہ سایہ دار چیزوں کے سایے کو کرہًا سجدہ کرنے والے ثابت کر کے کفار کو الوہیت خداوندی تسلیم کرد۔ اب اس کا تحریری جواب عرض کرتا ہوں۔

مفردات راغب ۲۱۶ { قَالَ الْحَسَنُ اَمَّا ظِلُّكَ فَيَسْجُدُ لِلّٰهِ وَاَمَّا اَنْتَ فَتَكْفُرُ بِهٖ ؕ
حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا اے کافر تیرا سایہ اللہ کو سجدہ کرتا ہے لیکن تو اس کے ساتھ انکار کرتا ہے۔

مجمع بحار الانوار ۳۳۲ { اَلْكَافِرُ يَسْجُدُ لِغَيْرِ اللّٰهِ وَظِلُّهٗ يَسْجُدُ لِلّٰهِ اَیْ جِسْمُهُ الَّذِیْ عَنْهُ الظِّلُّ

آپ بمع جسمِ اطہر تشریف لے گئے۔ چاند پہلے آسمان پر قدمبوس ہُوا۔ اور سورج چوتھے آسمان پر تو آپ ان سے تجاوز فرماکر عالمِ ملکوت سے گذر کر عالمِ لاہُوت میں تشریف لے گئے۔ وہاں تو تم بھی سائے کو تسلیم نہیں کر سکتے۔ تو رب العزت کا قرب زیادہ نہ ہونا چاہیئے تھا۔ کیونکہ تمہارے نزدیک سائے کی عبادت میں کمی واقع ہو گئی۔ حالانکہ وہاں قرب زیادہ ھُوا۔ تو ثابت ھوا کہ میرے پیارے محبُوب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ ہونے سے آپ کو قرب زیادہ حاصل ہوتا ھے۔ اور پھر روشنی کا قُرب زیادہ ھوگا تو بھی سایہ نہیں رھتا۔ جب مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو قرب خداوندی ہر وقت ھے تو سایہ کیسے تسلیم کیا جاوے گا۔

آٹھواں جواب

اللہ تعالےٰ نے اس آیۃ کریمہ میں کافر کو شرم دلائی ھے۔ کہ ہر شے میرے سامنے سرنگوں ھے۔ اور ساجد۔ لیکن تو اے کافر ایسا بے ایمان ھے کہ تو میرے سامنے سر نہیں جھکاتا۔ میری قدرت دیکھ تو اگر میرے سامنے طوعًا سجدہ نہیں کرتا تو اگلے پچھلے پہر تیرا سایہ کرھًا سجدہ کرتا ھے۔ اب اس کو تو روک کر دکھا۔ اور تیرا سایہ کرھًا ساجد ھے۔ تو تو اے بے ایمان طوعًا ساجد ھو جا۔ اور مومن کا جسم بھی ساجد اور اس کا سایہ بھی ساجد۔ تو اس آیۃ کریمہ میں رب العزت نے کافر کو ڈانٹ کر شرم دلائی ھے۔ لیکن مخالفِ نور مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس اصول کو ہر ایک پر چسپاں کر لیا ھے۔ حالانکہ ارشاد خداوندی دوسرے مقام پر مذکور ھے۔ جو اس کی تشریحِ مبین ھے ملاحظہ ہو۔

النحل ۱۴ ۱۲ { اَوَلَمْ یَرَوْا اِلٰی مَا خَلَقَ اللّٰہُ مِنْ شَیْءٍ یَّتَفَیَّؤُا ظِلٰلُہٗ عَنِ الْیَمِیْنِ وَ الشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰہِ وَھُمْ دٰخِرُوْنَ

تے خوشبوناک پسینہ سرور دوھ کنوں کستوری
جس گلیوں لنگھ جاندے خوشبو پاون لوک حضوری
انہاں غائط کسے نہ ڈٹھا وچہ زمیں دے غائب تھیندا
تے اوہ مکان معطر جیوں کستوری پیا لبھیندا
تے جمے ختنے نال بھی ناف بریدہ پاک صفائی
نہ بدن اُتے کجھ خون نہ ہور نجاست ہرگز کائی
تے جمن ویلے مائی ڈٹھا نور کنوں چمکارہ
جو شام ولایت شہر دسیاوے اس نور دن آشکارا
جاں گرمی سخت ھوندی تاں سرپر بدل سایہ کردا
تے اُپر زمیں نہ پوندا سایہ حضرت پیغمبر دا
نہ جُوآں جامے وچہ نبیدے مکھی بہول نہ بہندی
نہ گو بر بول حیوان کرے اسواری جد لگ رہندی
اول روح نبی رب سرجیا پچھے روح تمامی
تے سب تھیں مہر جواب الست آکھیا نبی گرامی

اَلَسْتُ بِرَبِّکُم رب کہیا جد کہیا بلیٰ ارواحاں
سب روحاں تھیں اول روح نبیدے کہیا قداماں

سوال: مسند امام احمد حنبل میں ھے کہ حضرت صفیہ فرماتی ھیں میں نے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ دیکھا۔ تم کہتے ہو آپ کا سایہ نہ تھا۔

محمد عمر: غلط کہہ رہے ھو۔ اصل حدیث کے الفاظ اور ھیں۔ اور تم نے غلط بیانی سے کام لیا ھے۔ سُنیئے

قَالَتْ بَيْنَمَا اَنَا يَوْمًا بِنِصْفِ النَّهَارِ فَاِذَا اَنَا بِظِلِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقْبِلٌ

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ھیں کہ ھم میں ایک دن نصف نہار میں مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میں اس وقت آپ کے زیر سایہ تھی۔

پہلا جواب تو یہ ھے کہ نصف نہار میں سایہ ھوتا ھی نہیں۔ کیونکہ مدینہ طیبہ میں معدل النہار سے سورج اتنی دُور ہٹتا ہی نہیں کہ نصف نہار میں آدمی کا اتنا سایہ ھو کہ آدمی آدمی کے سائے میں کھڑا ہو سکے۔ لہٰذا حضرت صفیہ کے نصف نہار فرمان نے تمہارے استدلال کو غلط ثابت کر دیا۔

دُوسرا جواب یہ ھے کہ تمہاری سابقہ پیش کردہ آیت ھی میں جواب موجود ھے

کافر غیر اللہ کو سجدہ کرتا ھے۔ اور اس کا سایہ اللہ کو سجدہ کرتا ھے۔ یعنی کافر کے جسم کا سایہ اللہ کو سجدہ کرتا ھے۔ یعنی کافر کے جسم کا سایہ اللہ کو سجدہ کرتا ھے۔

کیوں جی! کتب لغات عربیہ قرآنی وحدیث کی لغت سے آیت کے معنی واضح ہو گئے۔ امید ھے کہ انشاء اللہ العزیز اب تمہاری ضرور تسلی ہو جائے گی۔ اور مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم پر اس آیت کو چسپاں کرنا ایمان کے خلاف ھے۔ جب قرآن واحادیث صحیحہ و تفاسیر متقدمین ومتاخرین واقوال اہل سُنت وجماعت واقوال مخالفین سے مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم نور ثابت ہوئے۔ اور یہ بھی ثابت ھُوا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا سایہ بھی نہ تھا۔ تو بدلائل ثابت ہو گیا کہ جس کا سایہ نہ ہو وہ نوری ھے۔ اور جو نوری ہو اس کا سایہ نہیں ھو سکتا۔ تو مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم نوری ثابت ھُوئے۔

نواں جواب

غیر مقلدین کے بڑے پائے کے عالم کو بھی مُصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ ہونا تسلیم کرنا پڑا حافظ محمد صاحب لکھوی نے تسلیم کیا کہ مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا نُور تھے

تفسیر محمدی ۴۲۹ منزل ہفتم

لحد
کنڈ ولوں بھی ویکھے سرور اگوں ڈیکھے جیونکر
بھی رات اندھیری اندر ویکھے جیونکر دینہ نوں سرور

بھی آب دہان نبی تھیں مٹھے ہوندے پانی کھارے
جے لڑکے شیر خوار منہ ڈالے آب دہان پیارے
تاں سارا دینہ تس دودھ نہ حاجت رجے شیر درائیں
دے چہ بغل نبی دے وال نہ کوئی صاف سفید بتائیں
ستیاں اکھیں نیند نبی نوں دل دائم بیداری
تے احتلام او باسی کدی نہ حضرت عمراں ساری

یعنی جہاں وہ ہوں ان کے نور کا عکس ہوگا۔ چونکہ وہ خود جسم خاکی نہیں ان کا سایہ عکس نوری ہوگا۔ ایسے ہی ناری کا عکس بھی اندھیرا نہیں ہوتا۔

ایسے ہی مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا عکس بھی نوری ہوگا۔ جیساکہ ہمارا سایہ اندھیرا ہوتا ہے۔ آپ کا سایہ ایسا نہیں تھا۔ بلکہ نوری اور ظلمت سے مبرا تھا۔ آپ کا وجود مبارک بھی ظلمت سے مبرا تھا۔ آپ کا سایہ بھی ہماری طرح ظلمت دار نہیں تھا۔ بلکہ نوری روشن عکس تھا۔ یا زیرِ سایہ مراد ہے۔ جیساکہ حدیث شریف میں مذکور ہو چکا۔

میرے پیارے محبوب مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق ثابت ہو گیا کہ سب مخلوق سے پہلے آپ کا نور رب العزت نے ظاہر فرمایا۔ چنانچہ احادیث صحیحہ سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے آپ نبی اللہ تھے۔ اور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو رب العزت نے سراجاً منیرا اور والنجم اور النجم الثاقب اور القمر اذا تسق اور نورُ اللہ اور مطلق نور وغیرہم سے نوازا۔ اور احادیث صحیحہ سے یہ بھی بیان ہوا کہ آپ کی بغلوں سے دانت مبارکوں سے نور کے شعلے نکلتے۔ سورج اور چاند کی روشنی میں مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور غالب ہوتا۔ جیساکہ شیشے پر سورج یا چاند یا بجلی کی روشنی پڑے تو شیشے کی چمک ان کی روشنی پر غالب آجاتی ہے۔

ایسے ہی بلا تشبیہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مطہرہ پر جب سورج یا چاند کی روشنی پڑتی تو ان کی روشنی پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک غالب ہوتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت معتبرہ نے بھی تسلی کر دی کہ آپ نے فرمایا خَرَجَ مِنِّی نُورٌ میں نے نور جنا۔ وجود پیدا ہوئے والد و والدہ اور اولاد ہونے کے آپ کے نور ہونے میں شک نہیں۔ خداوند کریم کی شہادت والدہ ماجدہ کی شہادت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شہادت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت تمام متقدمین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی شہادت موافقین و مخالفین کی شہادت آپ کے نور ہونے کی انشاء اللہ پیش ہونگی۔ اور بشر کہنے کے متعلق

بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ پہلے پہر پچھلے پہر سایہ سجدہ کرتا ھے قبل از طلوع یا بوقت طلوع اور بعد از غروب یا بوقت غروب اور نصف نہار میں سایہ ساجد نہیں ہوسکتا کیونکہ ان اوقات میں انسان کا سایہ نہیں ھوتا۔

سائل:۔ تو پھر یہاں ظل کا کیا مطلب ھوگا۔

محمد عمر: حدیث کا جواب حدیث سے ھی عرض کرتا ھوں۔

الجامع الصغیر ۲/۱۳۱ } اَلسُّلْطَانُ الْعَادِلُ الْمُتَوَاضِعُ ظِلُّ اللّٰہِ
عادل اور عاجزی کرنے والا بادشاہ اللہ کا سایہ ھے۔کیا یہاں بھی سورج سے سایہ ھے؟

الجامع الصغیر ۲/۲۶ } سَبْعَۃٌ یُظِلُّھُمُ اللّٰہُ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِہٖ
سات آدمی ہیں ان کو اللہ اپنے عرش کے نیچے سایہ کرے گا۔

الجامع الصغیر ۲/۱۳۱ } اَلسُّلْطَانُ الْعَادِلُ الْمُتَوَاضِعُ ظِلُّ اللّٰہِ
بادشاہ انصاف والا عاجزی والا اللہ کا سایہ ھے۔کیا خداوند کا سایہ بھی ہوتا ھے

مجمع بحار الانوار ۲/۳۳۲ } سَبْعَۃٌ فِیْ ظِلِّ الْعَرْشِ اَیْ ظِلِّ رَحْمَتِہٖ
عرش کے سائے میں سات آدمی ہونگے یعنی اس کی رحمت کے سائے میں ہونگے

خداوند کریم کا سایہ اندھیرا نہیں۔اور اللہ کے سائے سے کوئی مخلوق خالی بھی نہیں۔ ایسے ہی عرش نوری ھے اس کا سایہ بھی نوری ھے۔

معلوم ہوا کہ نوریوں کا سایہ ھماری طرح اندھیرا نہیں ھوتا۔ بلکہ مراد زیر سایہ نور ہوتا ھے سورج کو پانی میں دیکھیں تو اس کا سایہ بھی روشن ہوتا ھے۔ہماری طرح اندھیرا نہیں ہوتا۔ ایسے ہی شیشے میں دیکھے تو اس کا عکس نوری نظر آئے گا۔ ثابت ھوا کہ نور کے سایہ میں اس کا عکس نوری ہوتا ھے۔جیسا کہ خاکی کا سایہ اندھیرا۔چونکہ وہ خود خاک ھے اس لیئے اس کا عکس بھی اندھیرا ہوگا۔ایسے ہی ملائکہ ان کا سایہ عکس نوری ہوتا ھے

(۲) البدایہ والنہایہ ۶/۱۵۲ وَبِیَدِ کُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عُصَيَّةٌ فَاَضَاءَتْ عَصَا اَحَدِهِمَا لَهُمَا حَتّٰی مَشَيَا فِي ضَوْءِهَا حَتّٰی اِذَا افْتَرَقَتْ بِهِمَا الطَّرِيْقُ اَضَاءَ لِلْاٰخَرِ عَصَاهُ

دونوں کے ہاتھ میں ڈنڈے تھے۔ ان دونوں سے ایک کی لاٹھی روشن ہو گئی۔ حتٰی کہ وہ دونوں اس لاٹھی کی روشنی میں چلنے لگے۔ جب دونوں نے راستہ الگ الگ اختیار کیا دوسرے کی لاٹھی بھی پہلی لاٹھی نے روشن کر دی۔

البدایہ والنہایہ ۶/۱۵۲ قَالَ البیہقی انا ابوعبداللہ الحافظ ثنا ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الاصبھانی ثنا احمد بن مہران ثنا عبید اللہ بن موسٰی انا کامل بن العلاء عن ابی صالح عن ابی ھُرَیْرَۃَ قَالَ کُنَّا نُصَلِّی مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم العشاء وکان یصلی فَاِذَا سَجَدَ وَثَبَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلٰى ظَهْرِهٖ فَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ اَخذھما فَوَضَعَهُمَا وَضْعًا رَفِيْقًا فَاِذَا عَادَ عَادَا فَلَمَّا صَلّٰی جَعَلَ وَاحِدًا ھٰھُنَا وواحد ھٰھُنَا فَجِئْتُهٗ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا اَذْهَبُ بِهِمَا اِلٰى اُمِّهِمَا فبرقت برقۃ فَقَالَ الْحَقَا بِاُمِّكُمَا فَمَا زَالَا يَمْشِيَانِ فِي ضَوْءِهَا حَتّٰى دَخَلَا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا آپ نے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے عشاء کی۔ اور حالتِ نماز میں ہی جب آپ نے سجدہ کیا تو حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما آپ کی پشت مبارک پر چڑھ گئے۔ تو جب آپ نے سر مبارک اٹھایا۔ ان دونوں کو پکڑا اور آرام سے رکھ دیا۔ پھر جب سجدے کی طرف رجوع فرمایا تو پھر وہ اوپر چڑھ گئے۔ پھر جب آپ نے نماز پڑھ لی ایک کو یہاں بٹھا دیا ایک کو وہاں تو میں آپ کے پاس حاضر ہوا۔ تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں ان دونوں کو ان کی والدہ ماجدہ کے پاس نہ لے جاؤں؟ تو اچانک ایک عظیم الشان چمک چمکی تو آپ نے فرمایا ان دونوں کو والدہ کے پاس گھر لے جاؤ۔ گھر میں دونوں کے داخلے تک وہ روشنی بدستور رہی۔

قرآنی دلائل سے پیش کیا جائے گا کہ مخالفین انبیاء علیہم السلام کفار اس خطاب سے انبیاء علیہم السلام کو توہیناً کہتے رہے۔ اور انبیاء علیہم السلام نے عجز و انکساری سے اپنے آپ کو بشر کہا۔ تمام قرآن کریم میں کسی امتی نے نبی اللہ کو بشر سے خطاب نہیں کیا۔ اس لیے ہم مسلمانوں کو بھی لائق یہی ہے کہ اعلیٰ خطاب عزت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق جن خطابات سے رب کریم نے نوازا آپ کو انہی بہترین اور باعزت خطابات سے یاد کرنا چاہیئے۔ نہ کہ اپنی بشریت کی شان بنانے کے لیئے میرے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے شان میں بشر بشر کا وظیفہ ہر وقت الاپا جائے۔

ایک دفعہ بشر کہنے والے کی اب تک اپیل بھی منظور نہیں ہوئی۔ اور نہ ہو سکے گی۔ اب تم سوچ کر زبان ہلاؤ۔ اپنی غلامی کو ملحوظ رکھتے ہوئے شانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق الفاظِ شان استعمال کرو۔ اور از سرتاپا دنیا میں از ابتدا تا قیامت بعد از قیامت جنت میں عالمِ ارواح میں عالمِ عقبیٰ میں مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نوری وجود ہونے کا عقیدہ رکھو۔ ورنہ قبر میں آپ کے نور کا قدر معلوم ہو جائے گا۔ جب اندھیری قبر ہوگی تو پچھتائے گا کہ کاش میں مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کا قائل ہو جاتا۔ اور آپ کے نور سے کچھ نور حاصل کر لیتا۔ تو آج قبر اندھیری نہ ہوتی۔ قبر میں کراماً کاتبین فرشتے نوری بغیر دروازے بغیر سوراخ قبر میں پہنچ جائینگے۔ ویسے ہی میرے محبوب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ گر ہونگے جو اپنے نور وجود ہونے کا ثبوت دینگے۔ یہاں دنیا میں بھی آپ نور سے منور فرماتے رہے۔ اور رب کریم نے تمام عالمین میں آپکے نور سے ذرے ذرے کو منور فرمایا جس سے کھرا کھر انظر آگیا۔ کھوٹا کھوٹا نظر آگیا۔ کسی کھوٹے کو بغیر کھوٹا کہے ہی عیاں فرما دیا۔ اللہ تعالےٰ سب مسلمانوں کو مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور اقدس سے منور فرمائے۔ اور آپکے نور کے قائل ہونے کی توفیق عطا فرما دے۔ اور بے سایہ کا سایہ گھڑنے سے محفوظ رکھے۔

میرے پیارے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نور گر تھے

(۱) مشکوٰۃ شریف ۵۴۴ { حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اسید بن حضیر اور عباد بن بشر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار سے رات کو باہر نکلے اندھیرا سخت تھا تو فرمایا

ہرایک کے ہاتھ میں ایک ایک لکڑی تھی۔ تو دونوں سے ایک کی لاٹھی روشن ہوگئی حتی کہ جب دونوں کا راستہ علیحدہ علیحدہ ہوا تو ایک نے دوسرے کے لیئے لاٹھی روشن کردی تو وہ دونوں اپنی اپنی لاٹھی کی روشنی میں چلے۔ حتی کہ اپنے اہل کو پہنچ گئے۔

(۶) البدایہ والنہایہ ۶/۱۵۹ } قال البیہقی انا ابوسعید عبد الملک بن ابی عثمان الزاھد انا ابوالحسین محمد بن احمد ابن جمیع الغسانی بثغرصید اثنا العباس بن محبوب بن عثمان بن عبید ابو الفضل ثنا ابی ثنا جدی ثنا صوفۃ بن عبید حدثنی

معرض ابن عبد اللہ بن معیقیب عن ابیہ عن جدہٖ قال حججت حجۃ الوداع فدخلت دارا بمکۃ فرایت فیھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وجھہ کدارۃ القمر۔

عبد اللہ اپنے دادے سے روایت کرتے ھیں کہ میں حجۃ الوداع میں حاضر ہوا۔ تو مکہ میں ایک گھر میں داخل ہوا۔ تو میں نے اس میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کا رُخ انور چاند کی ٹکی کی طرح چمک رہا تھا۔

کتاب الاستیعاب ۱/۲۱۱ شرح شفا الشہاب الدین خفاجی ۳/۱۳۴ الاصابہ ۳/۲۸۰ } اِنَّمَا سُمِّیَ الطفیل بن عمرو بن طریف بن العاص بن الثعلبۃ بن سلیم بن فہم ذالنور لانہ وفد علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ دوسا قد غلب علیہم الزنا فادع اللہ علیہم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللھم اھد دوسا ثم قال یا رسول اللہ یعنی الیہم واجعل لی اٰیۃ یھتدون بہا فقال اللھم

نوّر لہ فسطع نور بین عینیہ فقال یا رب انی اخاف ان یقولو مثلہ فتحولت الی طرف سوطہ فکانت تضیٔ فی اللیلۃ المظلمۃ فسمی ذالنور۔

طفیل رضی اللہ عنہ نے مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قبیلہ دوس پر زنا غالب آگیا ھے۔ اللہ تعالے سے ان کے متعلق دعا فرمایئے۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ نے فرمایا اے اللہ قبیلہ دوس کو ہدایت

کیوں جی صاحب دیکھا میرے پیارے مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کی چمک مسجد کے اندر سے چمکی اور گلی میں مڑتی ہوئی صاحبزادگان کو گھر پہنچا آئی۔ نورِ خداوندی نے پہاڑ طور پر جلوہ گری فرمائی جو ازلی ابدی نور ہے۔ اور میرے پیارے مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کے گلی کوچے میں جلوہ گری فرمائی۔ جو عالمین کا نور ھیں۔

(۴) البدایہ والنہایہ ۶/۱۵۲ } قال البخاری فی التاریخ حدثنی احمد بن الحجاج ثنا سفیان بن حمزہ عن کثیر بن یزید عن محمد بن حمزۃ بن عمرو الاسلمی عن ابیہ قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نتفرقنا فی لیلۃ ظلماء وحسۃ فاضاءت اصابعی حتی جمعوا علیہا ظہرہم وما ھلک منہم وان اصابعی لتنیرد (ورواہ البیہقی من حدیث ابراھیم بن المنذر الحزاف عن سفیان بن حمزہ ورواہ الطبرانی من حدیث ابراھیم بن حمزۃ الزھری عن سفیان بن حمزہ بہ محمد بن حمزہ

محمد بن حمزہ حمزہ بن عمرو سے روایت کرتے ہیں کہ ہم مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ تو اندھیری رات کی وجہ سے ہم علیحدہ علیحدہ ہو گئے۔ تو آپ نے میری انگلیوں کو روشن فرما دیا۔ تو سب اس روشنی پر جمع ہو گئے۔ اور ان سے کوئی بھی ھلاک نہ ھوا۔ اور میری انگلیاں ویسے ھی روشن رھیں۔

(۵) ابن عساکر ۳/۵۴ } واخرج البیہقی من طریق عبد الرزاق عن ثابت البنانی ان اسید ورجلا آخر من انصار تحدثا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ فی حاجۃ لہما فی لیلۃ شدید الظلمۃ ثم خرجا وبید کل واحد منہما عصیۃ فاضاءت عصا احدہما لہما حتی اذا نترق بہما الطریق اضاءت للآخر عصاہ فمشی کل واحد منہما فی ضوء عصاہ حتی بلغ اھلہ

حضرت اسید اور ایک صحابی اور انصار سے دونوں نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گفتگو کرتے رہے۔ ایک حاجت کے متعلق ایک سخت اندھیری رات میں پھر وہ دونوں نکلے اور

ہم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں اور ہم میں حق ہے ہم موت تک اس کی پیروی کرینگے۔ اور آپ کی مدد غیر محدود ہے۔

پورا ہونے والا ہے اور پرانا ستارہ ہے۔ چودھویں کا چاند بھی آپ ہی سے روشنی حاصل کرتا ہے۔ جس نے تمام بزرگیوں کو منور فرمادیا ہے۔

حضرت کعب بن زھیر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو قصیدہ بانت سعاد پڑھا

(۳) مستدرک ۳/۵۸۱ { اِنَّ الرَّسُوْلَ لَنُوْرٌ یُسْتَضَاءُ بِہٖ
مُھَنَّدٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ مَسْلُوْلٌ

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منور نور ہیں۔ آپ سے نور حاصل کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کی ہندی تلواروں سے ننگی تلوار ہیں۔

(۴) البدایہ والنہایہ ۴/۳۷۱ { اس کی سند ۴/۳۷۲ پر موجود ہے
وقد رواھا الحافظ البیھقی فی دلائل النبوۃ باسناد متصل

فقال انا عبد اللہ الحافظ انا ابو القاسم عبد الرحمن بن الحسن ابن احمد الاسدی بھذا ان ثنا ابراھیم بن الحسین ثنا ابراھیم ابن المنذر الحزامی ثنا الحجاج بن ذی الرقیبہ بن عبد الرحمن بن کعب بن زھیر بن ابی سلمیٰ عن ابیہ عن جدہ قال الخ

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا عقیدہ نور پر تھا اور یہ قصیدہ آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو پڑھا

(۵) البدایہ والنہایہ ۲/۲۵۸ ۵/۲۸ { العباس بن عبد المطلب یقول یا رسول اللہ انی ارید
ان امتدحک فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

دے۔ تو پھر طفیل رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ حضور ان کی طرف مجھے ھی بھیجئے۔ اور رب مجھے کوئی نشان بھی عطا فرمائیے۔ جس علامت کے سبب ان کو ھدایت ہو جائے تو آپ نے فرمایا اے اللہ اس کے لیئے روشنی کر دے۔ تو طفیل کے دونوں آنکھوں کے درمیان نور چمک اٹھا۔ تو فرمایا اے رب مجھے خوف ھے کہ مجھ کو مثلہ نہ کہیں۔ تو اس کی چمک اس کے کوڑے میں آگئی جو اندھیری رات میں چمکتا تھا۔ اسی لیئے اس کو ذالنور کہا جاتا تھا۔

اصحاب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ بھی نور پر تھا

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا عقیدہ بھی نور پر تھا

(۱) البدایہ والنہایہ ۳/۳۳۶

وَرَدْنَاهُ وَنُوْرُ اللّٰهِ يَجْلُوْا دُجَى الظَّلْمَاءِ عَنَّا وَالْغِطَاءِ
رَسُوْلُ اللّٰهِ لَقَدْ مِنَّا بِاَمْرٍ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اَحْكَمُ بِالْقَضَاءِ

آپ کی خدمت اقدس میں ھم حاضر ہوئے۔ ہمارے اندھیروں کی سیاھی روشن ھوگئی۔ اور پردے اٹھ گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ رب العزت کا ارشاد ھمارے پاس لائے جو بہت مضبوط فیصلہ ھے۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا عقیدہ نور پر تھا

(۲) البدایہ والنہایہ ۳/۳۳۶

فِيْنَا الرَّسُوْلُ وَفِيْنَا الْحَقُّ نَتْبَعُهٗ
حَتَّى الْمَمَاتِ وَنَصْرٌ غَيْرُ مَحْدُوْدٍ
دَافٍ وَمَاضٍ شِهَابٌ يُسْتَضَاءُ بِهٖ
بَدْرٌ اَنَارَ عَلٰى كُلِّ الْاَمَاجِدِ

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے عورتیں اور لڑکے اور لڑکیاں یہ نوری شعر گاتے تھے۔ چودھویں رات کا چاند وداع کی گھاٹیوں سے ہم پر طلوع ہوا۔ اللہ تعالےٰ کی طرف بلانے والے کی دعوت کا ہم پر شکریہ واجب ہے۔ (کہ درود شریف پڑھا جائے۔

یہودی کا آپ کے نور کو تسلیم کرنا

عَنْ حَسَّان بن ثابت قَالَ اِنِّی لغلامٌ یَّفِقَہٌ بْنُ سَبْعِ سنین او ثمان سِنِیْنَ اَعْقِلُ مَا رَاَیْتُ وَسَمِعْتُ اِذَا یَہُوْدِیٌّ فِیْ یَثْرِبَ یَصْرُخُ ذَاتَ غَدَاۃٍ یَا مَعْشَرَ یَہُوْدٍ فَاجْتَمَعُوْا اِلَیْہِ وَاَنَا اَسْمَعُ نَقَالُوْا وَیْلَکَ مَالَکَ؟ قَالَ قَدْ طَلَعَ نَجْمُ اَحْمَدَ الَّذِیْ یُوْلَدُ بِہٖ فِیْ ھٰذِہِ اللَّیْلَۃِ ط — البدایہ والنہایہ ۲/۲۶۷

حسان بن ثابت رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ میں سات آٹھ سال کا چھوٹا بچہ تھا۔ اور جو میں دیکھتا مجھے اچھی طرح یاد رہتا۔ اور میں نے سُنا اچانک ایک یہودی ایک دن چلا رہا تھا اے یہودیو! تو وہ اس کے پاس جمع ہو گئے۔ اور میں نے اچھی طرح سُنا انہوں نے کہا افسوس ہے تجھ پر تمہیں کیا ہوا۔ اس نے کہا احمد کا ستارہ طلوع ہوا۔ وہ جو اس رات میں پیدا کیا گیا ہے۔

ابو طفیل عامر کا عقیدہ

ابو طفیل عامر بن واثلہ کنانی نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے سامنے اشعار پڑھے۔ ان میں سے ایک شعر یہ بھی ہے

اَنَّ النَّبِیَّ ھُوَ النُّوْرُ الَّذِیْ کُشِطَتْ بِہٖ
عَمَایَاتُ مَا فِیْنَا وَ بَاقِیْنَا — استیعاب ۱/۳۴۷

قُل لَا یُفضِضِ اللّٰہُ فَاکَ فَانشَأَ یَقُولُ وَاَنتَ لَمَّا وُلِدتَ اَشرَقَتِ الاَرضُ وَضَاءَت
بِنُورِکَ الاُفُقُ فَنَحنُ فِی ذٰلِکَ الضِّیَاءِ وَفِی النُّورِ وَسُبُلِ الرَّشَادِ نَختَرِقُ

حضرت عباس عرض کرتے ہیں۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا ارادہ ہے کہ میں آپ کی تعریف بیان کروں مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خداوند کریم تیرے منہ کو نیچے نہ کرے پڑھ تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے شعر پڑھنا شروع کر دیا۔

حضور آپ جب پیدا کئے گئے تمام زمین روشن ہو گئی۔ اور آپ کے نور سے تمام آسمان بھی روشن ہو گیا۔ تو ہم بھی آپ کی روشنی سے منور ہیں۔ اور ہدایت کے راستوں پر گامزن ہوتے ہیں۔

آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت حاصل کر کے آپ کو نور کہہ رہے ہیں۔ اور آپ کا زمین اور آسمان کو منور فرمانے کا اقرار بھی کر رہے ہیں۔ اگر یہ معاذ اللہ عقیدہ شرکیہ ہوتا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو روک دیتے۔ اور جب میرے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے روکا نہیں عباس رضی اللہ عنہ کو بلکہ داد دی تو ثابت ہوا کہ آپ حقیقۃً نور ہیں۔ اور دوسری بات یہ بھی ثابت ہو گئی کہ اگر آپ کے نور ہونے کے اشعار پڑھے جائیں تو یہ سنت ہے۔ بدعت و شرک نہیں۔ اور جو نہیں پڑھتے یا ایسے اشعار کو جس میں آپ کے نور کا ذکر ہو برا مانتے ہیں وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معاندین سے ہیں۔

مدینہ طیبہ کے بچے بوڑھے آپ کے نور کے قائل تھے

(۶) البدایہ والنہایہ ۵/۲۳ | قَالَ الْبَیہَقِیُّ اخبرنا ابو نصر بن قتادۃ اخبرنا ابو عمرو بن مطر سمعت اباخلیفۃ یقول سمعت ابن عائشۃ یقول لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ المَدِینَۃَ جَعَلَ النِّسَاءُ وَالصِّبیَانُ وَالوَلَائِدُ یَقُلنَ ؎

طَلَعَ البَدرُ عَلَینَا مِن ثَنِیَّاتِ الوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّکرُ عَلَینَا مَا دَعَا لِلّٰہِ دَاعٍ

شہید کی قبر سے نور کا ظہور

بابُ فی النورِ یُریٰ عندَ قبرِ الشہید

(۱۲) ابوداؤد شریف ۱/۳۴۹ { حدثنا محمد بن عمرو الرازی نا سلمہ یعنی ابن الفضل عن محمد بن اسحق حدثنی یزید بن رومان عن عروۃ عن عائشۃ رضی

اللہ عنہا قالت لما مات النجاشی کنا نتحدث انہ لا یزال یُریٰ علی قبرہٖ نور۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرمایا جب نجاشی شہید ہوئے ہم گفتگو کرتے تھے ہمیشہ اس کی قبر سے نور دیکھا جاتا تھا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حیض و نفاس سے مبرا تھیں

(۱۳) ابن عساکر ۱/۳۹۱ { احمد ابن عثمان بن ابراہیم ابوبکر بغدادی العلقی حدث بدمشق عن محمد بن عبدالملک الدقیقی و عبداللہ بن محمد

بن ابی الدنیا و روی عنہ ابوبکر محمد بن سلیمان البندار و روی عن طریقۃ عن انس

بن مالک عن امہ ام سلیم قالت لم نر لفاطمۃ رضی اللہ عنہا دما فی حیض ولا نفاس۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اپنی والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں آپ فرماتی ہیں کہ ہم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیئے کوئی خون حیض و نفاس میں نہیں دیکھا۔

متقدمین کا عقیدہ آپ کے نور ہونے پر تھا

غیروں کا آپ کے نور کو دیکھنا اور ابن کثیر کا عقیدہ بھی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے پر تھا

(۱۴) البدایہ والنہایہ ۲/۲۶۶ { وما راٰہ النجاشی ملک الحبشۃ وظہور النور معہ حتیٰ

بے شک نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم وہ ایسے نُور ھیں جن کے سبب ہمارے سابقین اور باقیوں کی گمراہیاں دور ھوگئیں۔

اس سے ثابت ھُوا کہ ابو طفیل عامر بن واثلہ کا عقیدہ بھی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نُور ہونے پر تھا۔ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا عقیدہ بھی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور پر تھا۔ اور صاحب کتاب ھذا ابن عبدالبر کا عقیدہ بھی میرے پیارے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نوری ھونے پر تھا۔ جنہوں نے اس نوری شعر کو نقل فرمایا۔

علامہ زرقانی اور یوسف نبہانی کا عقیدہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نُور پر تھا

(۹) جواہر البحار ۱/۲۷
(۱۰) زرقانی ۱/۲۷

لَمَّا تَعَلَّقَتْ اِرَادَۃُ الْحَقِّ تَعَالٰی بِاِیْجَادِ خَلْقِہٖ وَتَقْدِیْرِ رِزْقِہٖ اَبْرَزَ الْحَقِیْقَۃَ الْمُحَمَّدِیَّۃَ مِنَ الْاَنْوَارِ الصَّمَدِیَّۃِ فِی الْحَضْرَۃِ الْاَحَدِیَّۃِ

جب حق تعالےٰ کا ارادہ ہُوا خلقت پیدا فرمانے کا اور ان کے رزق مقدر کرنے کا۔ اس نے حقیقتہ محمدیہ کو انوارِ صمدیہ سے دربارِ احدیت میں ظاہر فرمایا۔

ابرز الحقیقۃ المحمدیۃ کی شرح زرقانی نے کی ھے

(۱۱) زرقانی ۱/۲۷

لِقَوْلِہٖ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ اَیْ قَدَّرَہٗ عَلٰی اَصْلِ الْوَضْعِ اللغوی وَبِھٰذَا الاعتبار یُسَمّی الْمُصْطَفٰی بِنُوْرِ الْاَنْوَارِ وَبِاَبِی الْاَرْوَاحِ ط

آپ کے فرمان اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ کے مطابق یعنی رب العزت نے وضع لغوی کے اصول پر مقدر فرمایا۔ اس لیئے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک نُورُ الْاَنْوَارِ اور اَبُوا لْاَرْوَاحِ رکھا گیا۔

کو پیدا فرمایا اپنی ذات سے۔

الباب الثامن والخمسون فی الصورۃ المحمدیۃ وانہا النور

(۴) انسانِ کامل ۲/۳۰ } اِنَّ اللہَ خَلَقَ الصُّوْرَۃَ الْمُحَمَّدِیَّۃَ مِنْ نُوْرِ اِسْمِہٖ الْبَدِیْعِ الْقَادِرِ
اور بے شک اللہ تعالےٰ نے صورت محمدیہ کو اپنے اسم بدیع قادر کے نور سے پیدا فرمایا۔

مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کے منکر کو کہیں سے بھی نور حاصل نہ ہوگا

اور جو شخص مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور ہونے کا قائل نہیں تو رب العزت نے اسے نور سے مطلقاً جواب دے دیا۔ جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے۔

نور ۱۸/۵ } وَمَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللہُ لَہٗ نُوْرًا فَمَا لَہٗ مِنْ نُّوْرٍ
اور جس شخص کے لیئے اللہ تعالےٰ نے نور نہیں بنایا۔ تو اس کے لیئے کوئی روشنی نہیں ہے۔

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ بھی یہی تھا کہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نوری ہیں۔ اور سب اشیا سے آپ کا نور مقدم تھا۔ اور اللہ تعالےٰ نے اپنے نور سے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو پیدا فرمایا۔

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ آپ کے نور کے متعلق

(۵) مکتوبات شریف دفتر سوم مکتوب صدم صفحہ ۵، حصہ نہم } باید دانست کہ خلق محمدی در رنگ خلق سائر افراد انسانی نیست بلکہ بخلقے ہیچ فردے از افراد عالم مناسبت ندارد کہ او صلی اللہ علیہ وسلم کہ باوجود نشاء عنصری از نورِ حق جل و علا مخلوق گشتہ است

اَضَاءَتْ لَہٗ قُصُوْرُ الشَّامِ حِیْنَ وُلِدَ وَمَا شُوْھِدَ مِنَ النُّوْرِ فِی الْمَنْزِلِ الَّذِیْ وُلِدَ فِیْہِ وَدَنُوُّ النُّجُوْمِ مِنْھُمْ وَغَیْرُ ذَالِکَ

حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے دیکھا۔ اور نور کا ظاہر ہونا مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حتی کہ شام کے محلات اس نور سے روشن ہو گئے۔ جب آپ پیدا کئے گئے اور جس مکان میں آپ پیدا کئے گئے اس میں نور کا مشاہدہ کیا گیا۔ اور ستاروں کا ان سے قریب ہونا اور اس کے سوا اور بھی آپ کے نور کے دلائل ہیں۔

عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ نور پر تھا

(۲) الابریز ۲۷۲ } وَاِنَّ مَجْمُوْعَ نُوْرِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَوْ وُضِعَ عَلَی الْعَرْشِ لَذَابَ وَلَوْ وُضِعَ عَلَی الْحُجُبِ السَّبْعِیْنَ الَّتِیْ فَوْقَ الْعَرْشِ لَتَھَافَتَتْ وَلَوْ جُمِعَتِ الْمَخْلُوْقَاتُ کُلُّھَا وَوُضِعَ عَلَیْھَا ذَالِکَ النُّوْرُ الْعَظِیْمُ لَتَھَافَتَتْ وَتَسَاقَطَتْ

اور بلاشک مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے پورے نور کو اگر عرش پر رکھ دیا جائے تو عرش پگھل جاوے۔ اور عرش پر جو ستر پردے ہیں ان پر آپ کا نور مبارک اگر رکھ دیا جائے تو گر جائے۔ اور اگر تمام مخلوقات کو جمع کیا جائے اور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ نور عظیم اس پر رکھا جائے تو وہ بھی گر جائے۔

عبدالکریم بن ابراہیم جیلانی کا عقیدہ کہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے نور سے پیدا ہوئے

(۳) انسان کامل ۲/۳۹ } اِعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَمَّا خَلَقَ النَّفْسَ الْمُحَمَّدِیَّۃَ مِنْ ذَاتِہٖ تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ ضرور اللہ تعالیٰ نے جب نفس محمدیہ کو

تمہارا کہنا کہ آپ نور ہیں غلط ثابت ہوا۔

محمد عمر : جناب جبریل علیہ السلام کو نوری سمجھتے ہو یا خاکی۔

سائل : فرشتے سب نوری ہیں۔

محمد عمر : جبریل علیہ السلام دربار مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوتے ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ ان کے متعلق روایات کرتے ہیں۔

مشکوٰۃ شریف ۱۱ } اِذَا طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيْدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا يُرٰى عَلَيْهِ اَثَرُ السَّفَرِ

اچانک ہمیں ایک آدمی آیا سخت سفید کپڑوں والا سخت سیاہ بالوں والا اس پر سفر کا کوئی نشان ظاہر نہ ہوتا۔

کیوں جناب حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ حضرت جبریل علیہ السلام نوری پر رجل کا لفظ استعمال کر رہے ہیں۔ کیا جبریل علیہ السلام کے نوری ہونے میں فرق پڑا۔ یا رجل کے لفظ استعمال کرنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جبریل علیہ السلام کی حقیقت سے ناواقف ہونے پر محمول کرو گے۔ بلکہ انہوں نے آگے خود ہی ارشاد فرما دیا کہ لَا يَعْرِفُهٗ مِنَّا اَحَدٌ کہ ہم سے اس کو کوئی پہچانتا نہ تھا۔ اور پھر ناواقفیت کی بنا پر ہی اگر کہو تو یہ بھی ٹھیک نہیں کیونکہ بعد میں مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے تو واقفیت کرا دی تھی فَاِنَّهٗ جِبْرِيْلُ کہ یہ جبریل تھا تو پھر روایت بیان کرتے وقت ہی آپ رجل کا لفظ استعمال نہ کرتے۔ حالانکہ روایت کرتے وقت بھی آپنے اِذَا طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ ہی فرمایا تو ثابت ہوا کہ حقیقۃ جس شکل میں متشکل ہو کر آئے حکم ہیئۃ کذائیہ ظاہری شکل کا ہوتا ہے۔

لیکن کسی ہیئۃ کذائیہ میں متشکل ہونے سے حقیقۃ کا انکار نہیں ہو سکتا۔ مثلاً انسان کی حقیقت مٹی ہے پھر بھی تو انسان ہی کہلاتا ہے۔ لیکن اس کی حقیقت نطفہ ہونے سے اس کو انکار نہیں اور انسان کی اس حقیقت ...

كَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ خُلِقْتُ مِنْ نُوْرِ اللهِ ؕ

جاننا چاہیے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش پیدائشی صفت میں تمام انسانی افراد کی طرح نہیں ہے۔ بلکہ پیدائش میں تمام جہان کے افراد سے کسی ایک فرد سے بھی آپ کی پیدائش مناسبت نہیں رکھتی۔ کیونکہ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم باوجود عنصری پیدائش کے اللہ تعالےٰ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں۔ جیسا کہ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میں اللہ تعالےٰ کے نور سے پیدا کیا گیا ہوں۔

نورِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

(۶) قصیدۃ النعمان ۲۲ }
اَنْتَ الَّذِیْ مِنْ نُوْرِكَ الْبَدْرُ اكْتَسٰى
وَالشَّمْسُ مُشْرِقَةٌ بِنُوْرِ بَهَاكَ

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ وہ نور ہیں کہ آپ کے نور سے چودھویں رات کا چاند منور ہوا۔ اور آپ کے ہی اعلیٰ نور سے سورج چمکنے والا ہوا۔

اے حنفیت کا دعوی کرنے والو! سوچو! جب ہمارے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجسمہ نور ہیں۔ اور آپ کے ہی نور سے چودھویں رات کے چاند کو روشنی ملی۔ اور سورج کو بھی جمال مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی چمک حاصل ہوئی۔ اب تم خود فیصلہ کرلو کہ تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے کا انکار کرکے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد بن سکتے ہیں یا نہیں۔ اور نورِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرکے حنفی کہلانے کے حقدار ہیں یا نہیں۔

لفظ رجل کا جواب

"سائل" رجل کا لفظ نبیوں پر آیا اور رجل جنس انسان پر ہی بولا جاتا ہے۔ لہٰذا

میں منتقل ہوتا رہا۔ آپ کے والدِ ماجد حضرت عبداللہ کے پاس رب کریم نے پہنچایا۔ پھر منتقل ہو کر حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے دنیا میں بجسدہٖ ظہور پذیر ہُوا اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے نورِ پاک کے سب مخلوق سے اول ہونے کا اقرار تمہارے بڑے مسلّمہ بزرگ دیوبندی مولوی اشرف علی صاحب بھی تسلیم کر چکے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

اکابرینِ دیوبندیہ کے قلم سے

مولوی اشرف علی صاحب اور نورِ مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

سب سے پہلے مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور جلوہ گر تھا

(۱) نشر الطیب ۶ مولفہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی سے { پہلی فصل نور محمدی کے بیان میں۔ پہلی روایت عبدالرزاق نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کیا ہے کہ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ مجھ کو خبر دیجئے کہ سب اشیاء سے پہلے تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اپنے نور سے (نہ بایں معنی کہ نورِ الٰہی اس کا مادہ تھا۔ بلکہ اپنے نور کے فیض سے) پیدا کیا۔ پھر وہ نور قدرتِ الٰہیہ سے جہاں اللہ تعالےٰ کو منظور ہوا سیر کرتا رہا اور اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم تھا۔ اور نہ بہشت تھی اور نہ دوزخ تھا۔ اور نہ فرشتہ تھا اور نہ آسمان تھا۔ اور نہ زمین تھی۔ اور نہ سورج تھا اور نہ چاند تھا۔ اور نہ جن تھا۔ اور نہ انسان تھا۔ پھر جب اللہ تعالےٰ نے اور مخلوق کو پیدا کرنا چاہا۔ تو اس نور کے چار حصے کیئے۔ اور ایک حصے سے قلم پیدا کیا۔ اور دوسرے حصے سے لوح اور تیسرے سے عرش آگے طویل حدیث ہے۔

حقیقت انسانی یاد دلائی کہ اَلَمْ یَکُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِیٍّ یُّمْنٰی کہ اے انسان کیا تو نطفہ نہ تھا۔ جو منی سے ڈالا گیا۔ اور اس کا اصل بھی یاد دلایا بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ تو ثابت ہوا کہ کسی حقیقت کے کسی ھیئۃ کذائیہ میں متشکل ہونے نے اس کی حقیقت کا انکار نہیں ہو سکتا تو مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جن کے نور پاک کو رب العزت نے قبل از آدم علیہ السلام پیدا فرمایا تو وہ صلب آدم علیہ السلام سے منتقل ہوتا ہوا بطن آمنہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے ظاہر ہوا ان کی حقیقت کا تم کیسے انکار کر سکتے ہو اور اگر حقیقۃ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت مطہر نور ہونے سے تمہیں انکار ہو تو تمہاری کون سنتا ہے ملاحظہ ہو۔

مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پاک حضرت آدم علیہ السلام سے منتقل ہوتا ہوا حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ تک پہنچا

وَھِیَ اَنْ لَا یُوْضَعَ ھٰذَا النُّوْرُ الَّذِیْ کَانَ فِیْ وَجْہِ اٰدَمَ کَالشَّمْسِ الا فی المطھرات مِنَ النِّسَآءِ وَلَمْ تَزَلْ ھٰذِہِ الْوَصِیَّۃُ جَارِیَۃً } زرقانی ۱/۶۵

مُنْتَقِلًا مِّنْ قَرْنٍ اِلٰی قَرْنٍ (اِلٰی اَنْ اَدّٰی) اَوْصَلَ اللّٰہُ النُّوْرَ اِلٰی عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَوَلَدِہٖ عَبْدِ اللّٰہِ (وَھِیَ اَنْ لَا یَضَعَ ھٰذَا النُّوْرَ

اور وہ یہ ہے کہ نہیں رکھا گیا یہ نور کہ وہ نور جو حضرت آدم علیہ السلام کے چہرے میں سورج کی طرح تھا مگر پاکیزہ عورتوں میں) اور یہ وصیت جاریہ ایک قرن سے دوسرے قرن کی طرف منتقل ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ پہنچایا اللہ تعالےٰ نے نور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عبد المطلب تک اور ان کے لڑکے عبد اللہ تک۔

اس سے ثابت ہوا کہ نور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام سے قبل تھا۔ جو حضرت آدم علیہ السلام کے رُخ انور میں رکھا گیا۔ اور قرن بہ قرن مطہرات

محتاط دیندار راست گو آدمی ہیں۔ کانپور میں اس زمانہ میں دیکھا کہ حضور سرورِ عالم جناب نبی مکرم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک براق پر تشریف لائے ہیں۔ میری حالت اس وقت یہ تھی کہ گویا میں سو نہیں رہا۔ جاگ رہا ہوں۔ حضور سے عرض کیا کہ آج کل کانپور میں بہت شورش ہو رہی ہے۔ اور مولانا اشرف علی صاحب سے بہت لوگ مخالفت کر رہے ہیں۔ اس کی کیا اصلیت ہے۔ اس کے جواب میں حضور نے تمام حاضرین کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا جو کچھ اشرف علی نے لکھا ہے وہ صحیح ہے۔ اور اس کے بعد حضور نے صرف مجھ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ اشرف علی سے کہہ دینا کہ جو کچھ تم نے لکھا ہے۔ وہ بالکل صحیح ہے۔

کیوں جناب! اب اس فیصلہ کے بعد بھی تم مولوی اشرف علی صاحب کے فیصلہ کو ٹھکراؤ۔ تو تم جماعت اشرفیہ دیو بندیہ سے خارج ہو جاؤ گے۔ باقی رہا اس خواب کا فیصلہ تو دیوبندیوں کے لیئے اٹل مولوی اشرف علی صاحب کا فیصلہ ثابت ہوا۔ دروغ برگردن راوی۔ اور مولوی اشرف علی صاحب کا ارشاد سنیئے

(۳) نشر الطیب ۲۷۵

نام احمد چوں چنیں یاری کند
تاکہ نورش چوں مددگاری کند

مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم پاک احمد جب ایسے مدد کرتا ہے۔ تو آپ کا نور پاک بھی ایسے ہی مدد کرتا ہے۔

مولوی اشرف علی صاحب اپنی کتاب نشر الطیب پر مولوی ذوالفقار علی دیوبندی کے کلام کو نقل فرماتے ہیں۔

(۴) نشر الطیب ۱۲

وَکُلّ اٰیٍ اَتَی الرُّسُل الکرام بِـھَا
فَاِنَّمَا اتصلت من نورہٖ بِھِمُ

اور ہر معجزہ جو تمام رسل لائے ہیں۔ وہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور پاک

ف۔ اس حدیث سے نورِ محمدی کا اول الخلق ہونا باولویت حقیقتہ ثابت ہوا۔ کیونکہ جن جن اشیا کی نسبت روایات میں اولویت کا حکم آیا ہے۔ ان اشیاء کا نورِ محمدی سے متاخر ہونا اس حدیث میں منصوص ہے۔

کیوں جناب! اب تم فیصلہ کر لو کہ تمہارے ایسے بڑے عالم مولوی اشرف علی صاحب نے نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو سب مخلوق سے اول ہونا بلکہ انسان کی انسانیت سے اوّل ہونا تسلیم کر لیا ہے۔ اور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت نوری تسلیم کر لی ہے یہ حقیقت محمدیہ ہے۔ جس کو مولوی اشرف علی صاحب نے تسلیم کیا۔ اور بدلیل حدیث شریف اقرار کیا۔

سوال:۔ ہمارے لئے مولوی اشرف علی صاحب حجۃ نہیں ہے۔

محمد عمر: جناب مولوی اشرف علی صاحب، اکابرین دیوبندیہ ہیں حکیم الامت ہیں۔ دن رات مولوی اشرف علی صاحب کے ترجمے کو پڑھو اور پڑھاؤ۔ ان کے بہشتی زیور اور بوادر النوادر سے فتوے ثبت کرو۔ ان کے نام سے اپنے مدرسوں کو منسوب کرو۔ تو تمہارے اس انکار سے ثابت ہوا کہ تمہارا منسوب کرنا محض چندے کی خاطر ہے۔ کچھ تو خدا کا خوف کرو۔ اپنے بزرگوں کو تو کافر و مشرک نہ بناؤ۔ تم نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو نور تسلیم کرنے والوں کو کافر کہہ کر اپنے تمام اکابرین کو بھی کافر بنا دیا۔ آئیے اب مولوی اشرف علی صاحب کی بیان کردہ حدیث نور کی توثیق کا ثبوت بھی مولوی اشرف علی صاحب کی زبانی سن لیجیے۔

مولوی اشرف علی صاحب فرماتے ہیں۔

دیوبندی حضرات کے لئے مولوی اشرف علی صاحب کا کلام رد نہیں ہو سکتا

(۲) نشر الطیب ۲۷۵ / ۲۷۶ کے ردیائے لمول منشی شرافت اللہ صاحب نے جو ایک صالح

جَاءَكُمْ رَسُوْلُنَا کے ساتھ جو آپ کی شان بیان فرمائی وہ یہ ہے یُبَیِّنُ لَکُمْ کَثِیْرًا مِّمَّا کُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْکِتٰبِ یعنی آپ کو مبین و مظہر فرمایا ہے۔ اب سمجھیے کہ نور کی تعریف ظاہر بنفسہٖ مظہر لغیرہٖ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مظہر کے بہت مناسب ہے۔ کہ مراد نور سے آپ ہوں۔ اور اس کے آگے قرآن کی شان میں فرماتے ہیں کِتٰبٌ مُّبِیْنٌ یَّهْدِیْ بِهِ اللّٰهُ تو کتاب کو تو آلۂ اظہار فرمایا۔ اور آپ کو یُبَیِّنُ میں خود مظہر فرمایا۔ پس یہ قرینہ ہے تفسیر بالا کا۔ اور گو کتاب بھی ظاہر کرنے والی ہوتی ہے۔ مگر اس میں آیت کی شان زیادہ ملحوظ ہوتی ہے۔ توضیح اس کی یہ ہے کہ کتاب میں بھی ظہور اور اظہار دونوں ہوتے ہیں)۔ اور نور میں بھی دونوں ہوتے ہیں۔ لیکن ایک فرق ہے۔ وہ یہ ہے کہ نور پر جب اول بار نظر ہوتی ہے۔ تو یہ نیت اور خیال بھی نہیں ہوتا کہ وہ خود نظر آیا ہے۔

مثلاً نور سے کتاب دیکھی۔ تو اس طرف ذہن بھی نہیں کہ ہم کو نور نظر آیا ہے پھر اس کے ذریعے سے کتاب نظر آئی ہے۔ بلکہ اس میں اول ہی سے مظہر کی شان ہوتی ہے۔

برخلاف کتاب کے کہ اصل یہاں نیت ہوتی ہے۔ کہ وہ خود سمجھ میں آوے پھر سمجھ کے آنے کے بعد ان مضامین میں سے دوسری جگہ کے احکام منکشف کیے جاتے ہیں۔ تو نور کی شان میں تو اظہار

تو نور کی شان میں تو اظہار غالب ہے۔ اور کتاب میں ظہور غالب ہے یَهْدِیْ بِهِ اللّٰهُ کتاب کے زیادہ مناسب ہے۔ اور نور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ مناسب ہے۔ یہ ہے وجہ ترجیح۔

مگر اس میں ایک اشکال ہو سکتا ہے کہ دوسری جگہ ارشاد ہے جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا تو یہاں

کے وسیلہ سے ان کو حاصل ہوا ہے

(۵) نشر الطیب ۱۹ } دوسری روایت نیز حمل رہنے کے وقت آپ کی والدہ ماجدہ نے ایک نور دیکھا جس سے شہر بصریٰ علاقہ شام کے محل ان کو نظر آئے۔

کذا فی سیرۃ ابن ھشام ط

ف اور یہ نور کا دیکھنا اس قصہ کے علاوہ ہے۔ جو عین ولادت کے وقت اسی طرح کا واقعہ ہوا۔

(۶) نشر الطیب ۲۱ } دوسری روایت عثمان بن ابی العاص اپنی والدہ ام عثمان ثقیفہ سے جن کا نام فاطمہ بنت عبداللہ ہے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتی کہ جب آپ کی ولادت شریفہ کا وقت آیا تو آپ کے تولد کے وقت میں نے کعبہ کو دیکھا۔ کہ نور سے معمور ہو گیا۔ اور ستاروں کو دیکھا کہ زمین سے اس قدر نزدیک آگئے کہ مجھ کو گمان ہوا کہ مجھ پر گر پڑیں گے۔ روایت کیا اس کو بیھقی نے کذا فی المواھب ط

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نوری ہونے کو نص قرآنی سے ثابت فرماتے ہیں

ملاحظہ ہو۔

(۷) شلج الصدور ۳۳ } یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا وَّ دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا ط

پس منجملہ ان آیات کے ایک یہ آیت بھی ہے۔ جس کی میں نے تلاوت کی ہے۔ اور اس کی ایک تفسیر یہ ہے۔ جو میں نے ذکر کی کہ نور سے مراد حضور ہوں۔ اور اس تفسیر کی ترجیح کی وجہ یہ ہے۔ کہ اس سے اوپر بھی قَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلُنَا فرمایا ہے تو یہ قرینہ ہے اس پر کہ دونوں جگہ جَآءَکُمْ کا فاعل ایک ہو۔ دوسرے اوپر قَدْ

نہیں۔ اور دن کو چونکہ آفتاب کے ہوتے ہوئے وہ سب بزبانِ حال دعوی نور کرتے ھیں کیسے جھوٹے پڑجاتے ھیں۔ پس دعوی سے ھمیشہ رسوائی ہوتی ھے۔ اور اتباع سے ہر طرح سلامتی ھے۔ دنیا کے اندر بھی یہی دیکھا جاتا ھے۔ کہ مساوات اکابر میں خطرہ ھے اور تطفل میں سلامتی۔

(۹) ثلج الصدور ۲ } نبی خود نور اور قرآں ملا نور
نہ ہو کیوں مل کے پھر نورٌ علیٰ نور

مولوی اشرف علی صاحب کے انہی حوالہ جات پر اکتفا کرتا ھوں۔ امید ھے کہ مولوی اشرف علی صاحب کے عقیدتمند حضرات تو انشاء اللہ العزیز مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے پر پس و پیش نہ کریں گے۔ اور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور کہنے والوں پر کفر کے فتوے نہ چسپاں کریں گے۔ بلکہ اپنے عقیدے کو بھی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے کا یقین کریں گے۔

اب اور اکابرین دیوبندیہ کے چند اقوال نورِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پیش کرتا ھوں۔ امید ھے کہ انشاء اللہ العزیز سن کر آپ کی تسلی ہو جائے گی۔

شاہ عبدالرحیم صاحب والد ماجد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ نورِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر

(۱۰) انفاس رحیمیہ ۱۲ } پس ظہور جمیع اسماءِ متقابلہ چوں ھادی و مُضل و معطی و مانع و معز و مذل و باسط و قابض و رافع و مناقض و اسماء غیر متقابلہ و جمیع حقائق مختلفہ و جمیع افراد متعددہ از اعلیٰ و ادنیٰ و نفیس و خسیس از عرش تا بفرش و ملائکہ علوی و جنہ سفلی ہمہ ناشی ازاں حقیقت محمدی است

برہان سے مراد غالباً بقرینہ جَآءَکُمْ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور نور سے مُراد غالباً بقرینہ اَنْزَلْنَا قرآن ہے۔ اور یہی نور وہاں بھی آیا ہے۔ اور اَلْقُرْاٰن یفسر بعضہ بعضًا تو جواب اس کا یہ ہے کہ ہم یہ کب دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ جہاں لفظ جَآءَکُمْ ہو وہاں اس کا فاعل حضور صلی اللہ علیہ ہی ہونگے۔ ممکن ہے کہ یہاں جَآءَکُمْ کی اسناد کتاب کی طرف مجازاً ہو۔ مگر جہاں اسناد حقیقی بن سکے وہاں اسکو کیوں نہ اختیار کیا جائے۔ اور اور یہاں یعنی قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ میں ہو سکتا ہے۔ پس یہاں یہی مناسب ہوگا۔ دوسرے ہم اَنْزَلْنَا سے بھی رسول ہی مراد لے سکتے ہیں۔ چنانچہ ایک اور مقام پر اَنْزَلْنَا اِلَیْکُمْ ذِکْرًا رَّسُوْلًا بدل بطور تفسیر ہے ذِکْرًا سے یہاں بھی اَنْزَلْنَا کا معمول لفظ رَسُوْلًا واقع ہوا ہے۔ پس اس سے بھی تفسیر مختار پر کوئی غبار نہیں رہا۔

مولوی اشرف علی صاحب کا فیصلہ

غیرت نبویہ کا مقولہ زبان حال سے

(۸) ثلج الصدور مصنفہ مولوی اشرف علی صاحب

در شعاع بے نظیرم لا شوید
ورنہ پیش نور من رسوا شوید

میری شعاع بے نظیر کے سامنے فنا ہو جاؤ۔ یعنی میرے ہی تابع ہو کر رہو۔ ورنہ میرے نور کے سامنے رسوا ہو جاؤ۔

جیسے آفتاب کے سامنے چاند اور ستارے بے نور ہو جاتے ہیں۔ باقی رات کو جو کہ تفرد کا وقت ہے۔ قمر اور کواکب میں جو نور ہوتا ہے۔ تو نور کا پر تو جو کہ معتدبہ نور ہے۔ اس وقت بھی شمس ہی سے مستعار ہوتا ہے۔ اور کواکب کا نور خود معتدبہ

جملہ کمالات عالم وعالمیاں ہے۔
یہی معنیٰ لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ اور اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللہُ نُوْرِیْ
اور اَنَا نَبِیُّ الْاَنْبِیَاءِ کے ہیں۔
(مولوی حسین احمد صاحب نے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر اور
نور اور اول تسلیم کرلیا۔)

مولوی محمد اسماعیل صاحب دہلوی کا عقیدہ

(۱) منصب امامت ۱۲ مصنفہ مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی

اما نزول برکت پس بیانش آنکہ وجود انبیاء علیہم السلام بمشابہ آفتاب عالم تاب است کہ چوں نور او در تمام عالم منتشر شود لابد ظلمت شبینہ بدر رود و آنچہ در محاذات آفتاب بے حجاب واقع است۔ بتابش او تابناک است۔ وازہمہ مراتب ظلمت پاک و آنچہ اندرون خانہ ازو محجوب است ہر چند از نفس نور او محروم است۔ ہمچنیں چوں ایں قدوسیاں لباس بشری لباس وکرد بیاں النبی اساس ازداج فلک الافلاک بریں خاکدان اینجاک نزول میفرمایند۔ لابد یک برکتے ہمراہ ایشاں فرود آمدہ در قلوب افراد بنی آدم فرومیرود۔

ترجمہ: لیکن برکت کا نزول تو اس کا بیان یہ ہے کہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم وجود انبیاء علیہم السلام کے وجود کے ساتھ سورج تمام جہان کے روشن کرنے والے کی مثل ہے کہ جب آپ کا نور تمام جہان میں پھیلتا ہے۔ ضروری رات کا اندھیرا دُور ہو جاتا ہے۔ اور جو کچھ سورج کے سامنے بلا پردہ ظاہر ہو۔ سورج کی روشنی میں منور ہو جاتا ہے۔ اور ہر قسم کا اندھیرا دُور ہو جاتا ہے۔ اور جو کچھ مکان کے اندر سورج سے محفوظ ہوتا ہے۔ اس کی ذاتی روشنی سے محروم ہے۔ ایسے ہی جب

وقول رسول مقبول علیہ السلام اوّل ما خلق اللہ نوری خلق اللہ ما خلق اللہ نوری وقول لولاک لما خلقت الافلاک ونفسہ لولاک لما اظہرت الربوبیۃ و ندا یا محمد انت عشقی وانا عشقک تا ہفتاد ہزار سال برآں اندبر آنکہ ہرچہ ہست نام ہستی برو نہادند ہمہ منشی ازاں حقیقت علیہ السلام است پس ظہور ذات در پردۂ صفات است وظہور صفات در پردۂ اسماء وظہور اسماء در پردہ مظاہر ہرچہ در عالم موجود است حسن ذاتی دارد وقبح ذاتی۔

نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مولوی حسین احمد صاحب دیوبندی نے تمام دیوبندی علماء کا عقیدہ بیان کیا

تمام علمائے دیوبند نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب مخلوق سے مقدم تسلیم کرتے تھے،

(۱۱) الشہاب الثاقب ۵۰ مولفہ مولوی حسین احمد صاحب { ہمارے حضرات اکابر کے اقوال عقاید کو ملاحظہ فرمائیے۔ یہ جملہ حضرات ذات حضور پرنور علیہ السلام کو ہمیشہ سے اور ہمیشہ تک واسطہ فیوضات الٰہیہ و میزاب رحمت غیر متناہیہ اعتقاد کیے ہوئے بیٹھے ہیں۔ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ ازل سے اب تک جو جو رحمتیں عالم پر ہوئی ہیں اور ہونگی عام ہے کہ وہ نعمت وجود کی ہو یا اور کسی قسم کی۔ ان سب میں آپ کی ذاتِ پاک ایسی طرح پر واقع ہوئی ہے کہ جیسے آفتاب سے نور چاند میں آیا ہو۔ اور چاند سے نور ہزاروں آئینوں میں۔ غرض کہ حقیقت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ واسطہ

تعالےٰ وسراج منیر فرستادہ ایم ومنیر روشن کنندہ ونور دھندہ را گویند۔ پس اگر کسے را روشن کردن از انسانان محال بودے آن ذات پاک صلی اللہ علیہ وسلم را ہم ایں امر میسّر نیامدے کہ آن ذاتِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہم از جملہ اولاد آدم علیہ السلام اند مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذاتِ خود را چناں مطہر فرمود کہ نور خالص گشتند۔ وحق تعالےٰ آنجناب سلامہٗ علیہ را نور فرمود۔ بتواتر ثابت شد کہ آنحضرت عالی صلی اللہ علیہ وسلم سایہ نداشتند وظاہر است کہ بجز نور ہمہ اجسام ظل مے دارند۔ وہمچنیں اتباع خویش را چناں تزکیہ وتصفیہ بخشید کہ ہمانا نور گردیدند۔ چنانچہ از حکایات کرامات وغیرہ ایشاں کتب پُر ہستند وچناں شہرت دارند کہ حاجتِ نقل نیست۔ وحق تعالےٰ ھم فرمود کہ ہر کہ با حبیب صلی اللہ علیہ وسلم ایمان آورند نور ایشاں بیں وپیش ایشاں خواھد شتافت ومنافقین گویند کہ باشید تا ما ھم از نور شما چیزے بگیریم وازیں ہر دو آیت صاف پیدا است کہ بمتابعت شریعت ایمان ونور ہر دو حاصل مے گردد وحضرت صلوٰۃ اللہ علیہ فرمود کہ حق تعالےٰ مرا از نور گرداں بلکہ فرمود کہ خود مرا نور کُن۔ پس اگر نفس انسان را مضئی بودن محال بودے آن فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز ایں دعا نہ فرمودندے چہ دُعا مستحیلات بالاتفاق ممنوع است۔

وگفتہ اند کہ ابوالحسن نوری رحمہ اللہ تعالےٰ را نوری ازاں مے گفتند کہ از ایشاں بارہا نور دیدہ شد وبسیار خواص وعوام از مقابر صلحا وشہدا نور مرتفع مے بینند وایں نورِ نفس زاکیہ ایشاں است کہ چوں کار نفس عالی مے بود نور او در بدن سرایت مے کند وطبع ومزاج بدن میگردد وباز اگر نفس از بدن مفارق ھم میشود تا ھم آن جسد منبع انوار ومنفذ آں مے باشد۔ چنانچہ در حالت حیوۃ وبقا نفس بود۔

ترجمہ: اللہ تعالےٰ جلّ شانہ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو

یہ قدوسی بشری لباس پہن کر اور قریبی فرشتے انسانی شکل میں فلک الافلاک سے
اس اندھیری مٹی پر نزول فرماتے ھیں۔ ضرور ایک برکت ان کے ھمراہ نیچے آتی ھے
اور حضرت آدم علیہ السلام کی بعض اولاد کے دلوں میں اترتی ھے۔

(۱۵) منصب امامت ۱۶ } آرے کسیکہ بے بصر است البتہ از نور افشانی او بے خبر است۔

ہاں ایسا شخص ضرور نابینا ھے جو مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نور افشانی
سے بے خبر ھے۔

مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی کے نزدیک اصحاب مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بشریت کا مضمحل ھونا

(۱۶) منصب امامت ۱۶ } جرک بشریت ھمنشیناں ازاں میشوید زلال رحمت برایشاں مے بارد

صاف پانی کے ساتھ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے بشریت کی
میل دھو دیتے ھیں۔ اور ان پر رحمت برستی ھے۔

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا عقیدہ نور مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر

۱۷، امداد السلوک ۸۵ مصنفہ مولوی رشید احمد صاحب } حق تعالےٰ درشان حبیب خود صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ البتہ آمدہ
نزد شما از طرف حق تعالےٰ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ و مراد از
نور ذات پاک حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہست۔ و نیز او
تعالےٰ فرماید کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ترا شاہد و مبشر و داعی الی اللہ

اگر انسان کے نفس کا روشن ہونا محال ہوتا مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہر گز یہ دعا نہ فرماتے۔ کیونکہ محالات کی دعا باتفاق ممنوع ھے۔

اور بزرگان دین نے فرمایا ھے۔ کہ ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ کو اس لیئے نوری کہتے ھیں۔ کہ ان سے کئی دفعہ نور دیکھا گیا۔ اور کئی خواص وعوام نے صلحاو وشہداء کی قبروں سے نور نکلتے دیکھا۔ اور یہ نور ان کے نفس کی پاکیزگی کا ھے۔ کہ جب نفس کا کام بلند ہو جاتا ھے۔ تو اس کا نور بدن میں سرایت کرتا ھے۔ اور طبیعت اور بدن کا مزاج بن جاتا ھے۔ پھر اگر نفس بدن سے علیحدہ بھی ھو جائے۔ پھر بھی جسم انور کا منبع اور نور کے نفوذ کی جگہ بن جاتا ھے۔ جیسا کہ نفس حیاتی اور اور بقا کی حالت ھو جاتا ھے۔

محمد عمر:۔ مولوی رشید احمد صاحب گنگوھی نے اپنے مذکورہ بیان میں قرآن وحدیث کی روشنی میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو نور ثابت کیا۔ اور تمام مخلوق کا مبداء ثابت کیا۔

مذکورہ عبارت سے مولوی رشید احمد صاحب گنگوھی کے دلائل کی تفصیل

قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّکِتٰبٌ مُّبِیْنٌ

اس فرمان الٰہی میں نور سے مراد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھیں۔

ملاحظہ ھو مذکورہ عبارت

قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ سے مراد حضور ہیں

(۱) حق تعالےٰ در شان حبیب خود صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ البتہ آمدہ نزد شما از طرف حق تعالےٰ نُوْرٌ وَّکِتٰبٌ مُّبِیْنٌ و مراد از نور ذات پاک حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہست۔

شان میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے تمہارے پاس نُور اور بیان کرنے والی کتاب ضرور آئی۔ اور نور سے مراد حبیب خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک ہے اور اللہ تعالےٰ یہ بھی فرماتا ہے۔ کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آپ کو شاھد اور مبشّر اور نذیر اور داعی الی اللہ اور سراج منیر بھیجا ہے۔ اور منیر روشن کرنے والے اور نوُر دینے والے کو کہتے ہیں۔ پھر اگر کسی شخص کو انسانوں سے روشن کرنا محال ہوتا تو مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کو بھی نور میسّر نہ ہوتا۔ کہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کو ایسا پاک بنایا کہ خالص نور ہو گئے۔ آنجناب مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے بھی نور فرمایا۔ اور احادیث متواترہ سے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سایہ نہ رکھتے تھے۔ اور ظاہر ہے کہ نور کے سوائے تمام اجسام سایہ رکھتے ہیں۔ اور ایسے ہی اپنے متبعین کو مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سایہ نہ رکھتے تھے۔ اور بخشا کہ سب کو نور بنا دیا۔ چنانچہ آپ کی کرامات وغیرہ کی حکایتوں سے کتابیں پُر ہیں۔ اور ایسی مشہور ہیں کہ ان کو نقل کرنے کی ضرورت نہیں۔

اور اللہ تعالےٰ نے بھی فرمایا کہ جو لوگ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان لاتے ہیں ان کا نور دیکھو گے۔ ان کے آگے دوڑے گا۔ اور منافقین کہیں گے کہ ہماری طرف دیکھو تاکہ ہم بھی تمہارے نور سے کچھ لے لیں۔

اور ان دونوں آیتوں سے صاف واضح ہے کہ شریعت کی متابعت میں ایمان اور نُور دونوں حاصل ہو جاتے ہیں۔ اور حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ میرے کان و آنکھ اور دل میں نور بنا دے۔ بلکہ فرمایا کہ میرے نفس کو نُور بنا دے۔

کی اس حدیث کو صحیح تسلیم کیا کہ خلق نور نبیک من نورہٖ

رب العزۃ نے تمام مومنین کو نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیدا فرمایا

(۷) مومنین را از نور من پیدا فرمود۔

انسان نوری ہو سکتا ہے

(۸) و نیز فرمود کہ الٰہی در سمع و بصر و قلب من نور گرداں۔ بلکہ فرمود کہ خود مرا نور کن پس اگر نفس انسان را مضیٔ بودن محال بودے آن فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز ایں دعا نہ فرمودندے۔ چہ دعا مستحیلات باتفاق ممنوع است۔

اولیاء اللہ بھی نوری ہو سکتے ہیں

(۹) ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ تعالےٰ ارا نوری ازاں مے گفتند کہ از ایشاں بارہا نور دیدہ شد

اولیاء اللہ و شہدا کی قبر سے نور کا ظہور

(۱۰) و بسیار خواص و عوام از مقابر صلحاء و شہدا نور مرتفع مے بینند۔

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

سِرَاجًا مُّنِیرًا سے مُراد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

(۲) و سراج منیر فرستادہ ایم و منیر روشن کنندہ و نور دہندہ را گویند

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نورِ محض ھیں،

(۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذات خود را چناں مطہر فرمود کہ نور خالص گشتند
و حق تعالےٰ آنجناب سلامہٗ علیہ را نور فرمود۔

تواتر سے ثابت ھے کہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا

(۴) بتواتر ثابت شد کہ آنحضرت عالی صلے اللہ علیہ وسلم سایہ نداشتند و ظاہر است
کہ بجز نور ھمہ اجسام ظل مے دارند

مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو بھی نُور بنا دیا تھا

(۵) و ہمچنیں اتباع خویش را چناں تزکیہ و تصفیہ بخشید کہ ہمانا نور گردید ند۔

اللہ تعالیٰ نے نورِ مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنے نور سے پیدا فرمایا

(۶) حق تعالےٰ مرا از نورِ خود پیدا فرمود (مولوی رشید احمد صاحب نے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ

مثل صبح صادق اوپر کو اٹھتا تھا۔ اور سفید رنگ کے شعلے حضرت (مولوی اشرف علی صاحب) کے جسم سے بار بار اوپر کو اڑتے تھے۔

معمولاتِ اشرفی ۹ } ایک روز احقر کسی ضرورت سے حضرت والا سے بہت دور حوض کے شمال کی طرف سویا۔ آنکھ کھلی تو دیکھا کہ وہ نور مثل صبح صادق موجود تو ہے۔ مگر مقررہ جگہ سے ہٹا ہوا ہے۔ غور سے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ سہ دری کے اندر ہے۔ احقر اس کی تحقیق کے لیئے اُٹھا تو دیکھا آج حضرت والا (مولوی اشرف علی صاحب) سہ دری کے اندر نماز پڑھ رہے ہیں۔

کیوں جناب جب مولوی اشرف علی صاحب تمہارے نزدیک نوری ہیں تو کیا ہمارے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم جن کو رب العزت نے نور پیدا فرمایا۔ تمام زمین و آسمانوں کو آپ نے منور فرمادیا۔ پھر ہم نے آپ کو نور کہہ دیا۔ تو ہم نے کونسا جُرم کیا ہے۔ اور اگر مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور سمجھنا اور نور کہنا اور آپ کے نور پاک سے استفادہ لینا مشرک بناتا ہے۔ تو اے خلق خدا گواہ رہو کہ اس عقیدہ سے تم جو کچھ بھی ہم پر عائد کرو ہمیں منظور و مقبول ہے۔ ہمارا اس عقیدے کو ترک کرنا محال ہے۔

مولوی رشید احمد صاحب کو مجسمہ نور تسلیم کیا گیا

مرثیہ محمود الحسن ١٦ }
چھپائے جامہ فانوس کیونکر شمع روشن کو
بھی اس نورِ مجسّم کے کفن میں وہی عُریانی

اس شعر میں مولوی محمود الحسن صاحب نے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کو نور مجسم لکھا ہے۔ کیا مولوی رشید احمد صاحب کو نور مجسم کہا جائے تو شرک نہیں۔ اگر ہم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نورِ مجسّم تسلیم کرلیں تو مشرک۔ خداوند کریم سے ڈرو۔

مولوی محمد قاسم صاحب بانی دارالعلوم دیوبند کا مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور اقرار کرنا

(۱۸) قصائد قاسمی ۶ } رہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت
نجانا کون ہے کچھ بھی کسی نے جز ستار

اس شعر میں مولوی محمد قاسم صاحب نے اقرار کیا کہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر محض بشریت کا حجاب تھا۔ حقیقتہً نور تھے۔ (تمام اکابرین دیوبند نے میرے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور تسلیم کیا۔ جن کے چند حوالہ جات لکھے گئے

اب عرض یہ ہے تم یار و دیوبندی حضرات مولوی اشرف علی صاحب کو یا اور علماء دیوبند کو نور تسلیم کرلو تو جائز ہے۔ اور ہم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو از روئے قرآن و احادیث صحیحہ نور تسلیم کرلیں تو تم فوراً شرک کا فتوےٰ جڑ دیتے ہو۔ خدا کا خوف کرو۔

سوال" حوالہ دو کہاں لکھا ہے؟

محمد عمر :۔ سنیے جناب فقیر تمہاری کتب سے دکھا دیتا ہے۔

مولوی اشرف علی صاحب تمہارے نزدیک نور تھے

ایک دفعہ احقر حاضر خدمت تھا۔ اور حضرت والا مولوی اشرف علی صاحب

معمولات اشرفی ۹ منفہ مولوی حاجی حافظ حکیم مصطفےٰ بجنوری } مدرسہ ہی میں حوض سے جنوب کی طرف رات کو سویا کرتے تھے۔ اور احقر کی چارپائی بھی حضرت (مولوی اشرف علی صاحب) کی چارپائی کی برابر میں ہوتی تھی۔ جب تہجد کی نماز پڑھتے تو احقر کو محسوس ہوتا کہ ایک نور

حظیرۃ القدس ۲۷۶ } دگفتہ کہ حلول نور محمدی در ہند بقیاس مساوات منطقی ثابت میشود۔ چہ از روئے احادیث صحیحہ نور محمدی در صلب آدم ودیعت بود واز جبین مبین او میتافت۔ پس روشن شد کہ مبدءِ نور محمدی ہند است ومنتہائے آں عرب وکفی بذالک للھند مشرفاً وفضلاً وتقریر مساوات ایں است نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم حل بآدم وآدم حل بالھند فنور محمد حل بالھند وتحقیق ایں قیاس در کتب منطق باید جست۔

کَانَتْ لِاٰدَمَ اَرْضُ الْھِنْدِ مُھْبِطًا وَفِیْہِ نُوْرُ رَسُوْلِ اللّٰہِ مَشْعُوْلٌ

اور کہا گیا ہے کہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا حلول ہند میں قیاس مساوات منطقی سے ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ احادیث صحیحہ کے رو سے نور محمدی حضرت آدم علیہ السلام کے صلب میں امانت تھا۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی سے چمکا تو واضح ہوا کہ نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کی جائے ابتدا ہندوستان ہے اور آپ کی انتہائے عرب ہے۔

اور ہندوستان کو آپ کی بدولت شرف وفضل کافی ہے۔ اور اس مساوات کی تقریر یہ ہے کہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم آدم علیہ السلام کے ساتھ اترا۔ اور آدم علیہ السلام ہند میں نازل ہوئے تو نور محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہند میں اترا۔ اور اس قیاس کی تحقیق منطق کی کتابوں میں تلاش کر لے۔

ترجمہ شعر

ہند کی زمین حضرت آدم علیہ السلام کے اترنے کی جگہ ہے۔ اور اس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نور چمکنے والا تھا۔

مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے پر غیر مقلدین کے اکابرین کے حوالہ جات

نواب صدیق حسن خاں بھوپالی نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اقرار کرتے ھیں ،

نفح الطیب ۶۰ — نواب صدیق حسن خاں

لَمْ يَخْلُقِ اللهُ الْقَدِيْرُ عَدِيْلَهُ ۔ فِيْ عِزَّةٍ وَّ فَضِيْلَةٍ وَّ ضِيَاءٍ
هُوَ رُكْنُ بَيْتِ اللهِ جَلَّ جَلَالُهُ ۔ وَعِمَادُ هٰذِى الْقُبَّةِ الْخَضْرَاءِ
يَكْفِيْهِ فِيْ وَصْفِ الْمَكَانَةِ اَنَّهُ ۔ سَبَبٌ لِتَخْلِيْقِ الثَّرٰى وَسَمَاءٍ
نُوْرُ اِلٰهِيْ تَجَلّٰى رَحْمَتِهٖ ۔ حَتّٰى اَنَارَ حَنَادِسَ الْغَبْرَاءِ

(۱) اللہ تعالےٰ قدرت والے نے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال عزت اور فضیلت اور روشنی میں کسی کو پیدا نہیں فرمایا۔

(۲) آپ اللہ جل جلالہٗ کے گھر کے رکن ھیں۔ اور اس آسمان کے ستون ھیں۔

(۳) مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے مرتبے کی وصف اتنی ھی کافی ھے کہ آپ زمین و آسمان کے پیدا کرنے کے سبب ھیں۔

(۴) مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے نور ھیں۔ رحمت کے تجلی ھیں حتی کہ آپ نے سخت اندھیریوں کو روشن فرما دیا۔

نفح الطیب ۶۱

يَا اَيُّهَا الشَّمْسُ الرَّفِيْعُ مَكَانُهُ ۔ اَضَاءَتْ بِنُوْرِكَ سَاحَةُ الرَّبْلَاءِ
اَلْمِعْ عَلَىَّ عِنَايَةً وَعَطُوْفَةً ۔ وَاَنِرْ حَنَادِسَ السَّوْدَاءِ

(۵) اے بلند مکان والے سورج تیرے نور کے ساتھ تمام روئے زمین روشن ہوگئی ھے۔

(۶) عنایت اور مہربانی کی مجھ پر چمک ڈال اور میرے دل کی سخت اندھیری کو روشن فرمادے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کا اقرار کہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور ہیں

ترک اسلام ۱۳ مصنفہ مولوی ثناء اللہ صاحب
سلام اس نور رب العالمیں پر
سب اس کی آل اور اصحاب دیں پر

کیوں جناب! اب تو تمہارے مولوی ثناء اللہ صاحب نے بھی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل واصحاب اور سب ایمانداروں پر سلام پڑھ دیا۔ اور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور بھی تسلیم کر لیا۔

فتاویٰ ثنائیہ ۲/۳۴ } ہمارے عقیدہ کی تشریح یہ ہے کہ رسول خدا علیہ السلام خدا کے پیدا کئے ہوئے نور ہیں۔

مولوی محمد ادریس صاحب کاندھلوی کا اقرار

مقدمہ مقامات حریری ا } سِرَاجٌ مُنِيرٌ كَشَمْسِ الضُّحٰى وَخَيْرُ الْبَرَايَا وَنُورٌ قَدِيمٌ
چراغ روشنی دینے والے ہیں۔ ضحیٰ کے سورج کی طرح اور مخلوق سے بہتر ہیں۔ اور نور قدیم ہیں۔ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

عقیدہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

جذب القلوب ۲۶۶ } اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ السَّابِقِ لِلْخَلْقِ نُوْرُهُ الرَّحْمَةُ لِلْعٰلَمِيْنَ ظُهُوْرُهٗ
اے اللہ درود بھیج ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ ان کا نور سب خلق سے پہلے ہے۔ آپ کا ظہور عالمین کے لیے رحمت ہے۔

غیر مقلدین حضرات کے بزرگ حافظ محمد صاحب لکھوی کے نزدیک حقیقۃ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نوری تھی

نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ یَهْدِی اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ یَّشَاءُ کے ماتحت لکھتے ہیں

تفسیر محمدی ۴/۳۰۱

ابن عباس تے کعب احبار دل وچہ معالم لیایا
جو نور اللہ دا نبی محمد سینہ طاق بٹھرایا
تے دل اسدا قندیل جو شیشہ اندر طاق لگایا
تے دیوا نور نبوت دل وچہ رکھ نبوت آیا
اوہ نور نبی دا آپے دیندا لوکاں نوں روشنائی
بھاویں نبی نہ بولے دیوے حاجت اگ نہ کائی
نور نبی دا خوبیاں اسدیاں لوکاں نوں دسیاون
اگے وحی نبوت تھیں بھی خوبیاں لوکاں بھاون

بشریت کے متعلق حافظ محمد صاحب کا فیصلہ

تفسیر محمدی ۸ ۲۷۳ جو ہر دم غالب ہوسی تیرے اوپر نور الٰہی ۔ تے بشریت نابود ہو جاسی جیہڑی اول آہی

حافظ محمد صاحب لکھوی کا تعریف میں غلو

(۳) تفسیر محمدی ۱/۲

تا ہادی خاص مربی کامل سرجیا رب تعالیٰ
اوہ قدرت کامل رب نمونہ اسم محمد دالا

آیئے میں تمہیں متقدمین بزرگان اسلاف کا مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلو کے متعلق عقیدہ عرض کرتا ہوں۔

شرح الھمزیہ ۳	شرح الشرح الھمزیہ ۳	فتوحات احمدیہ ۲
لابن حجر الہیتمی	لمحمد خفنی	للشیخ سلیمان الجمل

وَکُلُّ غُلُوٍّ فِیْ حَقِّہٖ تَقْصِیْرٌ ۔ اور ہر غالی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں قاصر ہے۔

ثابت ہوا کہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف کرتے کرتے اگر درجہ غلو تک بھی بڑھ جائے پھر بھی واصف قاصر ہے۔ اور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس واصف کی صفت بیان کردہ سے وراء الوراء بالاتر ہیں مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہا وصف تک مخلوق سے کوئی واصف پہنچ سکتا ہے ہی نہیں تو غالی بن ہی کیسے سکتا ہے۔ جب ہر واصف کی وصف تقصیر ہے۔ آپ بالا ہیں تو واصفِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ بیان کرنے والے کو غالی کہنا جرم ہے۔

ملاجی! ہم انشاء اللہ العزیز غالی نہیں بن سکتے اور نہ ہی ہیں۔ اگر یہ فتویٰ دینا ہے تو خداوند کریم کو کہو جو اپنے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حد سے پار لے گیا۔ سدرۃ المنتہٰی مخلوق کی حد تھی۔ تو رب العزت اگر حد سے پار لے جانے سے غالی نہیں کہلا سکتا تو ہم نام لینے سے کیسے غالی بن سکتے ہیں۔ آپ کو نور کہنے والا اگر بدعتی ہے تو سب سے پہلے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور خداوند تعالےٰ نے کہا۔ جو کئی آیتوں سے ثابت ہو چکا۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ نے نور فرمایا۔ اصحاب مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم آپ کے نور ہونے پر ایمان رکھتے تھے۔ تابعین تبع تابعین سلف صالحین بزرگان اہل اسلام تمام کا عقیدہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے پر تھا۔ دیوبندیوں کے اکابرین، غیر مقلدین کے مخصوص بانیان اکابرین کا عقیدہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے پر تھا۔۔

مولوی عبدالحئی لکھنوی کا اقرار

عمدۃ الرعایۃ شرح وقایہ
لعبدالحئی لکھنوی
کتاب الایمان زیر
المشی الی بیت اللہ
حاشیہ ۵ ۲/۲۶۲

وَنُوْرُ نَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّہٗ خُلِقَ مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ اَوْ اَنَّہٗ نُوْرٌ مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ لَیْسَ مَعْنَاہُ مَا اَشَارَ اِلَیْہِ اَفْہَامُ الْعَوَامِ مِنْ اَنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اَخَذَ قَبْضَۃً مِنْ ذَاتِہٖ النَّبِیَّ مِنْ نُوْرٍ بُہْتَۃٍ وَجَعَلَ نُوْرَ نَبِیِّہٖ بِحَیْثُ تَکُوْنُ الذَّاتُ الْاِلٰہِیَّۃُ مَادَّۃَ الذَّاتِ الْمُحَمَّدِیَّۃِ تَعَالَی اللّٰہُ عَنْ ذٰلِکَ انتہٰی

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اللہ کے نور سے پیدا کیا گیا۔ یا یہ کہ اللہ کے نور سے نور ہیں۔ اس کے معنی یہ نہیں جس کی طرف عوام کے افہام نے اشارہ کیا ہے۔ کہ اللہ تعالے نے اپنے ذاتی نور سے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک مٹھی لے لیا۔ اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے نور کے لئے اس کی ذات مادہ ہے۔ اللہ تعالے مادے سے مبرا ہے۔ اور اس سے مبرا ہے۔

غلو کا جواب

سائل:۔ مولوی صاحب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا تو قرآن کریم واحادیث مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور محدثین واقوال متقدمین مجتہدین سے نور ہونا ثابت ہو گیا۔ لیکن ہمارے عقیدے والے ایسے لوگوں کو غالی اور بدعتی کہتے ہیں۔

محمد عمر:۔ بھائی صاحب مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کی حد کا علم تو اللہ تعالے کو ہی ہے مخلوق کو نہیں۔ جب جبریل علیہ السلام جو مقربین ملائکہ سے ہیں میرے پیارے مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حد مکانی معلوم نہ کر سکے اور عاجز ہے تو آپ کے حد مراتب کو ہم کیسے معلوم کر سکتے ہیں۔ اور جب جبریل علیہ السلام نوری قریبی فرشتہ میرے مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کی کسی قسم کی حد کو معلوم نہ کر سکا تو باقی مخلوق کیسے کر سکتی ہے۔؟

محمد عمر: ہم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا نور مانتے ہیں۔ یہ بھی اس کے فرمان کے موافق ہے۔ یُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ۔ یہ ارادہ رکھتے ہیں تاکہ اپنے مونہوں سے اللہ تعالےٰ کے نور کو بجھادیں۔ اور اللہ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے۔ گو کفار برا منائیں۔

اس آیتہ کریمہ میں دو جملے ہیں۔ جن میں اللہ تعالےٰ نے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا نور فرمایا ہے۔

(۱) نُورَ اللَّهِ اللہ کا نور (۲) وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ اور اللہ تعالےٰ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے۔

پھر مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو خداوندکریم کے نور سے برا ماننے والوں پر فتویٰ کفر ثبت فرمایا۔

(۱) وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ اور گو کفار برا منائیں۔

تو اس ارشاد خداوندی کے رو سے ہمارا اہل سنت وجماعت کا عقیدۂ صحیح ثابت ہوا کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم خدا کے نور ہیں۔

باقی رہا تمہارا آیت خداوندی کو پیش کرنا کہ اہل کتاب پر جزو خداوندی ماننے پر خداوند کریم کا فتویٰ کفر ثبت کرنا تو یہ ان اہل کتاب پر فتویٰ کفر ہے جو حضرت عزیر علیہ السلام یا حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے تھے۔ یا کہتے ہیں۔ ان پر خداوند تعالےٰ کا فتویٰ کفر ہے کیونکہ بیٹا باپ کا جزو ہوتا ہے۔ جب اہل کتاب نے عزیر علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خداوندکریم کا بیٹا تسلیم کرلیا۔ تو انہوں نے دونوں کو خداوندکریم کا جزو ثابت کیا۔ اور منقسم ہونے والا قدیم نہیں رہ سکتا۔ بلکہ حادث ہوتا ہے۔ اور ذات خداوند قدیم ہے۔ اس لیے رب العزت نے قرآن کریم میں خداوندکریم کے لیئے بیٹا تجویز کرنے والوں پر فتویٰ کفر ثبت فرمایا کہ تم بیٹا کہہ کر خدا کا جزو بناتے ہو۔ اس لیئے وہ اس عتاب میں ماخوذ ہوئے ہم مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم بن عبداللہ کا عقیدہ رکھتے ہیں۔

فتوی کس کس پر چڑھ گے۔ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت نوری سے مسلمانوں کو منحرف کر کے ایک فرد منفردہ نوریہ قدرت الٰہیہ کے ابداع کا انکار کر رہے ہو۔ اور اپنے ایمانوں کو تو کھو بیٹھے تھے باقی اچھے بھلے ایماندار مسلمانوں کو بھی گمراہ بنا رہے ہو اللہ کریم تمہیں اور ہمیں مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حقیقت نوری سے منور فرمادے اور اس نور منفردہ کی زیارت وامداد سے سرفراز فرمائے۔

مسلمانو! میرے پیارے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نور کے دلائل تمہیں قرآنی دلائل سے بیان کئے گئے۔ متقدمین ومتاخرین مفسرین کی زبانی قرآنی کے دلائل بھی پیش کئے گئے۔ اور احادیث مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اقوال بزرگان دین بھی نور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دلائل سے بھی ثبوت دیا۔ اور مخالفین نور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اکابرین کے عقاید بھی بیان کئے گئے۔ اور مخالفین کے اعتراضات کے جوابات بھی بطریق احسن لکھے گئے۔ اب بھی اگر تمہارا عقیدہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور پر صحیح نہ ہو تو پھر یہ حساب خداوند کریم کے ہاں ہوگا۔ اور فیصلہ قبر وحشر میں ہوگا۔

مخالفین نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوالوں کے جوابات

مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے نور سے ہیں کا جواب

سوال:۔ مولوی صاحب یہ جو تم نبی کو نور کہتے اور خدا کے نور سے نور مانتے ہو تو تم از روئے قرآن مشرک ہو۔ کیونکہ قرآن کریم میں ہے وَجَعَلُوا لَهُ مِنْ عِبَادِهِ جُزْءًا إِنَّ الْإِنْسَانَ لَكَفُورٌ مُّبِينٌ:۔ انہوں نے اللہ کے لئے اس کے بندوں کو جز بنا دیا۔ بے شک انسان ضرور کفر کرنے والا ہے۔ اس آیت قرآنی سے ثابت ہوا کہ جو خداوند کریم کی جز کسی بندے کو بنائے وہ کافر ہے۔ تم نبی کو خدا کا جزو مانتے ہو لہٰذا تم بھی کافر۔ خدا تمہیں ہدایت دے۔

بنایا۔ ملائکہ نور سے پیدا ہوئے۔

ملائکہ نوری ہیں

کتاب الاسماء والصفات للبیہقی ۲۷۷ | عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ خُلِقَتِ الْمَلَائِکَةُ مِنْ نُوْرٍ ۵
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰے عنہا سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرشتے نور سے پیدا کئے گئے ہیں۔

لوح و قلم نوری ہیں

کتاب الاسماء والصفات ۲۷۹ | عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا قَالَ اِنَّ مِمَّا خَلَقَ اللّٰہُ تَعَالٰی دُرَّةٌ بَیْضَاءُ دَفَتَاہُ یَاقُوْتَةٌ حَمْرَاءُ قَلَمُہٗ نُوْرٌ وَکِتَابُہٗ نُوْرٌ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰے عنہما سے روایت ہے۔ فرمایا بے شک ...

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ قلم نوری، لوح محفوظ نوری، ملائکہ نوری جب اللہ کے نور سے تمام انوار پیدا ہوئے۔ اور ان کو نور تسلیم کرنے سے یہ خداوند کریم کے اجزا نہ لازم آئے حالانکہ لوح و قلم و ملائکہ کا نوری ہونا قرآن کریم کی نص سے ثابت نہیں۔ اور میرے پیارے محبوب مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نوری ہونا نص قرآنیہ سے ثابت ہے۔ جیساکہ اوپر مذکور ہو چکا۔ ... نے تسلیم کرلیا تو اس میں مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کیسے خداوند کریم کا جزو بن سکتے ہیں۔

نور اللہ کا دوسرا جواب | حضرت موسٰی علیہ السلام جب طور پہاڑ پر تشریف لے گئے تو فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّہٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَہٗ دَکًّا وَّخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا ۚ تو جب تجلی ڈالی اس کے رب نے پہاڑ پر پہاڑ کو ریزہ ریزہ کردیا۔ اور حضرت موسٰی علیہ السلام بیہوش ہو کر گر پڑے۔

تو وہ تجلی جو پہاڑ طور پر پڑی تو اس نے طور کو جلا دیا۔ وہ تجلی نور تھا یا نہ؟ جب نور تھا خداوندی کا اس کو جزو کہو گے؟ نہیں! تھا وہ نور خداوندی لیکن نہ تم اس کو خداوند کریم کا جزو کہہ سکتے ہو نہ عین۔ کیونکہ اگر جزو ہو تو معاذ اللہ ذات خداوندی حادث ثابت ہوگی۔ اور

الصاوی علی الجلالین ۱/۱۵۴

(بکلمۃٍ منہُ) ای اللہ (قولہ ای ولد ای مولود عبر عنہ بالکلمۃ لانہ یقول کن من غیر واسطۃ عادۃ واتفق ان نصرانیا قدم علی الرشید فوجد عندہ الحسن بن علی الواقدی فقال النصرانی للخلیفۃ والعالم ان فی کلام اللہ ایۃ قول علی عیسی جزء من اللہ فقال لہ وماتلک الایۃ فقال النصرانی ان اللہ یبشرک بکلمۃ منہ فمن لتبعیض فمقتضی ذالک انہ جزء منہ فقال الشیخ اذا کانت من للتبعیض ھنا فکذالک ھی فی قولہ تعالیٰ وسخر لکم مافی السموات ومافی الارض جمیعًا منہ اذ لا فرق بینہما فبہت النصرانی واسلم واغدق الخلیفۃ علی الشیخ اغداقا عظیما وکان یوما مشھود وانما من للابتداء علی حد ان اللہ خلق نور نبیک من نورہ والمعنی خلقہ بلاواسطۃ مادۃ ۔

اللہ تعالےٰ کے کلمے سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اس لئے کہ اللہ تعالےٰ نے بغیر واسطے مادے کے کن سے پیدا فرمایا۔ اور ایسا اتفاق ھوا کہ ایک نصرانی ہارون رشید کے پاس آیا تو ان کے پاس حسن بن علی واقدی بیٹھا تھا۔ تو نصرانی نے خلیفے کو کہا کہ تمہارے قرآن کی ایک آیت ہے میں اللہ تعالےٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کی جز لکھا ھے۔ تو اس نے کہا وہ کونسی آیت ھے تو نصرانی نے کہا اِنَّ اللہَ یُبَشِّرُکَ بِکَلِمَۃٍ مِّنۡہُ تو مِنۡ تبعیضیہ ھے۔ تو اس کا مقتضی یہی ھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کا جز ھیں۔ تو حسن نے کہا من کو یہاں تبعیضیہ لیا جائے تو ایسے پھر سَخَّرَ لَکُمۡ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ جَمِیۡعًا مِّنۡہُ میں بھی تبعیضیہ لیا جائے گا دونوں میں کوئی فرق نہیں تو نصرانی حیران ھو گیا۔ اور مسلمان ھو گیا۔ اور خلیفے نے شیخ کو بڑا انعام عطا کیا۔ اور عید کا دن تھا۔ اور کوئی بات نہیں من ابتدائیہ علیحدہ ھے۔ جیسا کہ اِنَّ اللہَ خَلَقَ نُوۡرَ نَبِیِّکَ مِنۡ نُوۡرِہٖ معنی یہ ھیں کہ آپ کو مادے کے واسطے کے بغیر پیدا فرمایا۔

سورج چاند نوری ھیں

مثلاً چاند قمرا منیرا خداوند کریم کے نور سے پیدا ہوا وَجَعَلَ الشَّمۡسَ ضِیَآءً سورج کو نور پیدا کیا۔ ایسے ھی ستاروں کو نور

آپ کے بال سیاہ نور ہونے کے خلاف ہے کا جواب

سائل: بھائی صاحب بات یہ ہے کہ یہ تو میری سمجھ میں آ گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نور ماننے سے خدا کا جزو نہیں بن سکتے. لیکن یہ تو بتاؤ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بال سیاہ تھے یا نہیں؟ نور کالا بھی ہوتا ہے؟ حالانکہ حدیثوں میں آتا ہے کہ آپ کے بال کالے تھے. تو آپ کے بال نوری ہوئے تو آپ کے جسم کا ایک حصہ نوری نہ ہوا. جس کا ایک حصہ نوری نہیں تو باقی کیسے نور ہو سکتے ہیں.

محمد عمر: بڑے افسوس کی بات ہے کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ کو اللہ تعالےٰ نے نوری نہ بنا دیا تھا. سنو قرآن کریم.

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دستِ پاک نوری تھا

(۱) اعراف ۹/۱۳ — وَنَزَعَ يَدَهٗ فَإِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ
اور اپنا ہاتھ باہر نکالا تو اچانک وہ دیکھنے والوں کے لیئے چمکیلا ہو گیا.

(۲) طٰہٰ ۱۶/۱۰ — وَاضْمُمْ يَدَكَ إِلٰى جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ اٰيَةً اُخْرٰى
لِنُرِيَكَ مِنْ اٰيٰتِنَا الْكُبْرٰى
اور اپنے ہاتھ کو اپنی بغل میں ملاؤ بغیر کسی بیماری کے روشن ہو کر نکلے گا. یہ دوسری نشانی ہوگی. تاکہ ہم تمہیں دکھا دیں اپنی بڑی نشانیوں سے.

(۳) نمل ۱۹/۱ — وَاَدْخِلْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ
اور داخل کر اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں بغیر بیماری کے روشن نکلے گا.

(۴) القصص ۲۰/۱۴ — اُسْلُكْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ
تم اپنا ہاتھ گریبان میں ڈالو بغیر بیماری کے روشن ہونے والا نکلے گا.

ان آیات کریمہ سے رب العزت نے ثابت کر دیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے

اگر عین کہو تو بھی غلط کیونکہ نور خداوندی ہر شے کو محیط ہے۔ اس کو کوئی شے محیط نہیں۔ اور جب حدوث میں اس کا ظہور تسلیم کیا جاوے تو وہ خود حادث ہو جائے گا۔

نتیجہ یہ نکلا کہ جو تجلی طور پر پڑا تھا وہ نور خداوندی ہے لیکن نہ اس کو ہم جز کہہ سکتے ہیں نہ عین ایسے ہی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نورانیت خداوند کریم کے نور ہیں نہ عین نہ غیر نہ ہی خداوند کریم کی ذات وصفات ازلی میں شامل ہیں۔ اور پیدائشی جسمانیت بھی نوری جس کی پیدائش جنس انسانی سے مسلّم ہے۔ کسی کو انکار ہو ہی نہیں سکتا۔

قرآن کریم نور مبین ہے

تیسرا جواب نسا ۶/۲۴ ﴿ وَاَنزَلنَا اِلَیکُم نُوراً مُبِیناً ادر ہم نے تمہارے پاس صاف نور نازل فرمایا ہے۔ تمام قرآن کریم میں وحدہٗ لاشریک نے اپنے کلام قرآن کریم کو نُورُاللہِ یا نُورُہٗ سے نہیں ارشاد فرمایا۔ حالانکہ کلام اللہ کو نور اللہ کہا جاتا ہے۔ اور میرے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور اللہ سے قرآن کریم میں رب العزۃ نے صاف خطاب فرمایا لیکن تمہیں آپ کو نور اللہ کہنے سے کفر لازم آتا ہے۔ تو ثابت ہوا کہ تمہیں دشمنی خداوند کریم سے ہے۔ اور قرآن کریم فرمان خداوندی سے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نور خداوندی ثابت ہوئے۔ اب تم بتاؤ کہ قرآن کریم قدیم ہے۔ اور حادث بھی نہیں۔ اور قرآن کریم نور قدیم خداوند کے نور سے ہے۔ اب فیصلہ تم پر ہے کہ قرآن کریم نور خداوند کریم کا جزو کہو گے۔ یا عین ہے خداوند کریم کے نور سے۔ لیکن نہ عین نہ جز۔

اگر قرآن کریم نور قدیم ہونے کے باوجود خدا کے نور سے نور تسلیم کرنے کے بعد جزو نہیں کہلا سکتا۔ اور کفر لازم نہیں آتا تو نور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اللہ تعالےٰ کے نور سے نور مخلوق نہ عین ہے نہ جزو۔ تو کفر کیسے لازم آوے گا۔ تو یہ تمہارا استدلال غلط ثابت ہوا۔ اور ثابت ہوا کہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خداوند کریم کے نور سے نور مخلوق تسلیم کرنے میں جز خدا نہیں کہلا سکتے۔ اور یہ صاف ظاہر ہے کہ آپ کا نورانی جسم نوع انسانی سے متعلق ہے۔ وَاللہُ مُتِمُّ نُورِہٖ وَلَو کَرِہَ الکٰفِرُونَ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے کی زبردست دلیل ہے۔

ہیں۔اور نور سے نور کا ہی اخراج ہوتا ہے۔بلکہ جو چیز اس میں داخل ہو گی وہ بھی نور بن جائے گی۔
جیساکہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کھانا خاکی تناول فرماتے تھیں لیکن جب آپ کے وجود میں جاتا ہے تو
وہ بجائے اس کے کہ انسانی تقاضے کے مطابق گندگی بنے۔خوشبو دار نور بن جاتا۔
وہاں تو صرف لفظی عنوان بدلا معنون میں فرق نہیں آیا۔لیکن یہاں رب العزت نے حقیقتہ
ہی بدل دی اس کو عقل بھی تسلیم کرتی ہے دلیل عقلی مثلاً بادل سیاہ ہوتا ہے۔جب سورج کی روشنی سفید
اس پر غالب ہوتی ہے۔تو بادل سفید نظر آنے لگ جاتا ہے۔اور جب سورج بوقت طلوع یا غروب
سرخ ہو جائے تو بادلوں پر بھی سرخی غالب ہو جاتی ہے۔ایسے ہی نور مصطفےٰ نے آپ کے
بال مبارکوں پر غالب صرف بالوں کی سیاہی کو ہی منور نہیں فرمایا۔بلکہ نور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم
آپ کے خاکی لباس پر اتنا غالب تھا کہ وہ تجلیات الٰہیہ کو برداشت کرتا تھا۔

نور کھانے پینے سے مبّرا ہوتا ہے کا جواب

سائل" نور کھانے پینے سے مبرا ہوتا ہے۔نور کھاتا پیتا نہیں۔بیویاں نہیں رکھتا۔
محمد عمر" حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہاتھ نوری تھا اور کھاتے پیتے بھی تھے۔

دوسرا جواب: حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ تھے۔اگر روح اللہ کے کھانے پینے سے اس کے روح اللہ ہونے
میں فرق لازم نہیں آتا تو نور اللہ کے کھانے پینے سے بھی نور اللہ ہونے میں
فرق نہیں آسکتا۔اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام شادی بھی کریں گے۔ان کی اولاد بھی ہو گی۔

تیسرا جواب: شہر بابل میں ہاروت اور ماروت دو فرشتے نوری نازل ہوئے جنہوں
نے شراب پی اور زنا بھی کیا۔سُنیئے۔

ہاروت و ماروت دونو فرشتے تھے

وَمَا اُنزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ ط

دست مبارک کو اللہ تعالیٰ نے نوری بنا دیا جس میں کسی اور چیز کی ملاوٹ نہ تھی۔ انسانی ہاتھ کو اگر نوری بنا سکتا ہے۔ تو انسان سے نور کی ولادت بجنس انسانی بھی اس کی قدرت سے ممکن ثابت ہوئی۔ اور جب ہاتھ کا نوری بننا ممکن تو رحقیقی نور کا صورت انسانی میں متشکل کرنا قدرت الٰہیہ میں ممکن ثابت ہوا۔ بلکہ انسانی ہاتھ فی الخارج حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حقیقۃً نوری بنا۔ اور حقیقت نور بصورت انسانی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ یہ وحدہٗ لا شریک کی قدرت کاملہ کا کمال ثابت ہوا۔

دوسرا جواب بالوں کی سیاہی آپکے نور ہونے میں مخل نہیں ہو سکتی بال تو سیاہ ہی ہوتے ہیں لیکن آپکے بال مبارکوں میں خصوصیت یہ بھی کہ باوجود سیاہ ہونے کے وہ روشن کی طرح چمکیلے تھے۔ اور یہ ممکن بھی ہے۔

آپ کے سیاہ بالوں کا قرآنی جواب

تیسرا جواب ؛ وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا ط

اس آیت کریمہ سے ثابت ہے کہ قرآن کریم تمام نور ہے۔ اس میں کوئی غیر شے نہیں۔ اور ابلیس کا ملعون ہونا بھی قرآن کریم میں مذکور ہے۔ وَاِنَّ عَلَیْکَ اللَّعْنَۃَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ایسے ابولہب ابوجہل فرعون وغیرہم کا کافر ہونا اور ملعون اور ناری ہونا بھی قرآن کریم سے ثابت ہے۔ طوالت کی وجہ سے مختصر عرض کرتا ہوں لیکن ابلیس کا نام یا ابوجہل فرعون ابولہب کا نام جب قرآن کریم کی عبارت میں مذکور ہوتا ہے۔ تو وہ تمام اسماء کفار کے الفاظ منزلہ نوری کہلائینگے یا نہیں؟ اگر نہیں تو قرآن کریم میں نقص لازم آئے گا۔ اور اگر ہے تو ثابت ہوا کہ ان اسماء کا جب معنون مراد لیا جائے تو فی الخارج بُرے ہیں لیکن جب کلام الٰہی میں ان کے اسماء پڑھے جائیں تو وہی الفاظ نوری ہو جاتے ہیں۔ تو ایسے ہی بالوں کی حقیقۃً تو سیاہ ہے لیکن جب نوری وجود مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکلیں گے۔ تو نوری ہی ہونگے۔ وہاں صرف معنون کا عنوان نوری بنایا۔ یہاں عنوان و معنون دونوں ہی نوری لائے۔ کیونکہ آپ حقیقۃً نور

نہیں کرینگے۔ پھر دونوں نے شراب پی۔ پھر وہ قتل کئے گئے۔ فَوَاقَعَا الْمَرْءَةَ فَخَشِيَا اَنْ يُخبِر الانسان عنهما فقتلاهُ دونوں عورت پر واقع ہو گئے تو دونوں ڈرے کہ ان دونوں کی خبر انسان دے دے گا۔ توان دونوں نے اس کو قتل کر دیا۔

کیوں جناب! رب العزۃ نے ہاروت وماروت فرشتوں کو انسانوں میں انسانی لباس میں بھیج کر ثابت کر دیا کہ نوری انسانی لباس میں آسکتا ھے۔ (۲) نوری جس شکل میں متشکل ہو کر آئے اس کے عوارضات اس کو مستلزم ہوتے ھیں۔ جیسے کھانا پینا، عورتوں سے ہمبستری کرنا۔ جائز حلال اور پاک استعمال کرے گا تو مثیب ھوگا۔ اگر ناجائز اور حرام کرےگا تو سزا پائے گا۔ میرے پیارے مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم تمام عمر ہر حرام و ناجائز شے سے ہر طرح مبرا ھے لہذا سید الکونین بن گئے ھاروت و ماروت حرمت کے مرتکب ھو گئے سزا یافتہ بن گئے۔

نوری کا خاکی سے نکاح

سوال:۔ کیا نوری کا خاکی سے نکاح ھو سکتا ھے۔

محمد عمر

ہاں ہاں مومن جنتی جب جنت میں جائے گا تو رب العزۃ نے فرمایا لَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَهُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ٥ جنت میں مومنوں کو بیویاں پاک ملیں گی۔ اور اس میں ھمیشہ رہیں گے۔ اور ان جنتیوں کے ازواج مطہرات کی صفت فرمائی حُورٌ مَّقْصُورَاتٌ فِي الْخِيَامِ اور جنتیوں کو حوریں پردہ نشین ملیں گی۔

معلوم ہوا کہ خاکی کا نوری سے نکاح ھو سکتا ھے۔ لیکن اس کے لئے بھی شرط ھے۔ رب العزۃ جنتیوں کو بھی قیامت کے دن نوری بنا دے گا۔ جیسا کہ ارشاد الٰہی ھے۔

جنتی مومنین کو بھی قیامت میں رب العزۃ نوری بنا دیگا

يَسْعَىٰ نُورُهُم بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِم مومنین کے آگے اور دائیں نور ھوگا۔

اور جو اتارا گیا دو فرشتوں پر بابل میں ہاروت و ماروت کو۔

تفسیر خازن ج ۱ } فشربا فلما انتشيا وقعا بالمرأة فرآهما انسان فقتلاه

تو دونوں نے شراب پی۔ پھر جب دونوں بے ہوش نشہ ہو گئے تو زہرا عورت پر چڑھے۔ اور دونوں نے اس سے زنا کیا تو ان دونوں کو ایک آدمی نے دیکھ لیا۔ تو انہوں نے اس آدمی کو قتل کر دیا۔

کیوں جی اب تو تمہاری تسلی ہو گئی کہ نوری صحبت کر سکتے ہیں کھانا کھا سکتے ہیں۔ اس سے نور میں فرق نہیں آتا۔ ہاروت و ماروت نوری تھے۔ نوری پیدائش میں پھر انہوں نے کھانا کھا کر زنا کر کے قتل کر کے دکھا دیا۔ تو کیا میرے پیارے نوری مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو بشر ہیں ہر عیب سے کے ازواج مطہرات اور حلال کھانے پینے سے نور میں فرق نہ آئے

تفاسیر سے کہ ہاروت ماروت دونوں ملائکہ تھے

ابن کثیر ج ۱ ص ۱۴۲ } هاروت وماروت كانا ملكين من الملائكة فاهبطا ليحكما بين الناس

ہاروت اور ماروت دو فرشتے تھے۔ فرشتوں سے پھر دونوں اتارے گئے تاکہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کریں۔

ہاروت و ماروت فرشتوں کا بازاروں میں چلنا اور زنا کرنا

ابن کثیر ج ۱ ص ۱۴۴ } ثم اتيا منزلها فاجتمعا عندها فارادها فقالت لهما لا حتى تشربا خمري وتقتلا ابن جاري وتسجدا لوثني فقالا لا نسجد ثم شربا من الخمر ثم قتلاه

پھر یہ دو فرشتے زہرہ کے مکان پر آئے تو دونوں فرشتے زہرہ کے پاس جمع ہوئے تو زہرہ کا بھی ارادہ ہو گیا۔ تو زہرہ نے کہا کہ میں تو تمہارے پاس نہیں آؤں گی۔ حتیٰ کہ تم دونوں میری شراب پیو اور میرے پڑوسی کے بیٹے کو قتل کرو اور میرے بت کو سجدہ کرو۔ تو دونوں نے جواب دیا ہم سجدہ

انعام ۳۸ ﴿ وَمَا مِن دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أُمَمٌ أَمْثَالُكُم
نہیں ہے کوئی زمین پر چلنے والا اور نہ کوئی پرندہ جو اپنے پروں سے اڑتا ہے

امتیں ہیں مثل تمہاری.

اللہ جل شانہ نے اس آیۃ کریمہ میں بحیثیت امت تمہیں پرندوں اور درندوں کے مماثل ثابت فرمایا. تو بحیثیت امت کتے بلے خنزیر اور پرندے الو گدھ وغیرہ سب تمہارے جیسی امتیں ہیں تو امت خداوندی ہونے میں تم ان سے یکساں ہوئے. تو اس آیت خداوندی کے رد سے اگر تمہارے کسی بزرگ مولوی صاحب کو کہا جاوے کہ امت اللہ ہونے کی بنا پر گدھے یا الو کی مماثل ہیں تو کیا تمہیں ناگوار معلوم ہوگا یا نہیں. اور تمہیں چاہیئے بھی کیونکہ مثلیت میں بجائے اوپر کی طرف بڑھنے کے نچلی جانب تشبیہہ دی گئی. اور اس میں انکساری ہے اور سب امتی ہیں تو امتی کی مثال امتی سے ہونی چاہیئے. اور اگر اس آیت پر عمل کرتے ہوئے ہم بفرمان خداوندی تمہارے کسی بزرگ کو کہہ دیں تو تم سیخ پا ہوتے ہو. تو بشر مثلکم میں تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مثلیت میں اوپر کو ترقی کرتے ہو تو تمہارے ایمانوں کو ٹھیس لگتی ہے. اس مذکورہ بالا آیۃ کریمہ سے سبق حاصل کرو کہ بشر مثلکم خداوند کریم کا تشبیہہ دینا اور ہمارا اپنے قیاس سے تشبیہہ دینا اور اس میں فرق بعید ہے. خداوند کریم نے مخالفین کو دعوۃ نبوت پیش فرمائی ہے. اور اصول یہی ہے دعوۃ سادے الفاظ سے ہوتی ہے لیکن وقت حاضری دعوۃ کے اصل کا مظاہرہ ہوتا ہے. اس وقت سادے الفاظ سے ٹالا نہیں جاتا.

دوستو! یاد رکھو امتی ہونے میں ان کی مثلیت ضرور ہے لیکن چونکہ رب العزۃ نے ہماری جبلت کو وحوش وطیور سے ممتاز کر دیا ہے. اس لیے ہم مثلیت سے جبلتہً ترقی پر ظاہر ہوئے اور کُنتُم خَیرَ اُمَّۃٍ سے نوازا. ایسے ہی وَحدَہٗ لَا شَرِیکَ نے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو انسانی مماثلت عطا فرمائی لیکن جبلتہً دوسروں سے ممتاز فرمایا. اس امتیازی جبلت کی بنا پر ہم سے فوقیت پر ہوئے اور فوقیت بھی ایسی کہ ملائکہ بھی جبلتہً آپ سے ھبوط میں ہیں. فرمایا النَّبِیُّ اَولٰی بِالْمُؤْمِنِینَ مِنْ اَنْفُسِہِم مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو سب مومنین سے حقیقی اولویت بخشی تو رب العزت کا جہاں آپکے ذاتی حقیقت کو

نوری حوروں سے اولاد کا ہونا

ابن ماجہ ۲۳۳۲ { حدثنا محمد بن بشار ثنا معاذ بن هشام ثنا عن ابی عن عامر الاحول عن ابی الصدیق الناجی عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المومن اذا اشتھی الولد فی الجنۃ کان حملہ و وضعہ وسنہ فی ساعۃ واحدۃ کما یشتھی

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مومن جنت میں جب اولاد کی خواہش کرے گا۔ اس کا حمل بھی ھوگا۔ اور وضع حمل بھی ہوگا۔ اور جیساکہ خواہش کرے گا۔ فوراً اس کی عمر بھی بڑی ھوجائے گی۔

دارمی شریف ۲۸۲ { بَابٌ فِی وَلَدِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ اَخْبَرَنَا محمد بن یزید القواریری عن معاذ بن هشام عن ابیہ عن عامر الاحول عن ابی الصدیق الناجی عن ابی سعید الخدری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان المومن اذا اشتھی الولد فی الجنۃ کان حملہ و وضعہ وسنہ فی ساعۃ کما اشتھی ابوسعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مومن جنت میں جب اولاد کی خواہش کرے گا۔ اس کا حمل بھی ہوگا اور وضع حمل بھی ہوگا۔ اور اس کی خواہش کے موافق فوراً اسکی عمر بھی بڑی ہو جائے گی۔ (امام دارمی نے جنت والوں کی اولاد ہونے کا باب باندھ کر لکھا ھے)

قُل اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کی بحث

سوال:۔ مولوی صاحب قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کے متعلق تسلی کرا دیجئے۔

مِثْلُکُمْ کا جواب قرآن کریم سے

پہلے جواب اوّل قرآنی آیت کا جواب بفضلہ قرآن کریم سے عرض کروں گا۔

اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کی تحقیق

سوال ۶۔ محمد تو ہمارے جیسے بشر ہی تو ہیں۔ اور یہ عقیدہ قرآن کے مطابق ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰی اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ کہہ دیجیے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوا اس کے نہیں میں بشر ہوں تمہاری مثل جب اللہ فرماتا ہے کہ تم کہہ دو میں تمہاری مثل بشر ہوں تو ہمیں کہنے سے کوئی خرابی نہیں۔

محمد عمر" دوسرا جواب اسی آیت کے ماتحت حضرت حسن کی تفسیر دکھا دیتا ہوں۔

اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کی تفسیر از تفاسیر

تفسیر خازن ۶/۸۷ قَالَ الْحَسَنُ عَلَّمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی لِتَوَاضُعٍ حضرت حسن نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ ارشاد فرما کر تواضع کا سبق سکھایا ہے۔

تفسیر کبیر ۵/۷۶۱ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ اَمَرَ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم بِاَنْ یَسْلُکَ طَرِیْقَۃَ التَّوَاضُعِ نَقَالَ یہ اللہ تعالیٰ نے اس واسطے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا تاکہ آپ کو تواضع اور عاجزی کا سبق ملے۔ اور آپ کی سُنّت پر آپ کی امت عمل کرے۔ اور اپنے آپ کو عاجز کہیں فخر نہ کریں۔ اور اپنے آپ کو بڑائی کی طرف نہ لے جادیں۔ اور نہ اپنے آپ کو بڑوں سے تشبیہ دیں۔ لیکن بعض امتی ایسے بدفہم نکلے۔ جنہوں نے اس آیۃ کریمہ کا اُلٹ مطلب سمجھ لیا کہ جب اللہ تعالےٰ نے آپ کو بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کا سبق سکھایا ہے۔ تو ہم بھی آپ کو بَشَرٌ مثلنا ہی کہیں گے۔ افسوس ایسی امت کے ایسے دماغ و سمجھ پر امت کا حق تو یہ تھا کہ عرش معلےٰ کی سیاحی کرنے والا کو جب بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کی تواضع کا حکم ہو رہا ہے۔ ہم تو آپ کے امتی ہیں۔ ہمیں تو اپنے آپ کو کمترین سے کمترین کے مشابہ سمجھنا چاہیئے تاکہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت پر عمل ہو۔ نہ کہ مثل کہنے سے عمل ہوا ہے۔ مثلکم کا لفظ تواضعاً

بیان کرنا مقصود تھا۔ وہاں قَدْ جَاءَ کُمْ مِنَ اللّٰہِ نُوْرٌ فرمایا۔ اور جہاں مخلوق کو ہدایت خداوندی سے راہ راست پر لانا مقصود تھا۔ تو منکرین کو قل اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِثْلُکُمْ کے پردے سے متکبرین کو تواضعاً اِنَّمَا اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ کی دعوت خداوندی دی۔ آپ کی اس انکساری سے حقیقۃ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے خبر آپ مثل محمد رسول اللہ بن بیٹھا۔ افسوس! تمہیں چاہیئے تھا فرمانِ خداوندی اُمَمٌ اَمْثَالُکُمْ کی مشابہت کی طرف جھکتے۔ تاکہ تمہیں خداوند کریم رحمت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں شامل فرمالیتا۔ اور تمہارے لیئے رتبہ ایک فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا ہوتا یہ جواب قرآنی آیت کا قرآن آیت سے تھا۔

بوجھ اٹھانے کا جواب

سوال:- مولوی صاحب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کمزوروں کے بوجھ اٹھا کر اس کے گھر چھوڑ آتے تھے۔ کبھی نور بھی بوجھ اٹھاتا ھے۔

فقیر قرآن کریم سے اس کا ثبوت پیش کرتا ھے سُنیئے

اَنْ یَّاْتِیَکُمُ التَّابُوْتُ فِیْہِ سَکِیْنَۃٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَبَقِیَّۃٌ مِّمَّا تَرَکَ اٰلُ مُوْسٰی وَاٰلُ ھٰرُوْنَ تَحْمِلُہُ الْمَلٰٓئِکَۃُ ط

یہ کہ تمہارے پاس تابوت آئے گا۔ اس میں تسلی ہوگی تمہارے رب کی طرف سے اور بقیہ ہوگا اس چیز سے جو موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام چھوڑ گئے۔ اس کو ملائکہ نے اٹھایا ھوگا۔

کیوں بھئی ملاں جی! اب تو قرآن کریم سے ثابت ھوگیا کہ انبیاء علیھم السلام کے تبرکات ملائکہ اٹھا کر دلی اللہ کی خدمت میں لائیں گے۔ ملائکہ نوری اور انسانوں کے تبرکات اٹھائے پھرتے رہے کیا کھوگے۔ ملائکہ نوری نہ تھے ایسے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نوری اور اپنی رحمت سے لوگوں کے بوجھ اُٹھاتے تھے۔ اور آپ کے نور ہونے میں فرق نہیں آسکتا۔

انکساری کا قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ سے سکھایا۔ ایسے ہی حضرت یونس علیہ السلام نے فرمایا
لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ

پانچواں جواب:۔ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کی نفس عبارت کو بھی اگر دیکھا جائے تو بھی تمہارا مطلب اس آیتہ کریمہ سے ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی مثل کہنا اگر امت کو حکم ہوتا کہ تم کہو کہ ہم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل ہیں۔ پھر تو تم سچے تھے اور جب تمہیں حکم نہیں ہوا تو تم جھوٹے ہو۔ جو مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی مثل کہتے ہو۔ یہ تمہارا اپنی مثل کہنا سراسر قرآن کے خلاف ہے۔ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے مثل بشر کہنا شرعاً و عقلاً بھی منع ہے۔

مِثْلُکُمْ کی عقلی دلیل

تمہاری ہمشیرہ والدہ بیوی عورت ہونے میں سب ہم مثل ہیں لیکن اگر تم بیوی کو کہو کہ تو میری بیٹی یا میری ماں کی مثل ہے تو ساٹھ روزے متواتر رکھو یا ساٹھ مساکین کو کھانا کھلاؤ تو تم بیوی کے قریب جا سکتے ہو ورنہ نہیں۔ اور اگر کہدو کہ میری ماں یا بیٹی میری بیوی جیسی ہے تو ایمان جاتا ہے۔ جب تک توبہ نہ کرے بے ایمان رہتا ہے اگر گھر میں مساوات کرو تو ایمان جاتا ہے۔ تو مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مساوات قائم کرنے سے ایمان کیسے باقی رہ سکتا ہے۔

مثلیت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ممانعت کے دلائل قرآن کریم سے

احزاب ۲۲/۲ } یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ
اے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بیبیو! تم لوگوں کی عورتوں کی مثل نہیں ہو۔

تو آپ نے فرمایا تمہاری تواضع تو تب ہے کہ اس سے بھی کم تواضع کا لفظ ہو۔
تیسرا جواب:۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

بخاری شریف ۲ / ۹۱۹ } عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِهٖ

ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالےٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اپنی صورت پر۔

اگر آدم علیہ السلام تمہارے عقیدے کے ہوتے تو فرماتے کہ میں خدا کی مثل ہوں یا مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم فرمادیتے کہ چونکہ اللہ تعالےٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا ہے۔ لہٰذا حضرت آدم علیہ السلام خدا جیسے ہوئے۔ اور جب حضرت آدم علیہ السلام خدا جیسے ہوئے تو ہم تمام خدا جیسے ہوئے کیوں جناب!

اگر وہاں مشکلم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مماثل بنتے ہو۔ تو یہاں خدا کی مثل بھی بن جاؤ بخیلا درجہ کیوں پسند کرتے ہیں۔ ترقی کرکے خدائی مرتبہ پر کیوں نہیں فائز ہو جاتے۔ کچھ خدا کا خوف کرو۔

چوتھا جواب:۔ اب قرآن کریم سے عرض کرتا ہوں۔

حضرت آدم علیہ السلام کا کئی برس تک وظیفہ رہا۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ اے رب ہمارے ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا۔ اگر تو ہمیں نہ بخشے اور نہ رحم کرے تو ہم خاسرین سے ہو جائیں گے۔

کیا تم بھی حضرت آدم علیہ السلام کی سنّت ادا کرتے ہوئے کہو گے کہ معاذ اللہ حضرت آدم علیہ السلام ظالم و خاسر تھے۔ کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے آپ کو کہا تم کیوں نہ کہو اگر تم حضرت آدم کے فرمائے کو کہو تو ایمان نہیں رہتا۔ تو ایسے ہی مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمائے ہوئے کو تمہارا ویسے کہنا بھی ایمان سے خارج کر دیتا ہے۔ کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام نے بھی عجز و انکساری سے فرمایا۔ اور حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی آبائی سبق عجز و

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تواصلوا قالوا انک تواصل قال لست کاحد منکم قال انی اطعم واسقی او انی ابیت اطعم واسقی

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وصلی روزے نہ رکھو۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم السلام نے عرض کیا حضور آپ وصلی روزہ رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں تم سے کسی ایک کی مثل بھی نہیں۔ آپنے فرمایا میں کھلایا جاتا ہوں۔ اور پلایا جاتا ہوں۔ یا فرمایا بے شک میں رات گزارتا ہوں کھلایا جاتا ہوں اور پلایا جاتا ہوں۔

(۳) دارمی شریف } ثنا سفیان بن عیینہ حدثنی عبید اللہ بن ابی یزید عن ابیہ ان ام ایوب اخبرتہ قال نزل علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتکلفنا لہ طعامًا فیہ شیئ من بعض ھذہ البقول فلما اتیناہ بہ کرہ وقال لاصحابہ کلوا فانی لست کاحد منکم انی اخاف ان اوذی صاحبی ط

حضرت ایوب کی والدہ نے خبر دی کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو ہم نے آپ کو بعض سبزی کھانے کی تکلیف دی۔ اس میں کچھ بو تھی جب ہم آپ کے پاس لائے تو آپ نے کراہیت فرمائی۔ اور اپنے دوستوں کو فرمایا تم کھالو بے شک میں تم سے کسی ایک جیسا نہیں ہوں۔ میں ڈرتا ہوں کہ میرے دوست ساتھی کو تکلیف ہوگی۔

(۴) بخاری شریف ۲۶۳/۱ } حدثنا عبد اللہ بن یوسف انا ملک عن نافع عن عبد اللہ بن عمر قال نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الوصال قالوا انک تواصل قال انی لست مثلکم انی اطعم واسقی ط

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال سے منع فرمایا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی حضور بے شک آپ وصلی روزہ رکھتے ہیں۔ فرمایا بیشک میں تمہاری مثل نہیں ہوں۔ بے شک میں کھلایا جاتا ہوں۔ اور پلایا جاتا ہوں۔

جس بدن کے ساتھ آپ کا بدن پاک نوری مس کرے اس وجود کو رب العزت نے دوسروں سے ممتاز فرمایا۔ اور حکم الٰہی ہوا کہ اے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات تم دنیا کی دوسری عورتوں جیسی نہیں ہو۔ آپ کے ازواج مطہرات کی مثلیت کی نفی جب اللہ تعالیٰ نے فرما دی تو مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثلیت تم کیسے بنا سکتے ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود مبارک سب مومنین سے اعلیٰ ہے

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام مومنین کے نفسوں سے بہت اولیٰ ہیں۔ اب تم کہو حضور ہمارے مثل ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماوے باعتبار نفس بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم تم سے بہت بہتر ہیں۔ اب تمہاری بات کو تسلیم کریں یا خداوند کریم کے فرمان کو۔ تو اس آیۃ کریمہ سے ثابت ہوا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہماری مثل نہیں ہیں اور نہ ممکن ہی ہے۔

مثلیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ممانعت احادیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے

سنن بیھقی ۲/۶۲ — مسلم شریف ۱/۲۵۳

اخبرنا ابو علی الروزباری انبانا محمد بن ابی بکر ثنا ابو داؤد ثنا محمد بن قدامہ بن اعین ثنا جویر عن منصور عن ھلال بن یساف عن ابی یحیی عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قال حدثت یا رسول اللہ انک قلت صلوۃ الرجل قاعدًا نصف الصلوۃ وانت تصلی قاعدًا فقال اجل ولکن لست کاحد منکم رواہ مسلم فی الصحیح

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے میں نے بات کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک آپ نے فرمایا بیٹھ کر آدمی کی نماز کا آدھا ثواب ہے۔ اور آپ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا ہاں۔ اور لیکن میں تم سے کسی ایک کی مثل بھی نہیں ہوں۔

(۲) بخاری شریف ۱/۲۶۳ — حدثنا مسدد ثنا یحییٰ عن شعبۃ ثنا قتادۃ عن انس

روزے سے منع فرمایا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ وصلی روزہ رکھتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔ میں کھلایا پلایا جاتا ہوں۔

(۸) ابوداؤد ۱/۳۲۹ } حدثنا قتیبة بن سعید ان ابو بکر بن مضر حدثہم عن ابن الهاد عن عبد اللہ بن جناب عن ابی سعید الخدری انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا تواصلوا فایکم اراد ان یواصل فلیواصل حتی السحر قالوا فانک تواصل قال انی لست کھیئتکم ان لی مطعما یطعمنی وساقیا یسقینی

ابوسعید خدری سے روایت ہے اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے وصلی روزہ نہ رکھو۔ تو تم سے جس شخص کا ارادہ ہو کہ وصلی روزہ رکھے چاہیئے کہ سحری تک وصل کرے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا حضور آپ رکھتے ہیں۔ فرمایا میں تمہاری حیثیت کا نہیں ہوں بیشک میرے لئے کھلانے والا ہے۔ جو کھلاتا ہے۔ اور پلانے والا ہے جو پلاتا ہے۔

(۹) ترمذی شریف ۱/۹۷ } عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تواصلوا قالوا فانک تواصل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انی لست کاحدکم ان ربی یطعمنی ویسقینی ۵

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصلی روزہ نہ رکھو۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ وصلی روزہ رکھتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم سے کسی کی طرح نہیں ہوں بے شک میرا رب مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔

(۱۰) مسند امام احمد بن حنبل ۲/۱۲۸ } حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثنا عبد الوھاب بن عطاء ثنا مالک بن انس عن نافع عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن الوصال فقیل لہ انک تواصل یا رسول اللہ قال انی لست کھیئتکم انی اطعم واسقی

(۵) بخاری شریف ۱/۲۶۳ حدثنا عبد اللہ بن یوسف ثنا اللیث حدثنی یزید بن الھاد عن عبد اللہ بن جناب عن ابی سعید انّہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلّم قال لا تواصلوا فایکم اراد ان یواصل فلیواصل حتی السحر قالوا فانک تواصل یا رسول اللہ قال انی لست کھیئتکم انی ابیت لی مطعم یطعمنی وساق یسقینی ۔

ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ھے کہ اس نے سُنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا وصلی روزے نہ رکھو۔ تم سے جس کا ارادہ ھو کہ وصلی روزہ رکھنے کا تو سحری تک رکھے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی یا رسول اللہ آپ وصلی روزہ رکھتے ھیں۔ آپ نے فرمایا بے شک میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔ میں رات گذارتا ھوں۔ میرا کھلانے والا مجھے کھلا دیتا ھے۔ اور میرا پلانے والا مجھے پلا دیتا ھے۔

(۶) بخاری شریف ۱/۲۶۳ حدثنا ابو الیمان انا شعیب عن الزھری اخبرنی ابو سلمۃ بن عبد الرحمن ان اباھریرۃ قال نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الوصال فی الصوم فقال لہ رجل من المسلمین انک تواصل یا رسول اللہ قال وایکم مثلی انی ابیت یطعمنی ربی ویسقینی الخ

ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ھے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا وصلی روزہ رکھنے سے مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ تو وصلی روزہ رکھتے ھیں۔ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے میری مثل کون ھے؟ بلا شک میں رات گزارتا ھوں۔ میرا رب مجھے کھلاتا ھے۔ اور مجھے پلاتا ھے۔ الخ

(۷) ابوداود ۱/۳۲۹ حدثنا عبد اللہ بن مسلمۃ القعنبی عن مالک عن نافع عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن الوصال قالوا فانک تواصل یا رسول اللہ قال انی لست کھیئتکم انی اطعم واسقی ۔

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصلی

استدلال قرآنی اور متقدمین کا عقیدہ
کہ
حضورؐ ہماری مثل نہیں ہیں

(۱۴) زرقانی ج ۵ ص ۲۷۷ [قَدْ یَعْلَمُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ یَتَسَلَّلُوْنَ مِنْکُمْ لِوَاذًا (الآیۃ) فَالْمَعْنٰی لَا تَظُنُّوْا اَنَّہٗ مِثْلُکُمْ] ترجمہ۔ منع فرمانا ہے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو کھسک جاتے ہیں وہ تم سے نظر بچاکر (آخیر آیت تک، تو اس کے معنی یہ ہیں کہ تم یہ نہ یقین کرو کہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری مثل ہیں۔

ایک دفعہ کسی کو بات کہی جائے تو ماننے والے کو یقین ہو جاتا ہے جب تین دفعہ کہا جائے تو بے یقینے کو بھی یقین ہو جاتا ہے لیکن میرے پیارے محبوب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۲ دفعہ فرمایا کہ میں تمہاری مثل نہیں ہوں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے فرمادیا کہ حضورؐ ہم آپ کی مثل نہیں ہیں، متقدمین کا عقیدہ بھی یہی دکھادیا گیا۔ اب بھی اگر کوئی شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنی مثل بشر سمجھے تو اس کو خدا سمجھے۔

خَالِقٌ بَشَرًا کا جواب

سوالؔ مولوی صاحب نبیوں کو بشر کہنا یہ سنت اللہ ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اِنِّیْ خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ط

محمد عمرؔ، تم آگے کیوں نہیں پڑھتے فَاِذَا سَوَّیْتُہٗ وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَہٗ سَاجِدِیْنَ پھر جب میں اس کو برابر درست کرلوں اور اس میں میں اپنے روح کو پھونک دوں تو تم اے فرشتو اس کے سامنے سجدے میں گر جانا۔ خالق نے خَالِقٌ بَشَرًا فرمایا۔ اور مخلوق کو فَقَعُوْا لَہٗ سَاجِدِیْنَ کا حکم فرمایا۔ تم اگر خالق ہو تو خالق والی بات کہو اگر مخلوق ہو تو مخلوق کی سنت ادا کرو گے۔ آگے فرمایا

(۱۱) مسند احمد بن حنبل $\frac{۲}{۱۵۳}$ حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثنا عبد الصمد حدثنی ابی ثنا ایوب عن نافع عن ابن عمر قال واصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فواصل الناس فنہاھم فقالوا یا رسول اللہ فانک تواصل فقال انی لست کھیئتکم انی اطعم واسقی

(۱۲) مسند احمد بن حنبل $\frac{۲}{۱۵۳}$ حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثنا عبد الرزاق انا سفیان عن منصور عن منصور عن ہلال بن یساف عن ابی یحییٰ عن عبد اللہ بن عمرو قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو یصلی قاعدا فقلت یا رسول اللہ انی حدثت انک قلت ان الصلوۃ القاعد علی النصف من صلوۃ القائم وانت تصلی جالسا قال اجل ولکنی لست کاحد منکم۔ ترجمہ گذر چکا ہے۔

مذکورہ بالا بارہ دفعہ فرمان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم لست کاحد کم سے ثابت ہوا کہ حضور ہماری مثل نہیں ہیں۔ اور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد ان ربی یطعمنی ویسقینی سے بھی ثابت ہوا کہ آپ ہماری مثل نہیں ہیں۔ کیونکہ آپ کو خداوند کریم کھلاتا پلاتا ہے۔ اور آپ کے وصلی روزے کا مفسد نہیں ہے اور ہم ذرا سی چیز کھالیں تو روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اقرار کرنا کہ ہم حضور کی مثل نہیں ہیں

(۱۳) بخاری شریف $\frac{۱}{۷}$ حدثنا محمد بن سلام قال انا عبدۃ عن ھشام عن ابیہ عن عائشۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرھم من الاعمال بما یطیقون قالوا انا لسنا کھیئتک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اعمال کا ارشاد فرماتے ہیں جو لوگ طاقت رکھتے ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ کی طرح نہیں ہیں۔

کا کلمہ نہیں۔ اگر گستاخی کا کلمہ ہے تو تیرا ہی بتایا ہوا ہے۔ ابلیس کو یہ جرأت نہ ہوئی۔ اب تمہیں یہ کہنے کی جرأت ہو رہی ہے کہ تم کہتے ہو کہ ہم سنت اللہ کہنے والے ہیں۔ یہ اپیل تو ابلیس کو دائر کرنی چاہیئے تھی نہ کہ تمہیں۔ حالانکہ یہ جملہ جب ابلیس نے استعمال کیا تو رب العزت نے اس کو ایک جنت سے ملعون و مردود بنا کر نکال دیا۔ تو ایسی بڑی جماعت جو اپنے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے مثل بشر کہنے والی ہے جنت میں کیسے داخل کرے گا۔

دوسری بات ابلیس نے صرف ایک دفعہ نبی اللہ کو بشر کہا۔ ہمیشہ کے لئے ملعون و مردود بنا کر دوزخی بنا دیا گیا۔ تو جو لوگ ہمیشہ اس کی سنت کو ادا کرتے ہوئے دن رات اپنے مصطفےٰ نبی الانبیاء علیہم السلام کو بشر کی رٹ لگانے والے ہیں۔ خدا جانے ان کو کونسے طبقے میں جگہ دے گا۔ اور ساتھ ہی فرما دیا لَاَمۡلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنۡكَ وَمَنۡ تَبِعَكَ تجھ سے بھی جہنم کو بھروں گا۔ اور جو تیری تابعداری کرے گا۔ ان سے بھی جہنم کو پُر کروں گا۔ یہ تو جواب ہوا تمہارے بشر کہنے کا۔ کہ نبی اللہ کو بشر کہنا اور نبی اللہ کی حقیقت انسانی کو بیان کرنا یہ سُنت ملائکہ نہیں ہے۔ بلکہ سُنت ابلیسی ہے۔

سوال" مولوی صاحب اس نے سجدہ نہ کیا تھا اس لیئے ملعون ہوا۔

محمد عمر

سُنیئے دوست! اللہ تعالےٰ نے پہلے بشریت کو پیش نہ فرمایا تھا۔ بلکہ پہلے اِنِّیۡ جَاعِلٌ فِی الۡاَرۡضِ خَلِیۡفَةً اے فرشتو میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔ حضرت آدم علیہ السلام کا نام تک نہیں لیا کہ میں آدم کو پیدا کرنے والا ہوں۔ اگر حضرت آدم علیہ السلام کا نام اللہ تعالےٰ پیش فرماتا۔ پھر اگر ابلیس حقیقت تک پہنچ جاتا تو کبھی گرفت میں نہ آتا۔ اور شاید اللہ تعالےٰ اگر حضرت آدم علیہ السلام کا نام پیش فرما دیتا تو ابلیس کہہ دیتا کہ یا اللہ تو انسان کو تو ہم سے برتری دیتا ہے۔ تو رب العزت بھی ضرور جواب دیتا کہ نبوت و رسالت اعمال کا ثمرہ نہیں ہے۔ بلکہ فرمایا ذٰلِكَ فَضۡلُ اللّٰهِ یُؤۡتِیۡهِ مَنۡ یَّشَآءُ یہ اللہ کا فضل

فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْس سب ملائکہ سجدے میں گر گئے مقبول ہو گئے۔ ابلیس کی نظر بشریت پر پڑ گئی۔ مِنْ رُّوْحِیْ کو چھوڑ دیا مردود ہو گیا۔ مِنْ رُّوْحِیْ کو مدنظر نہ رکھا۔

مخلوق میں سب سے پہلے ابلیس نے نبی اللہ کو بشر کہا

الحجر ۱۴/۳ قَالَ یٰٓاِبْلِیْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ ط
اے ابلیس تجھے کیا ہوا کہ تو نے سجدہ کرنے والوں کا ساتھ نہ دیا

تو ابلیس نے جواب دیا۔

قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ
میرے لیئے یہ لائق نہیں ہے کہ میں ایسے بشر کو سجدہ کروں جس کو تو نے بجتے ہوئے کیچڑ سے پیدا فرمایا

اللہ تعالےٰ نے ابلیس کے اس کہنے کا جواب فرمایا سُنیئے۔

فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِیْمٌ وَّاِنَّ عَلَیْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى یَوْمِ الدِّیْنِ
اے ابلیس تو نکل جا جنت سے کیونکہ تو مردود ہو گیا ہے۔ اور ضروری تجھ پر قیامت تک لعنت ہے۔

کیوں جناب! ابلیس نے بھی وہی الفاظ کہے تھے۔ جو رب العزت نے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق فرمائے تھے۔ رب العزت نے بھی پہلے حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق فرمایا۔ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ اور ابلیس نے بھی وہی جملہ خداوندی دہرایا کہ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ جب تمہارے نزدیک نبی اللہ کو بشر کہنا سنت اللہ ہے۔ تو رب العزت کو تو چاہیے تھا کہ اس کو اس جواب سے انعام دیتا کہ تو نے میری سُنت ادا کی ہے۔ اور تو نے اپنے اللہ کے آگے شرک بھی نہیں کیا۔ تجھے یہ جنت یا اس سے بڑھ کر انعام دیتا ہوں۔ اور نہ ہی ابلیس کو یہ جرأت ہوئی کہ کہتا۔ یا اللہ جو تو نے آدم علیہ السلام کے متعلق کہا تھا۔ میں نے بھی تو وہی جملہ استعمال کیا ہے۔ یہ کوئی گستاخی

جیسا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کے مخالفین بھائیوں کو ان کا بھیڑیے کا بہانہ بنانے سے پہلے ہی فرما دیا کہ اَخَافُ اَنْ یَّاْکُلَہُ الذِّئْبُ اور بعد میں بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق فَاَکَلَہُ الذِّئْبُ وہی بات بنائی جو حضرت یعقوب علیہ السلام پہلے فرما چکے تھے۔

تو اب کوئی عقلمند یہ نہیں کہہ سکتا کہ بیٹوں نے باپ کی سنت ادا کی بلکہ صاحب ایمان یہی کہے گا کہ نبی اللہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو ان کا "بھیڑیے کے کھانے کے بہانے کا علم غیبی تھا جس بنا پر حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان کے بہانہ بنانے سے پہلے ہی ان کو ان کے جھوٹے بہانے کا اظہار فرما دیا۔ تاکہ ایمان والوں کو ثابت ہو جائے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام بیٹوں کے جھوٹے بہانے سے بے خبر نہ تھے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ بھی عالم الغیب ہے۔ وہ کلمات جو ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق بعد میں کہنے تھے۔ وہ پہلے ہی سُنا دیے تاکہ ثابت ہو جائے کہ رب العزت کو ابلیس کے اس جھوٹے بہانے کا پہلے علم تھا۔ لیکن جب ابلیس کا بیان دینے کا وقت آیا تو اس نے خداوندی سوال کے جواب میں وہی بیان دیے جو رب العزت پہلے فرما چکا تھا۔ تو یہ رب العزت کے عالم الغیب ہونے کی دلیل ہے۔ نہ کہ ابلیس نے سنت اللہ کو ادا کیا۔ جیسا کہ تم سمجھ بیٹھے۔

جب ابلیس نے رب العزت کو جواب دیا لَمْ اَکُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَہٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ تو ابلیس نے دو جُرم کیے۔ ایک حکم خداوندی کا انکار دوسرا نبی اللہ کو معاذ اللہ نگاہ حقارت سے (معاذ اللہ) لِبَشَرٍ خَلَقْتَہٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ کہا۔ یعنی ایک اَبٰی اور ایک اِسْتَکْبَرَ تو رب العزت نے بھی دو ہی سزائیں سُنا دیں۔ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ حکم خداوندی کے انکار کی سزا کہ یہاں سے نکل جا اور دوسری وَاِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ کہ تجھ پر قیامت تک لعنت برسے گی۔

ھے جس کو چاھے عطا فرمائے۔ تو رب العزت نے آدم علیہ السلام کے نام کو پیش نہیں فرمایا کہ کوئی اس حقیقت کو مدنظر نہ رکھے۔ بلکہ حضرت آدم علیہ السلام کے رتبہ و منزلت کو پیش فرمایا تاکہ ثابت ھو جائے کہ نبی اللہ کی حقیقت انسانی کی طرف نگاہ غیر نہ کریں۔ بلکہ اس کے مرتبے کو ملحوظ رکھیں۔ جب ملائکہ نے بطاقت غیب حضرت آدم علیہ السلام کے پیش کردہ مرتبے کو ملحوظ نہ رکھا۔ بلکہ اس کے اعمال کو اعتراضی نگاہ سے دیکھا۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی حقیقت کو اِنِّیْ خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ کا ذکر فرمایا۔ جیساکہ سی آئی ڈی والا مخالف کو گرفتار کرنے سے پہلے اس کے منہ سے مخالفت کے اظہار کے لئے چند کلمات اس کی مرضی کے کہہ دیتا ھے۔ تو مخالف جب ان الفاظ کو منہ پر لاتا ھے۔ سی آئی ڈی والا اس کو فوراً مجرم قرار دے کر گرفتار کرا دیتا ھے۔ ایسے ھی رب العزت نے مخالف نبی اللہ کو جب معلوم کر لیا کہ یہ نبی اللہ کے قدر و شان کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔ بلکہ یہ تو اس کے ظاہر کی طرف دیکھنے لگ گیا ھے۔ تو رب العزت نے مخالف نبی اللہ کو ظاہر کرنے کے لئے اس کے خیال کے الفاظ پیش کر کے پھر سجدے کا حکم صادر فرمایا تو تمام نوری ملائکہ تو فوراً بلا عذر ارشاد خداوندی کو سمجھ گئے۔ اور سجدے میں گر پڑے۔ لیکن جو ان کا معلم ابلیس تھا وہ اکڑا رہا۔ تو پھر اللہ تعالےٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق ابلیس کے بیانات لئے تاکہ مجرم کا بیان لے کر اس کو اس کے جرم کی سزا دے۔ کیونکہ ملائکہ کو اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ کی ترغیب دینے والا اور کہلانے والا بھی وھی ثابت ھوتا ھے۔ کیونکہ بعد میں سب کا بلا عذر سرنگوں ھونا اور صرف ابلیس کا اکڑنا یہ اس بات کی دلیل ھے کہ پہلی شرارت بھی اسی کی تھی۔ تو اللہ تعالےٰ کے سوال کا جواب اس نے وھی دیا۔ جو اللہ تعالےٰ پہلے فرما چکا تھا۔ کیونکہ وہ عالم الغیب ھے۔ اسے معلوم تھا کہ یہ حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق یہی کہے گا۔

رب العزت نے اِنِّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً سے شان وعزت آدم علیہ السلام پیش فرمائی اور ابلیس نے عزت تسلیم کرنے کے بدلے میں خفت ظاہریت بشری میں بدلا تو دونوں سزاؤں کا مستوجب ہوا۔ ایک سزا یہ کہ نکالا گیا۔ دوسری سزا یہ کہ ملعون ہوا۔ اب تم صرف یہی کہ دو کہ ابلیس نے ایک ہی جرم کیا۔ تو یہ تمہاری چشم پوشی ھے۔

باقی ملائکہ سے تم ثابت کر دو کہ انہوں نے سجدہ تو کر دیا ھو۔ ساتھ ھی کہا ھو کہ نَسْجُدُ لِبَشَرٍ خَلَقْتَہٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ارشادِ خداوندی کے مقابلے میں اس کے حکم کو تسلیم نہ کرنا یہ بھی سُنت ابلیسی ہے۔ مثلاً اللہ کریم نے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا قَدْ جَاءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ تم نے اس حکم خداوندی کو ٹھکرایا۔ جیسا کہ وہ اس حکم میں اَبیٰ کا مصداق ہُوا۔ تم نے اس حکم کے متعلق اَبیٰ کہہ دیا۔ اس نے لَمْ اَکُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَہٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ کہہ دیا۔ تم نے کہہ دیا۔ مَا کَانَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلُنَا خَلَقْتَہٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ اس کو بھی بشریت نے باوجود فرمان الٰہی ہونے کے سرنگوں نہ ہونے دیا۔ اور تم کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت ھی غلامی سے روک رھی ھے۔ اور نور سے اعراض کر کے مثلیت کی طرف پھنسا رھی ھے۔ نہ اُس نے رب العزت کے حکم کو مقدم سمجھا نہ تم نے اپنی عقل کے مقابلے میں حکم الٰہی کو تسلیم کیا۔ اس نے بھی دلیل سے حکم الٰہی کو ٹھکرایا۔ تم نے بھی دلیل سے ھی فرمان الٰہی کو پس پشت ڈال دیا۔ اور اس نفس امارہ کے کئی متبعین منکرین انبیاء علیہم السلام چلے آئے۔ اور عذاب الٰہی میں گرفتار ہوئے۔ حسب سابقہ امم کے جو مخالفین انبیاء علیہم السلام تھے۔ رب العزت نے نہ چھوڑا۔ تو مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے مخالفین کو عذاب دینے سے کیسے بچائے گا۔

حضرت آدم علیہ السلام صفی اللہ تھے۔ ہمارا ایمان ھے کہ حقیقتاً صفی اللہ تھے، کیونکہ رب العزت نے خطاب فرمایا اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰۤی اٰدَمَ تمام ملائکہ نے تسلیم کیا۔ لیکن ابلیس نے آدم صفی اللہ نہ تسلیم کیا۔ ہابیل نے تسلیم کیا قابیل نے نہ کیا۔ صفی اللہ کا منکر جماعت قابیلی اور جماعت ابلیسی میں شامل اور نبی اللہ کے انکار کا بانی ابلیس ٹھہرا جس نے

اب دو فرقے ہو گئے۔ ایک خاموشی سے بلا عذر نبی اللہ کی عزت کو تسلیم کرتے ہوئے سرنگوں ہونے والے وہ ہیں نوری فرشتے۔ اور دوسرا ہے حضرت آدم علیہ السلام کی عزت کا منکر اور نگاہِ خفت سے بشر کہنے والا ناری تھا۔ فرشتے نوری تھے۔ اس لیئے ان کی نگاہ اس نور کی طرف گئی جو حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں مشتعل تھا۔ جھک گئے۔ اور ابلیس ناری تھا۔ وہ نور مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھ نہ سکا۔ اس کی نگاہ حضرت آدم علیہ السلام کی بشریت تک محدود رہی تو ہمیشہ کے لیئے ملعون ہو گیا۔ اب یہ لاء

پریوی کونسل کا فیصلہ شدہ ہے جس کو رب کریم نے قرآن کریم میں درج کر دیا ہے

چونکہ پہلے فیصلہ شدہ ہے۔ اس لیئے ان دونوں فرقوں سے جس کا دل چاہے پسند کرے چاہے نبی اللہ کی عزت و شان کو تسلیم کرتے ہوئے نور مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے آگے بلا عذر جھکنے والوں میں شامل ہو جائے۔ اور چاہے دوسری طرف نبی اللہ کو بشر کہہ کر حکم خداوندی قَدْ جَآءَكُم مِّنَ اللَّهِ نُورٌ کا انکار کرکے اکڑنے والے کی جماعت میں داخل ہو جائے۔ اس وقت خود اِنِّي خَالِقٌ بَشَرًا مِّن صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُونٍ فرما کر ابلیس کے عقیدے کا اظہار فرما دیا۔ اور یہاں مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کے عجز کا کلمہ کہلوا کر اکثر مخالفین نور مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے عقیدے کو عیاں فرما دیا جس ذات میں نور مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم جلوہ گر تھا۔ اس کے بشر کہنے والوں کو ملعون کرکے نکال دیا۔ تو جو شخص خود نور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو اسی خطاب بشر سے پکارے۔ بھلا اس کو کیسے بری فرما دے گا۔

تو آیات قرآنیہ سے ثابت ہوا کہ ابلیس نے دو جرم کیئے حکم خداوندی کی نافرمانی اور نبی اللہ کی عزت پیش کرنے کے مقابلے میں وہ بشر کہہ کر خفت نبوت کو ظاہر کرتا ہے کیونکہ

کے نور اللہ ہونے کا انکار کر کے مقابلے کی جماعت میں شامل ہو جاؤ۔ خداوندی حکم آپ کے نور اللہ ہونے کا ہے۔ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں آپ کے نور اللہ ہونے کی ہیں۔ اصحاب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عقیدہ آپ کے نور اللہ ہونے پر ہے۔ متقدمین کا عقیدہ آپ کے نوری ہونے پر ہے۔ ہاں ابلیس کا عقیدہ بشر کہنے کا ہے ابوجہل اور باقی کفار کا کہنا بھی یہی تھا۔

سائل: اللہ تعالیٰ نے اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا کیوں فرمایا۔ اس پر بھی فتویٰ لگاؤ گے۔ تم خالق ہو؟ تم مخلوق کی سنت ادا کرو۔ ملائکہ نے بشر کہا؟ جب ملائکہ نے نہیں کہا

محمد عمر: ابلیس نے کہا تو ثابت ہوا کہ نبی اللہ کو بشر نہ کہنا یہ سُنّت ملائکہ ہے۔ اور بشر کہنا یہ سُنّت ابلیس ہے۔

دُوسرا جواب: اللہ رب العزت نے دونوں باتیں بیان فرمادیں۔ خَالِقٌۢ بَشَرًا والی بھی اور نَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ والی بھی تاکہ جس کو جو پسند ہو قبول کرے۔ ملائکہ وَ نَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ دیکھ کر سرنگوں ہو گئے۔ تو اس کے صلے میں رب العزت نے ان کو نور اللہ کی جھلک نصیب فرمائی۔ اور ابلیس کی نظر خَالِقٌۢ بَشَرًا تک محدود رہی تو نور اللہ کے جمال سے محروم رہا۔ اب تمہاری پسند پر موقوف ہے۔ جس لفظ کو چاہو پسند کر لو۔ جس حکم الٰہی کو ملائکہ نے نہیں دُہرایا۔ ہم دہرانے کے لئے تیار نہیں۔ اور جس کے کہنے سے ابلیس کی تمام عمر کی خالص توحید ضائع ہو گئی۔ ہم بھی وہ جملہ کہہ کر اپنی تمام عمر کے حسنات کو برباد نہیں کرنا چاہتے۔ اگر نبی اللہ کو یہ جملہ کہنے سے تمام حسنات سیئات ہو گئے۔ تو نبی الانبیاء علیہم السلام کو وہی جملہ کہہ کر اپنے حسنات کو سیئات کیسے بنالیں۔ نہ ہم وہ جملہ کہنے کو تیار ہیں۔ اور نہ ہی اس کے مطیع بنتے ہیں۔ ہم وہ ہی جملہ کہنے کو تیار ہیں جو رب العزت نے ہمارے لئے ارشاد فرمایا۔ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ

سوال: تم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بشر کہنے سے چڑاتے کیوں ہو۔

نبی اللہ کی توقیر کا انکار کیا۔ اور بشر کہا۔ حضرت ابراھیم

حضرت ابراھیم علیہ السلام خلیل اللہ تھے۔ ہمارا ایمان ھے کہ حقیقۃً خلیل اللہ تھے۔ کیونکہ رب العزت نے وَاتَّخَذَ اللّٰہُ اِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلًا سے نوازا۔ نمرود منکر ھُوا۔ آپ کے خلیل اللہ ہونے کا منکر نمرودی اور ابلیسی جماعت میں شامل ہُوا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ تھے۔ ہمارا ایمان ھے کہ آپ حقیقۃً کلیم اللہ تھے کیونکہ ارشاد ربّی ھے وَکَلَّمَ اللّٰہُ مُوْسٰی تَکْلِیْمًا۔ فرعون آپ کے کلیم اللہ ہونے کا منکر ھوا۔ جو حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو کلیم اللہ حقیقۃً نہ تسلیم کرے وہ فرعونی اور ابلیسی جماعت میں شامل ھُوا۔

ایسے ھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ تھے اور ہیں۔ ہمارا ایمان ھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام حقیقۃً روح اللہ تھے۔ کیونکہ ارشادِ الٰہی ھے۔ وَرُوْحٌ مِّنْہُ صلیبیوں نے روح ہونے کا انکار کیا۔ جو شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حقیقۃ روح اللہ نہ تسلیم کرے وہ صلیبی ھے ابلیسی جماعت میں شامل ھُوا۔

حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نور اللہ تھے۔ اور حقیقۃً نور اللہ تھے۔ ہمارا ایمان ھے۔ کیونکہ رب العزت نے آپ کو قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ سے سراہا۔ اور نور ظاہر فرمایا۔ اور نوری آمد کی اطلاع بخشی۔ ابوجہل وغیرہ نے آپ کے نور اللہ ہونے کا انکار کیا اور نور اللہ کو بجھانے کی کوشش کی۔ لیکن رب العزت نے یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ سے ان کا نور اللہ کے بجھانے کے ارادہ بد کا اظہار فرما کر مصطفےٰ نور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو عالمین میں روشن کرنے کی اطلاع فرمائی۔ اور آپ کے نور اللہ ہونے کے منکروں کو وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ سے فتویٰ کفر ثبت فرما کر بد مقابل جماعت میں شامل کر دیا۔

اب فیصلہ تم پر ھے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نور اللہ تسلیم کر کے خداوندی جماعت نوری میں شامل ہو کر متبع قرآن کریم بن جاؤ۔ یا مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

(۲) تیرے متبعین رذیل اور کم عقل ھیں

(۳) ہم پر تمہاری کوئی فضیلت نہیں۔ ہمارے جیسے ھی تو ھو۔

(۴) ہمارے گمان میں تم جھوٹ بھی بول سکتے ہو۔

اب فیصلہ تم خود کر لو کہ طابقُ النعل بالنعلِ کے عین موافق کون ھے۔ ورنہ فقیر کی تصنیف مقیاس حنفیت کا مطالعہ فرمالیں۔

اور قرآن کریم کی اس عبارت کے سامنے تمہارا چاروں اقوالِ کفار میں مساوات ھے یا نہیں۔ یہ فیصلہ تم پر موقوف ھے۔ انشاء اللہ مسئلہ حل ھو جائے گا۔ اور تمہارے عقیدے کی اصلیت تمہیں معلوم ہو جائے گی۔ کہ آیا یہ عقیدہ اپنی مثل بشر کہنا و دیگر عقائد کن کے تھے اور عقیدہ رکھنے والے کس زمرے میں شامل ھوں گے۔ فرمان خداوندی ملاحظہ ھو۔

ھود ۱۲/۲ مَثَلُ الْفَرِيقَيْنِ كَالْأَعْمٰى وَالْأَصَمِّ وَالْبَصِيرِ وَالسَّمِيعِ هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۝

فرقوں کی مثال اندھے اور بہرے اور دیکھنے والے اور سننے والے کی مثال ھے کیا دونوں مثالاً مساوی ہو سکتے ھیں (ہرگز نہیں) کیا تم نصیحت نہیں پکڑتے۔

دوسرے مقام پر پھر رب العزت نے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے کلام کو نقل فرمایا۔

(۲) مومنون ۱۸/۲ (۲) فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَوْمِهِ مَا هٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُرِيدُ أَن يَتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ

تو حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کفار کے سرداروں نے کہا نہیں ھے یہ نوح مگر تمہاری مثل بشر۔ ارادہ رکھتا ھے کہ تم پر فضیلت والا بن جائے۔

کیوں جناب! اب فرمائیے ثابت ھوا کہ بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کہنا یہ نوح علیہ السلام کے کفار کی سُنّت ھے۔ اور اللہ تعالے نے جو ایسے کہنے والوں سے برتاؤ کیا تم بھی جانتے ہو میرے کہنے کی ضرورت نہیں۔ صرف غرق ھوئے عذاب الٰہی سے

محمد عمرؒ ایک وجہ تو تمہیں پہلے بتا چکا ہوں کہ نبی اللہ کو بشر کہنا سنت ابلیس ہے دوسری وجہ یہ کہ قرآن مجید میں جہاں بھی کسی امتی نے بشر کہا تو کفار نے اپنے انبیأ علیہم السلام کو بشر کہا، کسی مومن نے نہیں کہا۔

دس ہزار روپیہ انعام

انشاء اللہ اس شخص کو نقد دوں گا جو قرآن کریم سے ایک آیت دکھا دے کہ کسی امتی نے اپنے نبی اللہ کو بشر کہا ہو۔ یا فقیر قرآن کریم سے دکھا دیتا ہے کہ منکرین انبیاء علیہم السلام نے اپنے نبی اللہ کو بشر سے خطاب کیا۔ جیسا کہ پہلے ابلیس کا خطاب بیان کر چکا ہوں کہ حضرت آدم علیہ السلام کو بشر کہا، بعد ازاں

کفار اپنے انبیأ علیہم السلام کو بشر کہتے تھے

نوح علیہ السلام کو کفار نے بشر کہا

(۱) ہود ۱۲ / ۳ فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِیْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِیَ الرَّاْیِ وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَیْنَا مِنْ فَضْلٍۭ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِیْنَ ۔ تو حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے کافروں نے کہا۔ نہیں دیکھتے ہم تجھے مگر ہماری مثل بشر۔ اور نہیں دیکھتے ہم تیرے متبعین مگر جو ہم سے ذلیل ہیں، کم عقل ہیں۔ اور نہ ہی ہم پر تمہاری کوئی فضیلت ہے۔ بلکہ ہم تمہیں جھوٹا گمان کرتے ہیں۔

اس آیت کریمہ میں رب العزت نے نوح علیہ السلام کی قوم کے کفار کی چار باتیں نقل کی ہیں۔

نوح علیہ السلام کی قوم کفار کے کلمات کفریہ

(۱) تو ہماری مثل بشر ہی تو ہمیں نظر آتا ہے۔

کلام بھی یکساں ہے۔ ہاں البتہ ایک بات میں فرق ہے، قوم عاد کہتے تھے کہ اگر تم بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کے غلام بن گئے۔ تو ذلیل ہو جاؤ گے۔ اور تم کہتے ہو کہ اگر تم بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کے غلام بن گئے تو مشرک ہو جاؤ گے۔ تو معلوم ہوا کہ تمہارا ان سے بھی فتویٰ سخت ہے۔ کلام میں کوئی فرق نہیں آیا۔

کیوں جناب بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کہنے والو، یہ کلمہ بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ والا تو اس آیت کریمہ سے قوم عاد کا ثابت ہوا۔ اور نبی کھاتا پیتا کہنا بھی ان کا کلام ثابت ہوا۔ اور غلامانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کہنے والوں کے نزدیک ذلیل ہیں۔ اور ان پر مشرک کا فتوے لگایا جاتا ہے۔ کفار کے کلمات بھی کفریہ ہوتے ہیں۔ جن کو رب العزت نے بیان فرمایا۔ اب تم نے بھی یاد وہی باتیں مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کہنی شروع کر دی ہیں۔ اور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کو ان سے بڑھ کر فتوے لگانے شروع کر دیے ہیں۔ وہ ذلیل کہتے تھے۔ تم غلامِ رسول کو مشرک کہتے ہو۔ ان کی سزا رب العزت نے فرمائی۔ اَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ تیز اور ٹھنڈی ہوا سے ان کو ہلاک کیا۔ اب تم خود فیصلہ کر لو کہ بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اور باقی کلمات یہ کن کے تھے۔ اور تم کس کی سُنّت ادا کر رہے ہو۔ اور قوم عاد کو کیا سزا ملی۔ اگر تم نے بھی ان کی سُنّت پر عمل کیا تو تمہارا کیا حال ہو گا۔

قوم ثمود نے حضرت صالح علیہ السلام کو بشر کہا

(۳) قمر ۲۷/۲ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗٓ اِنَّآ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ

قوم ثمود نے رسولوں کو جھٹلایا تو انہوں نے کہا کیا ہم سے ایک بشر ہے۔ جس کی ہم اتباع کریں۔ ہم اس وقت گمراہی اور دوزخ میں ہوں گے۔

اس آیتہ کریمہ میں بھی یہی واضح ہے (۱)

(۱) قوم ثمود نے بھی اپنے نبی اللہ حضرت صالح علیہ السلام کو حقارت سے بشر کہا۔

(۲) اور ان کی غلامی کو عار سمجھا۔

قوم عاد نے ہُود علیہ السلام کو بشر کہا

(۳) مومنون ۳۳/۱۸ } وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِلِقَاءِ الْآخِرَةِ وَأَتْرَفْنَاهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا مَا هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يَأْكُلُ مِمَّا تَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ وَلَئِنْ أَطَعْتُم بَشَرًا مِّثْلَكُمْ إِنَّكُمْ إِذًا لَّخَاسِرُونَ ۝

قوم عاد کے سردار کافروں نے کہا۔ اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا۔ حالانکہ ہم نے ان کو دنیا کی زندگی میں ھی دولت دی۔ کہا نہیں ھے یہ ہُود مگر تمہاری مثل بشر ھے کھاتا ھے جو کچھ تم کھاتے ہو اور پیتا ھے جو کچھ تم پیتے ہو اور اگر تم بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کے مطیع ہو گئے۔ تو تم اس وقت ذلیل ھو جاؤ گے۔ اس

اس آیۃ کریمہ سے بھی ثابت ھُوا کہ قوم عاد آخرت کے بھی منکر تھے۔ اور مالدار بھی تھے جو انہوں نے حضرت ھود علیہ السلام کو چند کلمات کفریہ کہے وہ رب العزت نے نقل فرما دیئے۔

قوم عاد کے کلمات کفریہ ھود علیہ السلام کے متعلق

(۱) مَا هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ	تمہاری مثل بشر ھی تو ھے۔
(۲) يَأْكُلُ مِمَّا تَأْكُلُونَ مِنْهُ	جو تم کھاتے ھو وھی کھاتا ھے یعنی ھماری طرح اس کا کھانا ھے
(۳) وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ	اور پیتا ھے جو تم پیتے ہو۔ یعنی تمہاری طرح اس کا پینا ھے۔
(۴) وَلَئِنْ أَطَعْتُم بَشَرًا مِّثْلَكُمْ إِنَّكُمْ إِذًا لَّخَاسِرُونَ ۝	اگر تم اس کے غلام ہو گئے جو تمہاری مثل بشر ھے تو تم ذلیل ھو جاؤ گے۔

پہلی تین باتوں میں تو تَشَابَهَتْ قُلُوبُهُمْ فرمانِ الٰہی سچا ھے۔ بلکہ میں کہوں گا کہ

انہوں نے پہاڑ سے اونٹنی طلب کی۔ آپ نے دعا کی پہاڑ سے اونٹنی پیدا ہو گئی۔ آپ نے فرمایا ایک دن تمہارے کنوؤں کا پانی یہ پئے گی۔ ایک دن تم پینا۔ انہوں نے تنگ آکر ناقۃ اللہ کی بے حرمتی کی۔ اور اس کی پچھلی ٹانگیں کاٹ دیں۔ اس خیال سے کہ ناقۃ اللہ کو تکلیف پہنچانے سے ہمارا کیا بگڑ سکتا ہے۔ تو حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا قَالَ تَمَتَّعُوا فِي دَارِكُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ ذَٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوبٍ تین دن اپنے گھروں میں عیش کر لو۔ پھر تمہیں عذاب الٰہی نازل ہوگا۔ انہوں نے توبہ نہ کی تو فَأَخَذَهُمُ الْعَذَابُ ان کو عذاب نے تباہ کر دیا كَأَن لَّمْ يَغْنَوْا فِيهَا اللہ تعالےٰ نے قوم ثمود کا نام و نشان مٹا دیا۔

ناقۃ اللہ کو تکلیف دینے سے عذاب میں ماخوذ ہوئے۔ اور ان کا نام نشان نہ رہا۔ نبی اللہ کو تکلیف دینے سے تم خود فیصلہ کر لو کہ مستحق عذاب ہو گے یا نہیں۔ اور تمہارا نام و نشان باقی رہے گا یا نہ۔ اور اس آیت کریمہ سے قوم ثمود کے دو جرم ثابت ہوئے۔ کہ بَشَرٌ مِّثْلُنَا کہنا یہ سنت کفار قوم ثمود ہے۔ جو انہوں نے اپنے نبی اللہ حضرت صالح علیہ السلام کو کہا۔

اور دوسرا جرم ان کا یہ تھا کہ انہوں نے نبی اللہ کو یہ سمجھا کہ نبی اللہ کچھ نہیں کر سکتا۔ اور سابقہ آیت قرآنیہ سے بھی ان کے دو جرم رب العزت نے بیان فرمائے ایک یہ کہ انہوں نے نبی اللہ کو بشر کہا۔ اور دوسرا جرم یہ کہ انہوں نے نبی اللہ کی غلامی کو عار سمجھا۔ وہاں بشر کہہ کر غلامی سے انکار کیا۔ اور یہاں بشر کہہ کر غلامی اور طاقت نبی اللہ کا انکار کیا۔ تو بعد ازیں ان پر جس عذاب کا نزول ہوا۔ وہ بھی فیصلہ قرآنی تمہارے سامنے موجود ہے۔ اب تم نے بھی مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو وہی قوم ثمود والی باتیں کہنی شروع کر دی ہیں۔ نتیجہ تم خود سوچ لو۔

(۳) اور حضرت صالح علیہ السلام کو غلطی پر سمجھا۔
(۴) اگر صالح علیہ السلام کی غلامی کا دم بھرا تو ہم بھی غلطی میں مبتلا ہو جائینگے۔
(۵) غلام صالح بننے والا جہنمی ہے۔

خداوند کریم نے اس آیتہ کریمہ میں کفار ثمود (حضرت صالح علیہ السلام کے کفار) کا ذکر فرماتے ہوئے وضاحت فرمائی۔ اور جس خطاب سے انہوں نے حضرت صالح علیہ السلام کو نوازا وہ بھی اس آیت کریمہ میں موجود ہے کہ کفار نے حضرت صالح علیہ السلام کو بشر سے خطاب کیا اور ان کے عقائد و اقوال آیتہ کریمہ سے واضح ہیں۔

اب تم خود فیصلہ کر لو کہ رب العزت نے ان کے اس بیان کو اچھا سمجھ کر کہا ہے یا برا۔ اور تم نے بھی قوم ثمود کی سنت پر عمل کیا۔ اور وہی الفاظ کہے تو تم خود سوچو کہ تم کس جماعت کی سنت ادا کر رہے ہو۔ اور ان کے الفاظ اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُہٗ کہو گے تو کَذَّبَتْ کے مصداق تم بھی بن جاؤ گے یا نہیں۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ قوم ثمود جنت و دوزخ کے قائلین تھے۔

قوم ثمود نے حضرت صالح علیہ السلام کو بشر کہا

(۵) الشعراء ۱۹/۱۸ مَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا فَاْتِ بِاٰيَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ. قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ

قوم ثمود کی رب العزت نے دو باتیں بیان فرمائیں۔

مشرکین قوم ثمود کا عقیدہ اور کلام

(۱) مَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا تو ہماری مثل ہی بشر ہے
(۲) تو کچھ نہیں کر سکتا۔ اگر سچا ہے تو کوئی طاقت دکھاؤ۔

توان کفار بشر مثلنا کہنے والوں کو سارے کے دن والے عذاب نے گرفتار کرلیا۔

اب تم سوچ لو کہ اگر تم بشر مثلنا کہو گے۔ تو تمہیں اس قول کفار کا کیا بدلہ ملے گا؟

فرعون اور اس کے رؤسا نے حضرت موسیٰ ہارون علیہما السلام کو بشر کہا

ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ بِاٰیٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَمَلَائِهٖ
(۷) مومنون ۱۸ / ۳ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا عَالِیْنَ فَقَالُوْا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَیْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا

عٰبِدُوْنَ فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِیْنَ ؛۔

پھر ہم نے موسیٰ علیہ السلام اور اس کے بھائی ہارون علیہ السلام کو اپنے معجزات اور واضح دلائل کیساتھ فرعون اور اس کے رؤسا کی طرف بھیجا۔ تو انہوں نے فخر کیا اور واقعی وہ سرکش قوم تھی۔ تو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی کو جواب دیا کہ کیا ہم اپنے مثل دو بشروں پر ایمان لے آئیں۔ حالانکہ ان دونوں کی قوم ہماری بندگی کرنے والے ہیں۔ تو ان دونوں کو انہوں نے جھٹلایا تو وہ ہلاک ہو گئے۔

کیوں جناب اب فرمایئے فرعون اور فرعونیوں کے پاس جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام پہنچے تو انہوں نے فوراً یہی کہا کہ اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَیْنِ مِثْلِنَا تو یہ قول فرعون اور فرعونیوں کا ثابت ہوا یا نہ؟ تو رب العزت نے فرمایا یہ قول ان کی تکذیب کا تھا یعنی جو نبی اللہ کو یہ کہتا ہے بشر مثلنا وہ نبی اللہ کا مکذب ہے۔ پہلے رب العزت نے ان کے اس قول کا سبب بیان فرمایا کہ وَكَانُوْا قَوْمًا عَالِیْنَ کہ فرعون اور اس کے رؤسا بڑے متکبرین تھے۔ اسی لیئے انہوں نے انبیاء کو بشر مثلنا کہا۔ تو ثابت ہوا کہ نبی اللہ کو بشر مثلنا یا بشر مثلکم متکبرین کہتے ہیں۔ مومنین کا یہ قول نہیں ہے۔ تو نتیجہ یہ ہوا کہ فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِیْنَ کہ وہ ہلاک ہو گئے۔

فرعون اور فرعونیوں نے دو نبیوں کو بشرین مثلنا کہا تو غرق ہو گئے۔ تو اگر کوئی اور کہے گا تو عذاب الٰہی سے کیسے بچ سکے گا۔

اب تم سوچو کہ بشر مثلکم کہنا سنت فرعونی ہے یا متبعین حضرت موسیٰ و ہارون

جانگلیوں نے حضرت شعیب علیہ السلام کو بشر کہا

(۶) الشعراء ۱۹/۱۰ وَمَا اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَاِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ فَاَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ط

نہیں ھے تو مگر بشر ھماری مثل اور ھم تجھے جھوٹ بولنے والوں سے گمان کرتے ھیں۔ تو ھم پر آسمان سے کوئی ٹکڑا گرا دے۔ اگر تو سچوں سے ھے۔

اس آیتہ کریمہ میں رب العزت نے کفار قوم شعیب علیہ السلام کے اقوال کفریہ کو نقل فرمایا۔

اَقْوَالِ کفریہ قومِ شعیب علیہ السلام

(۱) مَا اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا تو ھماری مثل بشر ھے۔

(۲) وَاِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ط ہمارا خیال ھے کہ تو جھوٹ بھی بول لیتا ھے۔

(۳) تو کچھ کر نہیں سکتا۔ نہ کچھ بگاڑ سکتا ھے نہ سنوار سکتا ھے۔ اگر تیری کچھ طاقت ھے تو فَاَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ ہم پر کوئی ٹکڑا آسمان سے گرا دے۔

مکذبین حضرت شعیب علیہ السلام تین جرموں کے مرتکب ھوئے۔

حضرت شعیب علیہ السلام کے منکرین نے حضرت شعیب علیہ السلام کی پہلی گستاخی بَشَرٌ مِّثْلُنَا کہہ کر کی۔ دوسرے نبی اللہ پر کذب کا بہتان لگایا تیسرا نبی اللہ کو کمزور سمجھا۔ اور ان کی طاقت کا مظاہرہ طلب کیا۔

اب تم فیصلہ کر لو کہ یہ قول کفار کا ھے یا مومنین کا۔ اگر قوم شعیب علیہ السلام کے کفار نے بَشَرٌ مِّثْلُنَا کہا اور لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ کہا اور فَاَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا کہا تو سزا وار عذاب الٰہی میں گرفتار ھوئے۔ جیسا کہ ارشاد الٰہی ھے۔

فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ

مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید پڑھا۔ تو انہوں نے آپ کی شان میں گستاخی کی کہ یہ تمہاری مثل بشر ہے۔ اور قرآن کریم کو جادو کہا۔ تو رب العزت نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اور کفارِ مکہ ابوجہل وغیرہ کو ڈرایا۔ اور اس کا پورا بیان لکھ دیا کہ بشر مثلکم کہنے والے آدمی ظالم اور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے خبر ہیں۔ اور قرآن کریم سے بھی بے خبر ہیں۔ اس آیتہ کریمہ میں خداوند کریم نے ابوجہل کے اقوال واعمال کا کچھ واقعہ بیان فرمایا۔ اور مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق ابوجہل کا حساب خراب ہونے کی وجہ سے اس کو قیامت کا حساب یاد دلا کر واقعہ بیان فرمایا۔

(۱) ان لوگوں کا حساب قریب ہے یعنی ابوجہل وغیرہ کا اور سنا دیا کہ بشر مثلکم کہنے والا اور قرآن کریم کو جادو کہنے والوں سے دونوں باتوں کا حساب لیا جاوے گا۔ ان کلمات وخطاب سے باز آجاؤ۔

(۲) ایسے لوگ غافل اور بے خبر ہیں۔ جب ان لوگوں کے پاس شان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر رب کریم فرماتا ہے۔ تو کفارِ مکہ خصوصاً ابوجہل سن کر مذاق کرتا ہے کہ یہ نئی بدعت ہے۔

(۱) بشر مثلکم کہنے والے آدمیوں کا حساب قریب ہے۔ ان سے اس بات کا بدلہ ضرور لیا جاوے گا۔ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِیْنَ مُنْتَقِمُوْنَ

(۲) بشر مثلکم کہنے والے اور غافل ہیں

(۳) بشر مثلکم کہنے والے آدمی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن کریم سے روگردان ہیں۔

(۴) بشر مثلکم کہنے والوں کو جب کبھی میرا کلام ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے سنا اور انکار کر کے مذاق اڑایا۔

۵ بشر مثلکم کہنے والے لوگ بشر مثلکم اور سحر کہہ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

علیہما السلام۔ اور تم نے بھی اگر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو یہی خطاب کیا۔ تو تم کس جماعت کی سنت ادا کر رہے ہو۔ منکرین کی یا متبعین کی؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کے انبیا علیہم السلام کو ان کے منکرین نے بشر کہا

(۸) یٰس ۲۲/۲ ﴿ قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَیْءٍ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ﴾

انہوں نے کہا نہیں ہو تم مگر ہماری مثل بشر۔ اور اللہ تعالےٰ نے کوئی شے نہیں اتاری تم جھوٹے ہو۔

یہ جو کچھ قرآنی آیات سے بیان کیا گیا وہ پہلے انبیا علیہم السلام اور ان کے مخالفین کا ذکر ہوا۔ اب اپنے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ کے زمانے کا ذکر اور آپ کے زمانہ کے مخالفین کا ذکر قرآن کریم سے عرض کرتا ہوں۔ دل کے کانوں سے سن لیجیے۔

ابو جہل اور اس کے ہمنواؤں نے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر کہا

(۹) الانبیاء ۱۷/۱ ﴿ اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِیْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ مَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ یَلْعَبُوْنَ لَاهِیَةً قُلُوْبُهُمْ وَ اَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ﴾

لوگوں کے لیے ان کا حساب قریب آگیا اور وہ غفلت میں اعراض کرنے والے ہیں۔ ان کے رب کی طرف سے ان کے پاس کوئی ذکر بھی نہیں آیا مگر انہوں نے اسے سنا اور وہ مذاق کرتے ہیں ان کے دل غافل ہیں اور ظالمین پوشیدہ پوشیدہ سرگوشی کرتے ہیں کہ نہیں ہے یہ مگر تمہاری مثل بشر کیا پس تم جادو پر آتے ہو حالانکہ تم صاف بصیرت رکھتے ہو۔

یہ آیت کریمہ ابو جہل اور اس کے دوستوں کے حق میں نازل ہوئی جب ان کے سامنے

اللہ علیہ وسلم کا قول کہا ہے۔ اور میرے پیارے محبوب مصطفےٰ نبی اللہ نور اللہ کو بشر کہا ہے۔ اس لئے تیرے بشر کو بھی یعنی چمڑے کو بھی دوزخ کی آگ سے جھلساؤں گا۔ یہ فیصلہ خداوندی ابھی سے ہو گیا۔ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر کہنے والو! تم بھی اس عذابِ الٰہی سے ڈرو۔ اور بشر کہہ کر اپنے چمڑے نہ جھلسواؤ۔

مذکورہ بالا آیات قرآنیہ سے ثابت ہوا کہ سب سے پہلے جھگڑا نبی اللہ کو بشر کہنے کا ابلیس نے ڈالا۔ اور وہ اسی دن سے اس کی سزا بھگت رہا ہے۔ اور قیامت تک بھگتیگا۔ اور پھر ابدی ناری ہی رہے گا۔ پھر بعد ازاں دوسری اور تیسری آیتوں سے ثابت ہوا کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے کفار نے حضرت نوح علیہ السلام کو اپنے جیسا بشر کہا۔ اور ان کی عزت و مراتب کا انکار کیا۔ تو رب کریم نے طوفان فلڈ سے ان کو تباہ و برباد کیا۔ اور بشر کہنے والوں کا نام و نشان مٹا دیا۔ اور قرآن سے یہ بھی ثابت نہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کے متبعین بھی حضرت نوح علیہ السلام کو اپنے جیسا بشر کہتے تھے۔

بعد ازاں سورۃ مومنون کی آیت میں رب العزت نے فرمایا کہ قوم عاد نے ھود علیہ السلام کو اپنے جیسا بشر کہنا شروع کر دیا۔ اور کہا کہ یہ بشریت میں حضرت ھود ہمارے جیسے ہی تو ہیں۔ ہمارے طرح کھاتے ہیں۔ ہماری طرح پیتے ہیں۔ غلام ہود کہلانا ہماری ذلت ہے تو رب العزت نے ان کو بھی ٹھنڈی اور تیز ہوا سے آہستہ آہستہ سات راتوں اور آٹھ دنوں میں تباہ کر دیا۔ ھود علیہ السلام کو اپنے جیسا بشر کہنے والوں کا نام و نشان مٹا دیا۔

بعد ازاں رب کریم نے ارشاد فرمایا کہ قوم ثمود نے حضرت صالح علیہ السلام کو اپنے جیسا بشر کہنا شروع کر دیا۔ اور صالح علیہ السلام کی طاقت نبوت کا بھی انکار کرنا شروع کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت صالح علیہ السلام نے ان گستاخوں کو اپنی طاقت نبوت سے دعا کر کے پتھر سے زندہ اونٹنی ظاہر کر کے دکھا دی یعنی غیر ممکن کو ممکن کر کے دکھا دیا۔ پھر بھی انہوں نے حضرت صالح علیہ السلام کی عزت و طاقت کو تسلیم نہ کیا۔ اور آپ کو اپنے جیسا بشر

اور قرآن کریم سے مذاق کرتے ھیں۔

(۶) بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کہنے والے لوگوں کے دل بھی اندھے ھیں۔

(۷) بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کہنے والے لوگ ظالم ھیں۔

(۸) پوشیدہ پوشیدہ میرے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کہتے ھیں۔

(۹) بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کہنے والے صرف حضور کی ھی توھین نہیں کرتے۔ بلکہ قرآن کو بھی جادو کہتے ھیں۔

(۱۰) بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کہنے والے لوگ خود صاحب بصیرت ہونے کا دعویٰ رکھتے ھیں۔

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

کفار مکہ ابوجہل وغیرہ نے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی مثل بشر کہا۔ اور قرآن کریم کو جادو کہا، ان دو جرموں پر وحدہٗ لاشریک نے اپنی بے نیازی کا ثبوت دے کر ان پر دس دفعات لگا کر جرائم ہمیشہ ثابت فرمایا۔

جب ربّ العزت نے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی برادری کے رؤسا اپنی مثل بشر کہنے والوں کے دس دفعات کا جرم ثابت فرمایا ھے۔ تو تم اگر اسی جرم کے مرتکب ہوگے۔ تو تمہارا کیا حال ھوگا۔

ولید بن مغیرہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر کہا

(۹) مدثر ۲۹/۱ اِنْ هٰذَا اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ وَمَا اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ لَا تُبْقِيْ وَلَا تَذَرُ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ

یہ اور کچھ نہیں، مگر بشر کا قول ھے۔ اور آپ کو کس نے خبر دی کہ سقر کیا ھے ؟ دوزخ نہ باقی رکھتی ھے اور نہ چھوڑتی ھے چمڑے کو جھلسانے والی ھے۔

بشر کے معنی عربی زبان میں چمڑے کے ھیں۔ ربّ العزت نے اس آیۃ کریمہ میں ولید بن مغیرہ کو اپنا آخری فیصلہ دنیا میں سنا دیا کہ تو نے میرے کلام قرآن کا انکار کر کے مصطفےٰ صلی

ان تمام آیات مذکورہ بالا سے یہ ثابت ہو گیا کہ ابلیس سے لے کر ابوجہل وغیرہ تک کفار ہی نبی اللہ کو اپنی مثل بشر کا خطاب کرتے رہے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنی مثل بشر کہنے والوں کو کہیں مبارک بھی نہیں دی۔ بلکہ عذاب سے ہی تباہ کیا۔ یا عذاب کی خوشخبری دی۔ اور بشر کا خطاب اچھا ہوتا تو رب کریم نے قرآن کریم میں کفار کی اصطلاح کیوں بیان فرماتا۔ کسی آیت میں یہ بھی فرما دیتا کہ مومنین بھی اپنے نبی کو بشر کہتے رہے۔

پھر رب العزت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور اللہ کا خطاب فرمایا۔ اگر یہ بشر کا خطاب بہتر ہوتا تو کہیں یَا اَیُّھَا الْبَشَرُ سے بھی خطاب فرماتا۔

ہم امت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم رب العزت کے فرمان کو تسلیم کرتے ہوئے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور اللہ ہونے پر ایمان لے آئے۔ اور اپنی مثل بشر کہنا سنتِ ابلیسی و سنت فرعونی و سنت ابوجہلی و ولیدی و سنتِ تمام کفار رب کریم سے سن کر اور سمجھ کر ترک کر دیا۔

فقیر نے بشریت کہنے کے عاملین قرآن سے کفار و ابلیس کو دکھا دیا۔ اب تمہاری بہادری تب ہے کہ تم ایک ایسی آیت قرآنی دکھا دو کہ کسی مسلمان اُمتی نے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور کہا اور اس پر عذاب نازل ہوا ہو۔ یا اس کو سرزنش ہوئی ہو۔ اگر مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور کہنا جرم ہوتا تو رب العزت وَالنَّجْمِ اور سِرَاجًا مُّنِیْرًا اور نُوْرُ اللہِ کا خطاب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیوں فرماتا۔ اگر آپ نوری نہ ہوتے تو براق آسمانی رب العزت نہ بھیجتا۔ اگر آپ نوری نہ ہوتے تو سدرۃ المنتہےٰ سے آگے تشریف نہ لے جا سکتے۔ یا مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ بشر کو جاتا ہوا ثابت کر دو۔ یا امکان ہی ثابت کر دو۔ جو اپنا ہے وہ اپنے کی شان کو چھپا نہیں سکتا۔ وہ جو بیگانہ ہے۔ وہ شان کا اقرار نہیں کر سکتا۔

بھائی کسی نے سنتِ رحمانی کو قبول کر لیا کسی نے سنتِ شیطانی کو پسند کر لیا۔ یہ تو اپنی اپنی پسند ہے۔ خداوند کریم وہ نورِ مطلق ہے۔ جو لاتیجزیٰ ہے۔ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم

ہی کہتے رہے۔ تو رب العزت نے ان کے متعلق کَاَنْ لَّمْ یَغْنَوْا فِیْھَا فرمایا۔ ان کا ایسا نام ونشان مٹا دیا کہ ان کے مقامات کو دیکھ کر یہ ثابت ہی نہیں ہوتا تھا۔ کہ یہاں بھی کوئی آبادی رہی یا نہیں۔

پھر رب العزت نے حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کفار کا ذکر فرمایا کہ شعیب علیہ السلام کو اپنی مثل بشر کہنے والے اس زمانے کے کفار پھر ظاہر ہو گئے۔ اور انہوں نے حضرت شعیب علیہ السلام کو اپنی مثل بشر کہنا شروع کر دیا۔ تو رب العزت نے ان اپنی مثل بشر کہنے والے مکذبین کا آسمان سے بادل کا عذاب نازل فرما کر نام ونشان مٹا دیا۔

پھر رب العزت نے فرمایا کہ بعد ازاں موسٰی علیہ السلام کے زمانے میں فرعون اور اس کے متبعین کو حضرت موسٰی علیہ السلام سے دریا برد کرا دیا۔ اور اپنے مثل بشر کہنے والے فرعون اور فرعونیوں کا نام مٹا دیا۔

بعد ازاں حضرت عیسٰی علیہ السلام کو آپ کے مکذبین نے اپنے جیسا بشر کہنا شروع کر دیا۔ اللہ تعالٰے نے ان کو بندر اور خنزیر بنا دیا۔ اور ان کا نام ونشان مٹا دیا۔ کہ بعد میں میرے پیارے محبوب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی آمد ہے کہیں ان کا عمل اس قدیمی سنت پر نہ شروع ہو جائے۔ چنانچہ میرے محبوب مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں آپ کو ابوجہل اور ولید بن مغیرہ وغیرھما نے اپنی مثل کہنا شروع کر دیا۔

اور خداوند کریم نے یہ کسی آیت میں نہیں فرمایا کہ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے صحابہ کرام بھی بشر کہہ کر پکارتے تھے۔

اور یہ بھی کسی آیت سے ثابت نہیں کہ رب العزت نے ابوجہل اور ولید بن مغیرہ بشر کہنے والوں کو شاباش دی ہو۔ بلکہ جہنم کی خوشخبری دی اور فرما دیا مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ حضور آپ کی موجودگی میں میں ان کو کوئی سزا نہیں دیتا۔ اور آپ کو بشر کہنے والوں کو سزا نہ دینا۔ یہ ان کی بہادری نہیں۔ بلکہ حضور آپ کی برکت سے ان کو میں کچھ نہیں کہتا فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ جب ہم آپ کو لے جائیں گے۔ تو ان سے ایک ایک کر کے بدلے لوں گا۔

گیارہ آیتیں صریحی موجود ھوں ان کے مقابلے میں ایک خبر احاد کو پیش کرنا یہ اصولِ حدیث کے خلاف ھے۔

دوسرا جواب: یہ ھے کہ تمہاری مذکورہ حدیث کے مقابلے میں فقیر پہلے اقوال صحابہ کرام پیش کرچکا ھے کہ ان کا عقیدہ تھا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ھماری مثل نہیں ھیں۔

تیسرا جواب: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ہی حدیث اس کے مقابلے میں موجود ھے۔ آپ فرماتی ھیں کہ میں آپ کے بیت الخلاء میں جاتی تو سوائے کستوری کی خوشبو کے کچھ نظر نہ آتا۔ ملاحظہ ھو۔

مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کی انسانی صفات سے اولویت

کنز العمال ۶/۳۰۸ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا قَالَتْ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّکَ تَاتِی الْخَلَاءَ فَلَا نَرٰی شَیْئًا مِنَ الْاَذٰی اِلَّا اَنَّا نَجِدُ رَائِحَۃَ الْمِسْکِ

خصائص کبریٰ ۱/۷۰ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ھیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بلاشک آپ بیت الخلا کو تشریف لاتے ھیں۔ تو ھم کسی فضلہ کو نہیں دیکھتے۔ سوائے اس کے کہ ھم کستوری کی خوشبو پاتے ھیں۔

کیوں جی اب ھم نے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا کی حدیث ہی پیش کی۔ کہ آپ میرے پیارے محبوب مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو دنیا کے انسانوں سے ممتاز صفت فرما رھی ھیں۔ اور سنیئے!

الخصائص الکبریٰ ۱/۶۸ اَخْرَجَ الْحَکِیْمُ التِّرْمِذِیُّ مِنْ طَرِیْقِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ قَیْسٍ الزَّعْفَرَانِیِّ عَنْ عَبْدِ الْمَلِکِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الْوَلِیْدِ عَنْ ذَکْوَانَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یَکُنْ یُرٰی لَہٗ ظِلٌّ فِیْ شَمْسٍ وَّلَا قَمَرٍ

ایسے نورِ مجسّم ہیں۔ جو ہر وقت نیر ہیں۔ اور آپ کے جسم سے ایمانداروں کو نور حاصل ہوتا ہے اور آپ کے نوری ہونے میں کوئی فرق لازم نہیں آتا۔ وَجَعَلُوا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا کا جواب پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ خداوند کریم کا نور جوہر و عرض سے تقسیم و جز سے مبرّا ہے۔ خاکی نہیں ہے۔ قائم بالذّات ہے۔ میرے پیارے محبوب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور نورِ خداوندی سے مشتعل ہے۔ آپ از سر تا پا نوری ہیں۔ باوجود پیدا ہونے کے آپ کے والدین ہونے کے اور اولاد ہونے کے آپ کے نور میں فرق نہیں۔ یہ قدرتِ خداوندی کا کرشمہ ہے۔ خداوند کریم وہ ذات ہے جو اَللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ہے۔ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی انسانیت وبشریت کا کافر بھی قائل ہے۔ آپ کے نور ہونے کا بھی تو منکر ہے کسی نے قدرتِ خداوندی کو پسِ پشت ڈال دیا۔ اور اس کی نگاہ ظاہری پشت پر پڑی۔ اور اس نے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی بشریت پر قیاس کر لیا۔ حالانکہ میرے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہریت بھی نور اور باطن بھی نور۔ آپ کا بال بال نور۔ جو جوڑا مبارک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کو مس کر لے۔ اس کا مقابلہ مخلوق سے کوئی نوری نہیں کر سکتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جوڑے مبارک سے زمین و آسمان سورج و چاند قربان ہیں۔

سوال:۔ تم نے کہا ہے کہ آپ کے زمانہ میں کسی نے آپ کو بشر نہیں کہا۔ ہم ثابت کرتے ہیں کہ صحابہ نے آپ کو بشر کہا۔ ترمذی میں حضرت عائشہ فرماتی ہیں کَانَ بَشَرًا مِّنَ الْبَشَرِ حضور بشر دل سے بشر تھے۔

محمد عمر:۔ جناب فقیر نے قرآنی آیتیں تمہارے سامنے پیش کی ہیں کہ کفار اپنے انبیاء علیہم السلام کو بشر مثل کہتے رہے۔ فقیر کی پیش کردہ گیارہ آیتوں کے مقابلے میں تم ایک آیت قرآنی پیش نہیں کر سکتے۔ یہ فقیر کی صداقت کی دلیل ہے۔

باقی رہا تمہارا حدیث کو پیش کرنا۔ تو پہلے کسی محدث سے قانون دریافت کر لو کہ قرآن کی آیت صریحہ کے مقابلہ میں حدیث حجت بن سکتی ہے؟ پھر جس مسئلہ میں

پھر میں رات کو اٹھی مجھے پیاس محسوس ہوئی۔ میں نے جو کچھ اس میں تھا پی لیا۔ تو جب صبح ہوئی میں نے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی تو حضور مسکرائے۔ اور فرمایا کہ اس دن کے بعد تیرے پیٹ میں انشاء اللہ کبھی بیماری نہیں ہوگی۔

اَخرَجَ البُخَارِی فِی التَّارِیخ وابن ابی شَیبَۃَ فی المصنف و ابن سعد

الخصائص الکبریٰ ۱/۶۵ | عن یزید ابن الاصم قَالَ مَا تَثَابَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ قَطُّ

فرمایا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بالکل جمائی نہیں لی۔

چوتھا جواب ترمذی کی بَشَرًا مِّنَ البَشَرِ والی یہ خبر واحد بھی صحیح نہیں سنیئے۔ اس سند کے رواۃ سے عبد اللہ بن صالح ہے جس کے متعلق لکھا ہے

تقریب التہذیب ۲۰۲ | عبد اللہ بن صالح کثیر الغلط
یعنی عبد اللہ بن صالح بہت غلط حدیثیں بیان کرتا ہے۔

تمہاری اس حدیث کا راوی بھی وہی ہے۔ اور سنیئے

تہذیب التہذیب ۵/۲۵۶-۲۵۷ | عبد اللہ بن صالح لیس ھو بشیٔ اِنَّہٗ کَانَ یَکذِبُ فِی الحَدِیثِ
عبد اللہ بن صالح کچھ نہیں وہ حدیث میں جھوٹ بولتا ہے۔

یار تم تو مرا کرا ایسی احادیث لائے وہ بھی جھوٹی۔ قرآن کریم پر ایمان لے آؤ۔ نجات پاؤ گے۔ اور حضور کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو ادب سے یاد کیا کرو

سوال:۔ جب تمہارے نزدیک حضور نور ہیں اور حاضر ناظر بھی تو اندھیری رات یا اندھیری کوٹھڑی میں روشنی کیوں نہیں رہتی۔

محمد عمر:۔ اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

انفطرت پ ۳۰ | اِنَّ عَلَیکُم لَحَافِظِینَ کِرَامًا کَاتِبِینَ ط
تم پر دو کراما کاتبین فرشتے محافظ ہیں۔

جب تمہارا اس پر ایمان ہے کہ ہر شخص کے ساتھ دو نوری فرشتے ہیں

لَا اَثَرُ قَضَاءِ حَاجَتِہٖ

بے شک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ سورج میں نظر آتا۔ اور نہ چاند کی روشنی میں آپ کا سایہ نظر آتا۔ اور نہ ھی آپ کے پاخانے کا کوئی نشان ھوتا۔

مُصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم احتلام سے مبرّا تھے

الخصائص الکبرٰی ۱/۷ } اَخرَجَ الطبرانی نا طریق عکرمۃ عن ابن عباس والدینوری فی المُجَالَسَۃ من طریق مجاھد عن ابن عباسٍ قَالَ مَا احْتَلَمَ نَبِیٌّ قَطُّ وَاِنَّمَا الْاِحْتِلَامُ مِنَ الشَّیْطَانِ ط

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰے عنہ نے فرمایا کہ نبی اللہ کو بالکل احتلام نہیں ھوتا۔ اور کوئی بات نہیں احتلام شیطان کی طرف سے ھوتا ھے۔

الخصائص الکبرٰی ۱/۶۸ } وذکرہ ابن سبع فِی الخصائص بِلَفْظِ اَنَّہٗ لَمْ یَقَعْ عَلٰی ثِیَابِہٖ ذُبَابٌ قَطُّ وزاد ان من خصائصِہٖ اَنَّ الْقُمَّلَ لَمْ یَکُنْ یُؤْذِیْہِ ط

ابن سبع نے اپنے خصائص میں لکھا ھے کہ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں پر مکھی نہ بیٹھتی تھی۔ اور اپنے خصائص میں ان سے زیادہ لکھا ھے کہ آپ کے خصائص سے یہ بھی ھے آپ کو جوں بھی نہ ھوتی تھی۔

الخصائص الکبرٰی ۱/۷ } اَخرَجَ الحسن ابن سفیان فِی مسندہٖ وابو العلی والحاکم والدارقطنی وابو نعیم عن ام ایمن قالت قَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّیْلِ اِلٰی فَخَارَۃٍ فِی جَانِبِ الْبَیْتِ فَبَالَ فِیْھَا فَقُمْتُ مِنَ اللَّیْلِ وَاَنَا عَطْشَانَۃٌ فَشَرِبْتُ مَا فِیْھَا فَلَمَّا اَصْبَحَ اَخْبَرْتُہٗ فَضَحِکَ وَقَالَ اَنَّکِ لَنْ تَشْتَکِیْ بَطْنَکِ بَعْدَ یَوْمِکِ ھٰذَا اَبَدًا ط

ام ایمن رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت ھے۔ فرمایا مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم رات کو ایک گھر کے ایک کونے میں برتن پیالے کی طرف اُٹھے تو آپ نے اس میں پیشاب کیا۔

ثُمَّ رَدَّ اللّٰہُ اِلَیہِ عَینَہٗ الخ

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک الموت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف آیا تو اس نے کہا اپنے رب کے حکم کو قبول فرما لیجے. فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو موسیٰ علیہ السلام نے طمانچہ مارا ملک الموت کی آنکھ پر تو اس کو نکال دیا. نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو ملک الموت اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹا۔ پھر دربارِ خداوندی میں عرض کیا۔ تو نے مجھے ایسے بندے کی طرف بھیجا جو موت کا ارادہ نہیں رکھتا۔ اور اس نے میری آنکھ نکال دی. نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اللہ تعالےٰ نے ملک الموت کو دوبارہ آنکھ عطا فرما دی.

کیوں جناب ملک الموت نوری فرشتے کی آنکھ بھی یا نہ؟ اور نور بھا یا نہ؟

اور جو شخص مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے نور کا قائل نہیں اس کا یہ اختیار نہیں ہے بلکہ رب العزت نے اس کے لیئے کوئی نور تجویز نہیں فرمایا۔

وَمَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰہُ لَہٗ نُوْرًا فَمَا لَہٗ مِنْ نُّوْرٍ ط

النور ۵ ۱۸ اللہ تعالیٰ نے جس کے لیئے نور نہیں بنایا۔ اس کو کوئی نور نہیں ملے گا.

اور اس حدیث شریف سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نبی اللہ کی طاقت ملائکہ سے زیادہ ہے۔ اور ملائکہ کا غلام رسول ہونا بھی ثابت ہوا جس نے اپنی آنکھ نکلوالی لیکن نبوت کی گستاخی گوارہ نہیں کی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کا منکر

قیامت میں مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے محروم رہے گا،

ابن عساکر ۲ ۳۶۰ واسند ایضاً الی عقبۃ بن عامر الجہنی مرفوعاً اِذَا جَمَعَ اللّٰہُ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَقَضٰی بَیْنَھُمْ وَفَرَغَ مِنَ الْقَضَاۃِ قَالَ الْمُؤْمِنُوْنَ

اندھیرے گھرے میں یا اندھیری رات میں تمہارے سامنے ان کا نور کیوں نہیں چمکتا۔ ثابت ھوا کہ نوریوں کے دیکھنے کے لیئے ایمانی آنکھ کی ضرورت ھے۔

دوسرا جواب قرآن کریم میں ھے اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اللہ تعالےٰ آسمانوں اور زمین کا نور ھے۔

تو سورج اور چاند کی کیا ضرورت تھی اسی کا نور ہر چیز کو روشن کر دیتا۔ ثابت ھوا کہ نورِ خداوندی کو دیکھنے والی آنکھ اور ھے۔ ایسے ھی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی نوری ھیں۔ لیکن ان کو بھی دیکھنے والی آنکھ ولایت والی آنکھ ھے۔ ہر ایک آنکھ کی یہ طاقت نہیں کہ نورِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھ سکے۔

سائل "حضور اگر نور ھوتے تو غزوہ احد میں آپ کے دانت کیوں شہید ھوئے کیا ان کا خون نہیں بہا کیا نور میں بھی خون ھوتا ھے"۔

محمد عمر مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا خون مبارک بھی نوری تھا جیسا کہ فقیر پہلے عرض کر چکا ھے کہ آپ کا بال بال نوری ھے ایسا آپ کا خون بھی نوری ھے

دوسرا جواب نور جس ہیئتِ کذائیہ میں متشکل ھو اس کے عوارض ذاتیہ اس کو لاحق ہوتے ہیں۔ مثلاً ملک الموت فرشتہ نوری ھے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے انسانی شکل میں متشکل ہو کر آیا تو اس کی آنکھ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مکا مار کر نکال دی۔ کیا نور کی آنکھ بھی یا نہ؟ سنیئے

مسلم شریف ۲ ص ۲۶۷ حدثنا محمد بن رافع قال ثنا عبد الرزاق قال نا معمر عن همام بن منبه قال هذا ما حدثنا ابو هريرة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكر احاديث منها وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم جاء ملك الموت الى موسى عليه السلام فقال له اجب ربك قال فلطم موسى عليه السلام عين ملك الموت ففقأها قال فرجع الملك الى الله تعالى فقال انك ارسلتني الى عبد لك لا يريد الموت وقد فقأ عيني قال

حل ہو گئے لیکن ایک سوال باقی رہ گیا جو آج ایک شخص نے پیش کیا ہے کہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جب جبریل علیہ السلام کو سدرۃ المنتہےٰ پر چھوڑ گئے اور خود اوپر تشریف لے گئے تو ثابت ہوا کہ ہم نور سے بشر کو زیادہ مرتبہ دیتے ہیں جیسا کہ خداوند کریم نے کیا اور تم بشر کے درجے کو گھٹاتے ہو۔

جواب مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سدرۃ المنتہےٰ کے اوپر تشریف لے گئے۔ تو نورِ ملائکہ نیچے رہ گیا۔ یہ تو تمہیں سوجھ آگئی۔ لیکن یہ نہ سوچا کہ آپ اوپر تشریف لے گئے۔ تو اوپر نور تھا جس کی طرف تشریف لے گئے۔ یا بشر؟

اگر بشر کہو تو کفر کہ خداوند کریم بشریت سے مبرا ہے۔ تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ خدا نور ہے۔ اور مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نور کی طرف تشریف لے گئے۔ تو نور بالاتر ہوا یا بشر؟ تو ماننا پڑے گا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نور اور نورِ خدا کی طرف ہی تشریف لے گئے۔ نور نور سے ملاقات کے لیئے گیا۔ تو نور کا درجہ بالاتر ہی رہے گا۔ تو نورِ ملائکہ کا درجہ کم ہوا نہ مطلق نور کا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت بمع جسمیت خداوند کریم کی قدرت کاملہ سے سب نوروں سے اولیٰ اور بالاتر ہے۔

کلیمے کہ چرخِ فلک طورِ اوست　　ہمہ نور ہا پرتوِ نورِ اوست
تو اصلِ وجود آمدی از نخست　　دِگر ہرچہ موجود شد فرع تست
(سعدی)

مرتبہ

ابو عبد الوہاب محمد عمر دار المقیاس اچھرہ لاہور

۲۰ جولائی ۱۹۶۰ء